بھٹک رہی ہے زندگی
ہیں ظلمتیں ہی ظلمتیں اِدھر اُدھر یہاں وہاں
محیط ابرِ کفر ہے چمک رہی ہیں بجلیاں
بھٹک رہی ہے زندگی مثالِ گردِ ناتواں
نہ ہمسفر، نہ راہگذر، نہ راہبر، نہ کارواں
کلی کلی گرفتہ دل گلوں کے لب پہ ہچکیاں
چمن چمن ہے تیرگی روش روش دھواں دھواں
بادِ سموم کھیلتی پھرتی ہے برگ و بار سے
فصلِ خزاں کا راج ہے گم ہے بہار کے نشاں
خانہ بخانہ کو بکو سجتے ہوئے صنم کدے
لات و ہبل کے سامنے ہیں روز سجدہ ریزیاں
فسق و فجور ہر طرف جام بدست ہر کوئی
جس کی طرف بھی دیکھیے محوِ خیالِ دلبراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفحات مجلہ

Www. Abnaehafsa.blogspot.com
Www. Jhuf.net
E-mail
Ghazi madia @ gmail.com
Pak ttp @ yahoo.com

استفادہ کیلئے وزٹ کیجیئے

درسِ قرآن

ودوا لو تكفرون كما كفروا فتكونون سواء فلا تتخذوا منهم اولياء حتى يهاجروا في سبيل الله
فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حيث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم وليا ولا نصيرا .(النساء۸۹)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ۔ جیسا کہ وہ کافر ہوئے۔ پھر تم سب برابر ہو جاؤ گے۔ سو تم ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ یہاں تک کے وہ ہجرت کر لیں اللہ کے راستے میں، پھر اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان کو پکڑو اور ان کو قتل کرو۔ جہاں بھی تم ان کو پاؤ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار۔

شانِ نزول:

(۱) روح المعانی ص: ۱۰۷ج ۵ میں مجاہدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہاں اُن لوگوں کا بیان ہے جو مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے۔ وہ اپنے آپ کو مہاجر ظاہر کر رہے تھے۔ پھر (فرض ہجرت نہ کرنے اور کفار کا ساتھ دینے کی وجہ سے) مرتد ہو گئے۔ اُنھوں نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ ہم مکہ جا کر اپنا تجارتی سامان لائیں گے اور تجارت کریں گے۔ ان کے قتل کے بارے میں مسلمانوں کا اختلاف ہوا۔ صحابہؓ کی ایک جماعت اُنھیں مومن کہہ رہی تھی اور ایک کافر کہہ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نفاق کھول دیا اور اُن کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور مسلمانوں کو ان سے دوستی اور مدد لینے سے منع کر دیا

(۲) امام طبریؒ فرماتے ہیں: یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کلمہ گو تھے۔ لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ لوگ مکہ سے آئے مسلمانوں سے ان کا سامنا ہو گیا۔ کچھ مسلمانوں نے کہا کہ ان خبیثوں کی جانب چلو اور ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ یہ ہمارے مقابلے میں ہمارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ سُن کر کچھ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم ایسے لوگوں کو قتل کرو گے جو تمھاری طرح کلمہ پڑھتے ہیں۔ کیا صرف اس وجہ سے ان کی جان و مال کو حلال کر لو گے کہ اُنھوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑا؟؟ اس طرح اہل ایمان ان لوگوں کے بارے میں دو رائے ہو گئے جب کہ نبی ﷺ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی کو کچھ نہیں کہا تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فیصلہ فرما دیا۔ کہ یہ منافق ہیں۔ اگر یہ باز نہیں آتے تو جہاں پاؤ ان کو قتل کرو۔ یہ شری لوگ ہیں۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ تم بھی ان کی طرح کفر کر بیٹھو

(۳) ضحاکؒ سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو ایمان لانے کے بعد مکہ میں رہ گئے۔ تو صحابہؓ کا ان کے بارے میں اختلاف ہوا۔ کچھ صحابہؓ نے ان سے میل و محبت باقی رکھی۔ اور کچھ نے ان سے بیزاری کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نفاق کھول دیا۔ اور ان کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، اور مسلمانوں کو ان سے تعلق سے منع کر دیا۔

(۴) صاحب روح المعانیؒ نے ایک روایت بحوالہ بخاری، مسلم، مسند احمد، نسائی نقل کیا ہے۔ کہ نبی ﷺ نے غزوہ احد کے موقعہ پر جب احد کی طرف جا رہے تھے۔ تو آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہونے والوں میں کچھ لوگ واپس ہو گئے تو ان لوگوں کے بارے میں صحابہؓ کا اختلاف ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ان کے قتل کا حکم اور ان سے تعلق توڑنے اور مدد دینے سے منع کر دیا۔

(ان تمام روایات سے حاصل شدہ فوائد)

(۱) یہ سب کلمہ گو نام نہاد مسلمان تھے۔ (۲) ان سے قتال کے بارے میں اختلاف تب تھا جب تک ان کا نفاق واضح نہیں ہوا تھا۔ (۳) ان سے قتال کفار کے ساتھ کھڑے ہونے کی وجہ کیا گیا۔

(۴) ایسے کلمہ گو جو کفار کے ساتھ کھڑے ہوں ان کے قتل کے بارے میں اختلاف تب تک تھا جب تک نص قرآنی نہیں آئی، اب مسئلہ متفق علیہ ہو گیا ہے۔ (۵) ایسے لوگوں سے مدد لینے اور دوست بنانے سے منع کیا گیا۔ جو کفار کے ساتھ کھڑے ہوں۔ جیسا کے صاحب روح المعانیؒ نے فرمایا۔ ای حاربوهم محاربة كليةولا تقبلو منهم ولاية ولا نصرة ابدًا

سلالہ چیک پوسٹ حملہ

اداریہ

اور

کلمہ حق

حکومت پاکستان کے اقدامات

سو گنڈوں کے بعد سو چھتر کھانے کا عمل زور و شور سے جاری ہے۔ ۹/۱۱ کے بعد نظام باطلہ کی چھتری تلے پرورش پانے والے پرویز ''مشرر'' نے اپنے اقتدار اور اپنے تئیں ملک بچانے کے لیے جس انگاروں بھرے تندور میں چھلانگ لگائی، اس چھلانگ کے بدترین نتائج اہل بصیرت تو کجا تھوڑی سی عقل و دانش رکھنے والے بھی سمجھ رہے تھے کہ جب ہم واپس اس تندور سے نکلیں گے تو ہماری ہیت و ماہیت کیسی ہو گی۔ سو وہی ہوا جس کی جرنیلی اور سیاسی ایوانوں نے پردہ داری کرنے کی کوشش جاری رکھی ہوئی تھی۔ اب وہی ھنڈیا بیچ چوراہے کے پھوٹ رہی ہے۔ عالمی کولیشن کے حصہ بننے کے عمل بدنے ہماری تقدیر میں دھواں اور کوئلے ہی لکھ دیے ہیں۔ اگرچہ حکومتی معاشی سسٹم کے جوکر (ماہرین) ۷۰ بلین ڈالر کا خسارہ نوٹ کرنے میں کامیاب تو ہوگئے ہیں۔ مگر یہ نانہجار اپنی اخلاقی گراوٹ، ایمانی پستی، دینی تقاضے اور اسلامی بنیادی اصولوں کی تباہی کو تو تولنا ہی نہیں چاہتے۔ انھیں خبر تک نہیں کے یہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد اللہ اور اُس کے رسول برحق ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ مثلِ سگ دھوبی ہیں جو گھاٹ کا رہتا ہے نہ گھر کا، اہل ایمان انہیں یہود و نصاریٰ کی صف دوستاں میں شمار کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ انہیں اپنا سمجھنے اور ان پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ خسر الدنیا و الآخرہ۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ اِدھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ یاد کیجیے ۹/۱۱ سے پہلے کے پاکستان کو، جو دنیاوی لحاظ سے کم ازکم باوقار تھا۔ اور ترقی پذیر ممالک میں اس کی اہمیت مسلّمہ تھی۔ واحد اسلامی ایٹمی ملک ہونے کی وجہ سے باون اسلامی ممالک کی قیادت کا سہرا اسی کے سر تھا۔ حالانکہ ۱۹۴۷ سے لے کر اب تک ایک سے ایک بڑا چور ہی اس ملک کو لوٹتا رہا۔ انگریز ملعون نے شاطرانہ ذہنیت کے ساتھ ملک کو علیحدہ حیثیت سے آزادی تو دے دی مگر اس نے چوروں کو چوکیدار بنا کر اس ملک کو تباہی کی راہ پر ڈال دیا۔ کیا ہی ہمارا یہ اسلامی ملک تھا کہ جس کا پہلا سپہ سالار ہی ایک انگریز تھا۔ بہرحال اسلامی ملک کے نام کی برکات ہیں پھر بھی خزانہ قدرت سے اسے نعمتیں حاصل ہوتی رہیں۔ ۹/۱۱ سے پہلے نہ کہیں دھماکے تھے، نہ لاشوں کے انبار، نہ خون کے دریا تھے نہ دھوئیں کے بادل، نہ چیخ و پکار تھی نہ ہی ماتم اور آہ و فغاں۔ مگر اب بقول حکمرانوں کے ۳۵ ہزار عمومی مسلمان اس نام نہاد جنگ کا ایندھن ہوگئے اور پانچ ہزار پاکستانی فوجی اور سکیورٹی اداروں کے اہلکار امریکی دیوی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ جبکہ طالبان ذرائع کے مطابق ۳۰ ہزار سے زائد فوجی اور سکیورٹی اداروں کے اہلکار مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ ۶۵۰۰ سے زائد عام مسلمان، فضائی بمباری کا نشانہ بنے۔ اور شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔ ۵۰۰ مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ جبکہ امریکی ڈرون حملوں میں تین ہزار قبائلی انصار و مہاجرین، عورتیں، بچے شہید ہوئے۔ اب ۲۴ فوجیوں کی ہلاکت پر سیخ پا ہونے والے جرنیلوں اور عوامی لیڈروں سے کوئی پوچھنے والا نہیں، کہ چالیس ہزار پاکستانیوں اور ان ۲۴ فوجیوں کے لہو میں کیا فرق ہے۔ سچ تو یہ ہے ہالی وڈ کے فلم نگاروں کا تیار کردہ فلم کا یہ دوسرا اسکرپٹ ہے۔ سمجھنے کے لیے عراق اور کویت کی مثال کافی ہے۔ صدام نے امریکی اشارے پر کویت پر قبضہ کیا پس یہاں جا کر صدام کا پتہ کاٹ دیا گیا۔ پھر امریکیوں نے اگلی

کہانی پر عمل شروع کیا۔امریکہ خطہ سے نکلنے کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔اس لیے فلم کے دوسرے اسکرپٹ پر عمل شروع کر دیا ہے،فلم کا یہ حصہ نہ عام پاکستانیوں کے لیے عافیت کی خبر لائے گا نہ عام فوجیوں کے لیے بس اب تو آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے۔موجودہ حکومتی اقدامات سوائے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے کچھ بھی نہیں،حکمرانوں اور جرنیلوں کے ہاں عوام کی غم خواری ہے نہ ملک کی وفاداری ہے۔بس ہوس اقتدار ہی ہے جو الگ الگ راہوں سے پورا ہو رہا ہے۔کہیں نام نہاد سیاسی لیڈر اور اس کی فراعنہ فوج دونوں اپنی اپنی طاقت سے ملکی خزانہ کا ''لوٹ سیل میلے '' سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔اب ایک اسلامی انقلاب ہی اس ملک کی تقدیر بدل سکتا ہے اسی انقلاب کی کوکھ سے وہ قیادت بھی حاصل ہوگی جو امریکی زخمی اژدھے کو منہ توڑ جواب کی بھی استعداد رکھتی ہوگی۔اے باسیان پاکستان رنگ،ڈھنگ،چال ڈھال بدل کر اقتدار کو طول دینے والوں کو سمجھیے۔ان کے مفادات کا تحفظ ہی طاغوت کی آلہ کاری میں ہے۔ان سے امید خیر رکھنا عبث ہے۔سلالہ چیک پوسٹ کا واقعہ تو طاغوت کی خدمت کی ایک بہت چھوٹی مثال ہے۔ان ظالموں کے کندھوں پر ۴۰ ہزار پاکستانیوں کے لہو کا بوجھ ہے۔جس کا جواب جلد یا بدیر ان جرنیلوں اور نام نہاد عوامی لیڈروں کو دینا ہوگا۔

مذاکرات اور امن کی خواہش

دشمن اور دوستوں کے درمیان مذاکرات ہمیشہ جاری رہتے ہیں حتیٰ کہ دوازلی دشمن اسلام اور کفر کے ماننے والوں کے درمیان بھی مذاکرات اسلامی تاریخ کا حصہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو حکم دیا کہ جب کبھی کفار تم سے صلح چاہیں تو تمھیں چاہیے کہ صلح کر لو اگر چہ خدشہ بھی ہو کہ کفار صلح کی آڑ میں نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہوں تب بھی صلح جائز ہے اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے۔اس لیے شریعت اسلامیہ میں کفار سے معاہدات کے اصول و ضوابط مقرر ہیں۔جن اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے معاہدہ امن کے لیے اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔پاکستان جو غیروں کی سلگائی گئی آگ کا ایندھن بنا ہوا ہے اس سرزمین پاک کے امن اور سلامتی کا واحد ضامن بھی اسلام ہی ہے۔ملک میں بھڑکتی آگ اور بدامنی کا علاج اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔کیونکہ اس سرزمین کی آزادی کی کوشش کی واحد وجہ بھی ایسی مملکت کے قیام کی خواہش تھی جہاں اسلامی احکامات پوری طرح نافذ العمل ہوں۔اس کی خاطر جان و مال کی بے انتہا قربانیاں دی گئیں،مگر آج تک باسیان پاکستان کی نفاذ اسلام کی خواہش ان کے ساتھ ان کی قبروں میں دفن ہو رہی ہے۔اگر چہ حکومت پاکستان سے نفاذ اسلام کا مطالبہ عبث ہے۔یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی طوائفہ کو بیت اللہ کی امامت سپرد کر دی جائے۔مگر رب العالمین کے ہاں توبہ کے دروازے کبھی بھی بند نہیں ہوتے۔(طالبان سے مذاکرات کی بھی بے شک قطعاً کوئی ضرورت نہیں اور طالبان بھی مذاکرات کے لیے ''مرے''نہیں جارہے) حکومت اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے،بغاوت الٰہیہ سے توبہ تائب ہو۔طاغوت اکبر امریکہ سے لاتعلق ہوجائے۔شرعی نظام نافذ کر دے۔بیشک شرعی اصولوں کے عین مطابق کفار سے تعلق بھی قائم رکھے۔معاملات سو فیصد حل ہوجائیں گے۔ملک پاکستان امن کی علامت اور مثال بن جائیگا۔اس میں نہ طالبان سے مذاکرات کی ضرورت ہے نہ ہتھیار ڈلوانے کے مطالبے کی ضرورت ہے۔قبائل میں موجود طالبان اسلام آباد میں روایتی پشتون قہوہ پی کر مقبوضہ کشمیر کا رخ کر لیں گے۔انھیں نہ اقتدار کی ضرورت ہے نہ ہی طالبان ذاتی اجارداری کے خواہش مند ہیں۔اسلام ہی واحد امن کی ضمانت ہے بصورت دیگر امن کا خواب کبھی بھی تعبیر نہ پا سکے گا۔

بیٹیوں کے قاتل، حرم اسلام پر حملہ آور دشمن، حفاظ و طالبات کے قاتل، اعجاز الحق اور شیخ رشید کو ساتھ لے کر۔۔
۔کن کا دفاع۔۔۔اور۔۔۔کیسا دفاع۔۔۔کرنے نکلے ہیں۔شرم۔۔۔شرم۔۔۔کہ بڑا اثاثہ ہے شرم۔۔۔

از قلم

سرمد صدیقی

دفاع پاکستان کونسل قول و فعل کے آئینے میں

غلام قومیں اطاعت خدا وندی نہیں کر سکتیں۔ہماری نسل در نسل فکری، ذہنی، تعلیمی، اور اقدار کی غلامی نے بڑے بڑے سنجیدہ شرعی مسائل کو بھی غیر سنجیدہ اور غیر شرعی انداز فکر سے دیکھنے پر مجبور کر دیا۔وقت قیام میں رکوع کی حالت میں چلے جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔بعینہ وقت عمل میں بڑھکیں ، بلند بانگ کھوکھلے بے جان دعوے، وقت اور مخصوص صلاحیتوں کے ضیاع کے علاوہ قطعی بے فائدہ ہیں۔قارئین آپ کو یاد ہوگا۔آج سے گیارہ برس قبل اسی طرح دفاع افغان و پاکستان کونسل کی بنیاد ڈالی گئی۔یہ وہ وقت تھا جب ابھی امارت اسلامیہ پر حملے کے آثار واضح نظر آنے لگے تھے۔سرزمین پاکستان کے باسیوں نے دینی وجہادی قیادت کی طرف دیکھنا شروع کیا۔جہادی قیادت کا کردار تو طرفہ تماشا تھا۔مگر دینی وسیاسی قیادت نے بھی قوم کے جذبات کا کھلواڑ کیا۔بیچاری پاکستانی مسلمان عوام ہمیشہ ان لیڈروں کی بڑھانکنے کی صفت پر اعتماد کر کے انھیں امت مسلّمہ کا مسیحا سمجھ کر ساتھ دینے لگتے ہیں۔نتیجہ ہمیشہ، ڈھاک کے دو پات، ہی سامنے آتا ہے۔مثلاً دفاع افغان و پاکستان کونسل کے تاریخی جلسوں کو اگر قلم بند یا فلم بند کر لیا جائے ۔اور پھر اس کے بعد کے حالات پر نظر ڈالی جائے ۔تو آپ حیرت زدہ ہوں گے ۔کہ بلند بانگ دعوے کس قدر بے جان ،فضول، اور صرف

> پاکستانی فضائی اڈے، سمندری ساحلی اڈے،زمینی اور فضائی حدود کامل گیارہ سال تک امریکہ اور نیٹو کے لیے چراہ گاہ بنی رہیں۔

خطابت کی پہلوانیاں تھیں۔جو صرف کانوں کی لذت کا باعث ہی رہیں۔عوام بے چارے قیادت کو بیدار سمجھ کر خود سو جاتے ہیں۔غریب ماں کی طرح جو بچوں کو دلاسہ دے کر سُلا دیتی ہے۔اور پھر خود بھی اُسی دلاسے پر اعتماد کر کے سو جاتی ہے ۔یہ قیادت ایسا ہی کردار ادا کرتی رہی ہے۔سابقہ دفاعی تحریک میں اعلانات کیے گئے۔ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔یقیناً ہماری اس قیادت نے اپنے بیڈروم میں بیٹھ کر اینٹ سے اینٹ ضرور بجائی ہو گی۔ہم پاکستانی جرنیلوں اور حکمرانوں کو امریکہ کا غلام بننے کی اجازت نہیں دیں گے۔ہاں ہمارا حصہ ہمیں مل گیا تو ہم خاموش ہو جائیں گے۔اگر پاکستان نے زمینی وفضائی حدود کے استعمال کی اجازت دی تو ہم سروں پر کفن باندھ لیں گے۔اس حکومت کو چلتا کریں گے۔اگر ایسا ہوا، (جیسا کہ سب کچھ ہوا) تو ہم ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کی یادیں تازہ کر دیں گے۔پھر کیا ہوا، پاکستانی حکمرانوں نے ان جلوسوں سے فائدہ تو ضرور اٹھایا کہ امریکہ سے اپنی قیمت آٹھ آنے کے بجائے ایک روپیہ لینے میں کامیاب ہو گئے مگر ہماری یہ قیادت خون میں ڈوبے افغانستان کو تنہا چھوڑ کر خواب خرگوش کے مزے لینے لگی۔پاکستانی فضائی اڈے، سمندری ساحلی اڈے، زمینی اور فضائی حدود کامل گیارہ

سال تک امریکہ اور نیٹو کے لیے چراہ گاہ بنی رہیں۔ ہماری اس معصوم فرشتہ صفت دینی و جہادی قیادت نے عوامی جذبات و ایمانی غیرت کو جلسے جلوسوں میں ضائع کر دیا۔ اگر ان لوگوں کے حقیقی جذبات کو حقیقی رستے پر چلایا جاتا تو ہم گیارہ سال قبل حسنی مبارکوں، قذافیوں، اور شاہ عبدلوں، سے جان چھڑوا چکے ہوتے۔ مگر اب تک ہم پرویزی فسطائیت، زرداری و جرنیلی رعونت ہلکی و بلوری تکبر کی آندھیوں میں لڑکھڑا نہ رہے ہوتے۔ پھر ایک اور قیامت آ ٹوٹی۔ ایک اور آزمائش نے ہمارے صحن میں خیمے گاڑ دیے۔ نفرت اور حقارت کی زہر میں بجھے تیر ہمارے جسد ایمانی میں اتر گئے۔ نبی معظم ﷺ کے کارٹون شائع ہوے۔ یہی بے ڈھنگی قیادت تھی۔ جس نے تحفظ ناموس رسالت کے مقدس نام پر بے کار مشق کا نیا ڈرامہ رچایا۔ عوامی جذبات کو جمہوریت کے احتجاجی پنجرے میں بند کر کے ڈنمارک کے سامنے رکھ دیا۔ وہ ہمارے اس تماشے پر مسکراتے رہے۔ گویا قیادت آسمان سے اترے اس امتحان میں بھی شریعت اسلامیہ سے رہنمائی لینے کے بجائے جمہوری غیر اسلامی ردعمل میں غیرت مند مسلم عوام کی رہنمائی کرنے میں بری طرح ناکام رہی۔ آہ ، کہاں حضرت عبداللہ بن عتیقؓ اور انس بن نضرؓ کا کردار، اور کہاں ہماری بے حسی، کہاں غازی علم الدین شہیدؒ اور غازی عامر چیمہ شہیدؒ کے لہو سے فلک در فلک اُٹھتی کردار عمل کی خوشبوئیں اور کہاں ہمارے کھوکھلے نعروں سے بلند ہوتی ظلمت کی فضائیں، کاش ہماری یہ قیادت پیچھے ہٹ کر ذرا قرآن پاک دیکھ لیتی۔ لم تقولون ما لا تفعلون، کی تنبیہ الٰہی پر کان دھر لیتی۔ مگر جو ہوا سو ہوا۔ میری

> مگر ریلوے سٹیشن پر موجود عوام کو کون بتائے کہ مزدوری پر حاصل کیے گئے یہ خوبصورت ،جبہ و دستار والے مسافر یہ ریٹائرڈ جرنیل،یہ ریزرو فورس کے کرنل برگیڈیئر ، یہ دھتکاری عوامی و ضیاء لیگ کی قیادت،سفر کے اختتام پر اپنا ٹی۔اے ۔ڈی۔اے گن لے گی۔تمہاری قسمت میں ٹرین کی ہوا سے اڑی خاک ہی آئے گی۔

> چپ دی ایسی پلائی اے ساقی
> کہ چپ دا سارا بازار چپ اے
> کاش ہماری غفلت کی غاروں میں فکرحشر کا کوئی جگنو تو آاترتا۔ کہیں ہلکی سی کوئی کرن، نور کا کوئی ذرہ جگمگاتا

غیرت کا جنازہ بڑی دھوم سے نکلا۔ جی اگر کچھ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تو قوم کو معاف فرما دیجیے۔ قوم کے خاکستر میں چھپی چنگاریاں خود ہی شعلہ جوالہ بن جائینگی۔ مگر روڈ بلاک کرواکے، ہڑتالوں پر طاقت ضائع کر کے ،کارکنوں کے خشک گلے، ہونٹوں پر جمی خشک پپڑیاں، کچھ رحم فرمائیے۔ یوں نیک جذبات کا تماشہ اچھا نہیں۔ پھر سانحہ لال مسجد۔۔۔ آنگن میں آزمائش کا نیا طوفان موجزن ہوا۔ ہماری یہی قیادت گونگی، بہری بن بیٹھی۔ کیونکہ اب کی بار کہیں سے بھی اشارہ نہ ہو پایا تھا، نہ ڈیزل کی پیشکش تھی نہ پٹرول کا دلاسہ، بیٹیاں کٹ گئیں، حجاب لٹ گئے، لہو کے آغوش میں جوانیاں سو گئیں، قرآن کے پاروں نے راکھ کے غلاف اوڑھ لیے۔ حتیٰ کے قبرستان بول پڑے۔ تلاوت سینکڑوں نے سنی، مٹی بھی مہک اٹھی، ۔۔۔مگر۔۔۔مگر ۔۔۔نہ اب حمزہ کیمپ متحرک تھا۔ نہ چک شہزاد نے سیٹی بجائی۔ نہ ہی طارق پرویز مٹھی گرم کرنے کو تیار تھا۔ لہذا کوئی چپ سی چپ تھی۔ چپ دی ایسی پلائی اے ساقی کہ چپ دا سارا بازار چپ اے کاش ہماری غفلت کی غاروں میں فکر حشر کا کوئی جگنو تو آاترتا۔ کہیں ہلکی سی کوئی کرن، نور کا کوئی ذرہ جگمگاتا۔ مگر

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہ رو منزل ہی نہیں

اب سلالہ چیک پوسٹ واقعہ پر پھر وہی اڑانیں اور پروازیں شروع ہوئیں۔ گورے بھائیوں نے کالے بھائی مار دیے۔ یا یوں کہہ لینے میں کیا حرج ہے کہ آقا نے غلام کھڑکا دیے۔ بس پھر اسی بے حال قیادت کو ڈرون بھی یاد آ گئے۔ نیٹو سپلائی بھی ان کے حلق کا کانٹا بن گئی۔ سب دفاع پاکستان کے لیے مرے جا رہے ہیں۔ رحم فرمائیے۔ قبائل

> "اے حرمت رسول والو"یا ایک جلسے کی قیمت تین کروڑ وصول کرو۔ لیکن یاد رکھنا امت کی عزت کا سودا ۔۔قومی غیرت کا یہ کھلواڑ ۔۔۔ملت اسلامیہ کے شہیدوں کے لہو کی قیمت تمہارے دامن میں تارے نہیں انگارے بھرے گی

میں خون میں لت پت شہزادوں کی کیا کوئی حیثیت نہ تھی۔رائل آرمی کے وردی پوشوں کی روحوں میں کیا میکائیل اترا ہوا تھا؟ کہ آپ غم سے نڈھال ہو گئے۔اُمت کی عظیم قیادت محسن اُمت شیخ اسامہ شہیدؒ کا لہو تو کچی لسی کی طرح آنجناب کے حلق سے اتر گیا۔آپ ایک نیا مسئلہ ایوان عوام میں اٹھا لائے ہیں۔ پاکستان کے دفاع کا مسئلہ ہے۔آپ سردیوں میں باہر نہ نکلیں نمونیا ہو جائے گا۔ایرانی کمبلوں میں آرام کریں۔ بیٹیوں کے قاتل، حرم اسلام پر حملہ آور دشمن، حفاظ و طالبات کے قاتل، اعجاز الحق اور شیخ رشید کو ساتھ لے کر۔۔۔کن کا۔۔دفاع۔۔۔اور۔۔۔کیسا دفاع۔۔۔کرنے نکلے ہیں۔شرم۔۔۔شرم۔۔۔کہ بڑا اثاثہ ہے شرم ۔۔۔خوف خدا کیجیے۔مخبر صادق ﷺ نے فرمایا۔

اذا فاتک الحیاء فاصنع ماشئت۔ جب حیا مر جائے تو جو چاہے مرضی کر۔ہاں تمھیں بھی اجازت ہے۔چائے پکوڑے کھا کر خوش رہو۔''اے حرمت رسول والو' یا ایک جلسے کی قیمت تین کروڑ وصول کرو۔ لیکن یاد رکھنا۔امت کی عزت کا سودا ۔۔قومی غیرت کا یہ کھلواڑ۔۔۔ملت اسلامیہ کے شہیدوں کے لہو کی قیمت تمہارے دامن میں تارے نہیں انگارے بھرے گی۔ مجھے ایک واقف حال دوست نے بتایا کہ دفاع پاکستان کونسل دراصل ہم سب کے جدا جدا مفادات کا ریلوے سٹیشن ہے۔منزل الگ الگ مگر گاڑی کا انتخاب سانجا ہے ہر ایک اپنی منزل والے سٹیشن پر اتر جا ئیگا۔مگر ریلوے سٹیشن پر موجود عوام کو کون بتائے کہ مزدوری پر حاصل کیے گئے یہ خوبصورت، جبہ ودستار والے مسافر ، یہ ریٹائرڈ جرنیل، یہ ریزرو

فورس کے کرنل بریگیڈیئر، یہ دھتکاری عوامی وضیاء لیگ کی قیادت، سفر کے اختتام پر اپنا ٹی۔اے۔ڈی۔اے گن لے گی۔تمہاری قسمت میں ٹرین کی ہوا سے اڑی خاک ہی آئے گی۔سنبھل جا یئے۔کامل گیارہ سالہ کردار پر نظر دوڑا لیجئے۔ایک بار پھر دھوکہ مت کھائیں۔کیونکہ مدنی کریم ﷺ نے فرمایا۔مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔خاکم بدہن، آج تک مذکورہ قیادت نے جس کام کے نہ ہونے کے لیے سڑکوں کی راہ لی۔وہ کام ضرور ہو کے رہا۔اب دیکھتے ہیں کے پاکستان کی سرزمین کا کیا بنتا ہے۔کیونکہ یہ قیادت تو طوفان سے پہلے آنے والی ہوا ہی اب تک ثابت ہوئی ہے۔ اللہ پاک میرے دیس کی حفاظت فرمائے۔ اور ظالموں سے اس ملک کو نجات عطا فرمائے۔آمین

ہمیں 'جمہوریت' کے لفظ سے چڑ نہیں اس کے مزاج سے اختلاف ہے۔کیونکہ اس میں بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا۔اس میں اہلیت پر اکثرت کو ترجیح دی جاتی ہے۔یہاں دماغ نہیں، سر دیکھے جاتے ہیں۔اس کے حلال و حرام کو انسانوں کے خواہش کے تابع کر دیا جاتا ہے۔اس کے کوئی مستقل پیمانے اور اقدار نہیں اس کا ہر پیمانہ ایک چھناکے سے ٹوٹتا اور اس کی ہر قدر دو ہاتھ کھڑے ہو جانے سے بنتی رہتی ہے۔اسلامی نظام حکومت میں اصول و اقدار کا تو یہ عالم ہے۔کہ نبی ﷺ وقت بھی ان کی پابندی کا مکلف ہے۔جو ازلی ہیں اور ابدی ہیں اور پوری نوع انسانیت مل کر بھی ان میں ترمیم و تنسیخ کی مجاز نہیں۔

صاحبزادہ گیلانی

کیا امیر المؤمنین کا جہاد جہاد نہیں؟

مولانا ابو عمر

مجاھدین کے ساتھ ساتھ وہ علماءِ حق اور عام مسلمان بھی مبارک باد کے مستحق ھیں جنھوں نے انتہائی سخت وقت میں طالبان کا ساتھ نہیں چھوڑااور انکے شانہ بشانہ کھڑے رہے

(یہ مضمون ماہنامہ الشریعۃ اکتوبر ۲۰۱۰ میں شایع ہونے والے مباحثے ،جسکو عمار یاسر نے لکھا تھا، کے جواب میں لکھا گیا تھا۔اس مضمون میں عمار یاسر نے امیر المؤمنین کے جہاد کے بارے میں کہا تھا کہ یہ جہاد نہیں ہے۔دلیل یہ دی تھی کہ چونکہ امریکہ کی نیت افغانستان پر حملہ کرتے وقت القاعدہ کے دہشت گردوں کے خاتمے کی تھی اسلئے امریکہ کے خلاف کسی کا لڑنا جہاد نہیں ہے۔انکے الفاظ یہ تھے:’’اگر امریکی حملہ القاعدہ کی سرکوبی کے لئے ہوا ہے تو اب امریکہ کے خلاف لڑنے کو جہاد نہیں کہا جا سکتا۔‘‘(ماہنامہ الشریعۃ اکتوبر ۲۰۱۰) دوسری جگہ فرماتے ہیں’’ اگر امریکی حملے طالبان کی حکومت ختم کرنے کے لئے ہوتے تو جہاد ہوتا جبکہ امریکہ کی نیت دہشت گردوں پر حملے کی تھی‘‘۔(ماہنامہ الشریعۃ اکتوبر ۲۰۱۰) انھوں نے مطلقا کہا تھا کہ کسی پاکستانی کے لئے جائز نہیں کہ وہ افغانستان جا کر جہاد کرے) افغانستان کے اندر گذشتہ دس سال کے عرصے میں طالبان ،عرب اور پاکستانی مجاہدین نے جو قربانی کی ناقابلِ فراموش داستان رقم کی ہے وہ اسلامی تاریخ کا ایک نیا باب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مخلص بندوں کی قربانیوں کے بدولت اپنی مدد و نصرت انکے ساتھ شامل فرمائی جسکے نتیجے میں آج وہ طاقت اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہے جو دس سال پہلے انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا بڑا رب ہوں میں سپر پاور ہوں) کا نعرہ لگارہی تھی۔اور تو اور اللہ کو سب سے بڑا ماننے والوں نے بھی اس کو سپر پاور کہنا اور ماننا شروع کر دیا تھا۔ مجاہدین کے ساتھ ساتھ وہ علماءِ حق اور عام مسلمان بھی

آج وہ طاقت اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہے جو دس سال پہلے انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا بڑا رب ہوں میں سپر پاور ہوں) کا نعرہ لگارہی تھی

مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے انتہائی سخت وقت میں طالبان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور انکے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔بندے نے بہت سے ضعیف العمر تاجروں کو پہاڑوں میں پہنچ کر طالبان کی مدد کرتے دیکھا ہے، جبکہ لوگ اپنے سائے سے بھی ڈرتے تھے اور امریکہ کو خدا کا درجہ دیدیا گیا تھا، یہی حال علماءِ حق کا رہا کہ جاں سے گذر گئے لیکن طالبان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔آج الحمدللہ اسی اخلاص و ایثار کی بدولت اللہ نے یہ دن دکھایا کہ امریکہ کی جدید ٹیکنالوجی افغانستان کی سڑکوں، کھڈوں، اور کھائیوں میں عبرت کا انجام بنی نظر آرہی ہے۔انکے جدید سیٹلائٹ کو عرش وکرسی کے مالک نے ایسا اندھا کیا ہے کہ طالبان کے لشکر کے لشکر رحمتوں کے بادلوں میں چھپ جاتے ہیں۔میدان میں شکست کے بعد امریکہ نے طالبان کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے کی کوششیں کیں لیکن الحمدللہ وہ سب ناکام ہوئیں۔ان ناکامیوں کے بعد امریکہ نے پاکستان میں موجود اپنے بہی خواہوں کے ذریعے ایسی بحثیں شروع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس سے طالبان کے جہاد کو مشکوک بنادیا جائے اور طالبان کی حمایت میں لڑنے والوں اور انکے ساتھ تعاون کرنے والوں کو روکدیا جائے۔یہ بحثیں تحقیق اور اصلاح احوال کے نام پر کی جارہی ہیں لیکن ہر درد رکھنے والا مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ ایسے وقت میں ان تمام بحثوں کا فائدہ صرف اور صرف اللہ اور اسکے رسول کے دشمن امریکہ کو ہوگا۔بحث کا آغاز کرنے والوں کا مقصد بھی یہی ہے۔امریکہ کی کوشش ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ طالبان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے والے ہیں۔القاعدہ اور طالبان میں پھوٹ پڑ گئی ہے ،ان میں نظریاتی اختلافات پیدا ہوگئے ہیں۔لیکن ہر اہلِ دل کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نفسیاتی جنگ ہے جو صرف القاعدہ کے خلاف نہیں بلکہ تمام مجاہدین کے خلاف ہے۔اسکا اثر سب پر ہوگا کسی پر پہلے کسی پر بعد میں۔مولانا زاہد الراشدی صاحب کے

فرزند اور جاوید احمد غامدی (یعنی دورِ جدید کے قادیانی) کے خلیفۂ مجاز جناب عمار صاحب نے یہ بحث اپنے رسالے ماہنامہ ''الشریعۃ'' میں شروع کی ہے۔ جناب عمار صاحب کے تعارف میں اتنا ہی کافی ہے کہ جناب جاوید احمد غامدی کے خلیفہ مجاز ہیں اور اس کو علی الاعلان فخریہ بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ کے خلاف طالبان کے جہاد کو جس انداز میں جناب نے مشکوک بنانے کی کوشش کی ہے وہ دورِ جدید کے قادیانی، جاوید احمد غامدی کے شاگردوں کا خاص شغل ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ امریکہ پر حملہ غیر شرعی تھا اور دہشت گردی تھا جسکے جواب میں امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا۔ چنانچہ اب جو کوئی بھی افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑتا ہے وہ جہاد نہیں ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ امریکہ حق پر ہے۔ کیونکہ وہ حملہ آوروں کے تعاقب میں آیا ہے۔ پہلی بات یہ کہ حملے کی ابتدا القاعدہ یا طالبان نے نہیں کی بلکہ نائن الیون سے پہلے امریکہ ۱۹۹۸ء میں افغانستان پر حملہ کر چکا تھا۔ ۱۹۹۱ء میں عراق پر حملہ کیا اور جزیرۃ العرب میں اپنی فوج لاکر بٹھادی۔ جناب عمار صاحب کے نزدیک شاید امریکہ کا عراق پر حملہ کرنا اور سرزمینِ حجاز میں آنا بھی درست ہو۔ کیونکہ وہاں صدام حسین کی ''غلطی'' تھی۔ امریکہ نے جو اپنے قیام سے لے کر آج تک تمام قوموں پر مظالم کئے انکے نزدیک وہ سب درست ہونے چاہئیں کیونکہ ہر جگہ غلطی کمزور ہی کی ہوتی ہے۔ القاعدہ کی آئیڈیالوجی کے بارے میں بھی غامدی کے خلیفہ جناب عمار صاحب نے بددیانتی سے کام لیا ہے۔ القاعدہ محارب کافروں کے قتل کو جائز کہتی ہے، نہ کہ غیر محاربین کو۔ یہ مسئلہ فقہ کی تمام کتابوں میں موجود ہے۔ لیکن عمار صاحب کا اصرار

> ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون دو عمارتیں نہیں بلکہ ابلیس کے بنائے سودی نظام کی شان و شوکت کا اظہار کرنے والے دو بت تھے۔ جہاں سے وہ تمام دنیا میں ایک ایسا نظام مسلط کئے ہوئے تھے۔ جو اللہ سے کھلی جنگ ہے

ہے کہ محارب کافروں کو بھی بے گناہ ثابت کر دیں امریکیوں کے حربی کافر ہونے کا فتویٰ علماء حق دے چکے ہیں۔ خود مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے دستخط اس پر موجود ہیں۔ اب اگر جناب عمار صاحب کو اصل دکھ امریکیوں کے مردار ہونے کا ہے تو ہوتا رہے اور

> **نائن الیون سے پہلے امریکہ ۱۹۹۸ء میں افغانستان پر حملہ کرچکا تھا۔ ۱۹۹۱ء میں عراق پر حملہ کیا اور جزیرۃ العرب میں اپنی فوج لا کر بٹھا دی**

آپ اس صدمے میں مرجایئے۔ اللہ کا حکم ہر حال میں پورا کیا جائے گا۔ آپ سے پہلے بھی بہت آئے اور جہاد وقتال کو حرام کہہ کر مردار ہوئے۔ اللہ کا دین برحق ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ جہاد تو بہت اعلیٰ فریضہ ہے اگر کسی مائی کے لال نے ایک سنت کو بھی مٹانے کی کوشش کی تو محمد ﷺ کے رب کی قسم اسکو

> جدید ٹیکنالوجی افغانستان کی سڑکوں، کھڈوں، اور کھائیوں میں عبرت کا انجام بنی نظر آرہی ہے۔ اُنکے جدید سیٹیلائٹ کو عرش و کرسی کے مالک نے ایسا اندھا کیا ہے کہ طالبان کے لشکر رحمتوں کے بادلوں میں چھپ جاتے ہیں۔

مٹادیا جائے گا۔ اور محمد ﷺ کی سنت مبارکہ کی حفاظت کی جائے گی۔ جو الفاظ جناب عمار صاحب نے عرب مجاہدین کے بارے میں استعمال کئے ہیں کہ انھوں نے امریکہ پر حملہ کر کے غدر اور خیانت کی یہی الفاظ مدینہ کے یہودی نبی کریم ﷺ کے بارے میں استعمال کرتے تھے، جب آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کو چھاپہ مار کاروائی میں مردار کرایا تھا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون: دو عمارتیں نہیں بلکہ ابلیس کے بنائے سودی نظام کی شان وشوکت کا اظہار کرنے والے دو بت تھے۔ جہاں سے وہ تمام دنیا میں ایک ایسا نظام مسلط کئے ہوئے تھے۔ جو اللہ سے کھلی جنگ ہے۔ یہ اس کفریہ نظام کی شان وشوکت کی علامت تھیں۔ یہ عمارتیں اسی لشکر کا حصہ ہیں جو لشکر اس نظام کی حفاظت کے لئے دنیا بھر میں جنگ کررہا ہے۔ یہ عمارتیں اور اس میں کام کرنے والے اس جنگ میں باقاعدہ شریک ہیں، کیونکہ یہ اس نظام کو چلانے والے ہیں جبکہ امریکی فوج اسکے دفاع کے لئے دنیا بھر میں محمد ﷺ کی امت پر حملہ آور ہوئی ہے۔ محارب صرف امریکی فوجی نہیں بلکہ اصل محارب تو وہ ائمۃ الکفر ہیں جو امریکیوں کو کرائے کے فوجی کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور یہ ہیں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مالکان۔ اللہ اور اسکے رسول کے ازلی دشمن ......یہودی۔ یہی دنیا بھر میں جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ جناب عمار صاحب کو یقیناً علم ہوگا کہ ان عمارتوں میں دفاتر کسی ریڑھی والے کے نہیں تھے بلکہ دفاتر سے لے کر ملکیت تک یہودی ملٹی نیشنلز انکو پناہ گاہوں کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور یہ بھی آپ یقیناً جانتے ہونگے کہ اس ابلیسی نظام کو چلانے والے اصل یہ ملٹی نیشنلز ہیں۔ طیارے جو ہمارے گھروں پر بمباری کرتے ہیں، جو بم ہمارے بچوں پر

گرائے جاتے ہیں، جس گولی سے ہماری بہنوں کے پیٹ چاک کیئے جاتے ہیں، جو ٹینک اور بکتر بند ہماری مساجد کو زمین بوس کرتی ہیں یہ تمام اسلحہ امریکی حکومت نہیں بلکہ یہی ملٹی نیشنلز ملکان بناتے ہیں۔ انہی انسانیت کے دشمنوں نے مسلم ممالک کے وسائل پر بد معاشی کے ذریعے قبضہ کیا ہوا ہے، انہی ابلیس کے پجاریوں نے ایک ارب سے زیادہ امت محمدیہ ﷺ کو اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے غلام بنایا ہوا ہے، انہوں نے ہمارے بچوں سے آخری نوالہ تک چھین لیا، مریضوں کو دوائیوں سے محروم کیا، بہنوں کے سر سے دوپٹہ اتار پھینکا....یہ وہ اللہ کے دشمن ہیں جن سے پتھر و درخت بھی نفرت کرتا ہے اور انکے خلاف گواہی دیگا، جبکہ عمار صاحب انکے غم میں گھلے جاتے ہیں......امریکہ نام ہی انکا ہے۔ تمام امریکہ انکی ملکیت ہے۔ لہٰذا یہی قوتیں اور ملٹی نیشنل مالکان اصل ہمارے دشمن ہیں فوجی تو صرف ایک کرائے کا فوجی ہے، جس نے صرف اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے مسلمانوں کے بچوں کا پیٹ چاک کرنا اپنا مذہب بنالیا ہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ ایسی جگہ میں کوئی کس نیت سے نوکری کرتا ہے انکے دلوں کا حال ہم نہیں جانتے حکم موقع و محل کے حساب سے لگتا ہے۔ اسکی مثالیں قرآن وسنت میں جا بجا مل جائیں گی لیکن انکو جنکے دلوں میں کھوٹ نہیں ہے۔ ایسی جگہ پر کھڑا ہونا جہاں اللہ کے باغی رہتے ہوں، حرام ہے اور عذاب کی صورت میں وہاں موجود سب پر عذاب آتا ہے۔ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کھیلنے والوں کی مثال قرآن کریم میں بڑی واضح دلیل ہے کہ جن لوگوں نے شکار نہیں کھیلا لیکن انکو شکار سے روکا بھی نہیں اور انکے ساتھ رہے اللہ نے انکو بھی خنزیر و بندر بنا دیا۔ فقہاء اکرام نے یہ مسئلہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ

اگر محاربین پر حملہ ناگزیر ہو اور انکے درمیان غیر محارب بھی موجود ہوں تو ایسے ہتھیاروں سے حملہ کرنا جائز ہے جن سے غیر محارب کے بھی قتل ہونے کا اندیشہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر کافر، مسلمانوں کو بطورِ ڈھال استعمال کریں تو مجاہدین کے لئے جائز ہے کہ وہ حملے سے رکیں نہیں بلکہ کافروں پر حملہ کردیں البتہ تیر چلاتے وقت نیت کافر کو مارنے کی ہی کریں خواہ مسلمانوں کو تیر لگے مجاہدین پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان باتوں کا حکم موقع ومحل کے اعتبار سے لگتا ہے جسکا فیصلہ امیر لشکر کرسکتا ہے نہ کہ وہ جسکو صورتِ حال کا علم ہی نہیں۔ سب سے بڑی مثال جنگِ بدر میں موجود ہے۔ جب کفار کے اسیروں کو لایا گیا تو ان میں آپ

انہوں نے ہمارے بچوں سے آخری نوالہ تک چھین لیا، مریضوں کو دوائیوں سے محروم کیا، بہنوں کے سر سے دوپٹہ اتار پھینکا....یہ وہ اللہ کے دشمن ہیں جن سے پتھر و درخت بھی نفرت کرتا ہے

ﷺ کے چچا عباس بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچا فدیہ دیدو اور چلے جاؤ۔ حضرتِ عباس حیران ہوئے اور فرمایا ''الم نشهد بشهادتک ولم نصل الی قبلتک '' کیا میں نے تمہارے نبی ہونے کی گواہی نہیں دی اور کیا میں نے تمہارے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھی؛ یعنی میں مسلمان ہوں اور آپ جانتے ہیں۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا جواب سنیئے'' اما ظاهرک فعلینا واما سریرتک فالی اللہ '' چچا جان آپکا ظاہر یہ ہے کہ آپ ہمارے دشمن کے ساتھ آئے ہیں، رہا آپکی نیت کا مسئلہ وہ اللہ جانے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں حضرتِ عباس مجبوراً کفار کے ساتھ آئے تھے۔ اسکے باوجود آپ ﷺ نے

انکا وہی حکم بیان فرمایا جو کفار کا تھا۔ اسکی ایک اور مثال اس حدیث میں ہے جسکو جیش الخسف والی حدیث کہا جاتا ہے۔ حضرتِ مہدیؑ کے خلاف جو لشکر نکلے گا اسکو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دینگے۔ ام المؤمنین امّ سلمہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! راستے میں تو راہ گیر بھی ہوتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا سب دھنس جائیں گے البتہ آخرت میں معاملہ انکی نیتوں پر ہوگا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: '' اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہیں اور ہر بندے کے دل کا حال جانتے ہیں اسکے باوجود اس جگہ موجود بے گناہوں کو بھی زمین میں دھنسا رہے ہیں، تو ہم (مجاہدین) تو غیب کا علم بھی نہیں رکھتے تو ہم کس کا دل چیر کر دیکھیں گے کہ کون کافروں کے ساتھ اچھی نیت سے آیا ہے کون بری نیت سے آیا ہے۔'' اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ایسی جگہ تھے جہاں اللہ کے نافرمان اور اللہ کے مجاہدین کے دشمن تھے اسلئے انکو بھی انکے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ دورِ نبوی ﷺ کی جو دلیلیں (مثلاً عورتوں کا قتل، کافروں کی املاک کو نقصان پہنچانا) غیر محارب کافروں کے حوالے سے جناب عمار صاحب نے دی ہیں انکا تعلق حالات کی مناسبت سے ہے۔ کہیں آپ نے باغات کو نہ جلانے کا حکم فرمایا جبکہ غزوہ خیبر میں خود یہودیوں کے باغات کو کاٹنے کی اجازت دی، البتہ بعد میں مسلمانوں کے نفع کی خاطر ان باغات کو باقی رکھا گیا۔ اسی غزوہ خیبر میں قلعہ ''الزبیر'' کو اس طرح فتح کیا گیا کہ اسکا پانی روک دیا گیا جو باہر سے قلعے میں جارہا تھا اور اہلِ قلعہ اسکو پینے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ حالانکہ قلعے میں عورتیں بچے، بوڑھے اور عام لوگ بھی تھے۔ اسی غزوے میں آپ ﷺ نے منجنیق کا استعمال فرمایا۔ فتح مکہ کے

موقع پر کافروں کے لئے معافی کا اعلان کیا لیکن کچھ کفار کے نام لے کر فرمایا کہ اگر وہ بیت اللہ کے غلاف میں بھی چھپ جائیں تو انکو قتل کر دیا جائے۔یعنی بیت اللہ جو امن کی جگہ ہے اس میں بھی انکا خون بہا دیا جائے۔جنگِ طائف میں آپ ﷺ نے منجنیق کا استعمال فرمایا جسکا پتھر (گولہ) یہ تمیز نہیں کرتا کہ کون محارب ہے اور کون غیر محارب۔ان سب باتوں سے یہ پتہ چلا کہ جب مجاہدین اسلام کے سامنے ایسی صورتِ حال ہو جائے کہ انکے سامنے محارب وغیر محارب سب گڈ مڈ ہو جائیں تو مجاہدین جہاد چھوڑ کر بیٹھیں گے نہیں بلکہ حملہ کرینگے۔جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ کافر کیا اگر سامنے مسلمان بھی ہوں اور حملہ ناگزیر ہو تو حملہ کرنا جائز ہے البتہ نیت کافروں کو مارنے کی کی جائے گی۔کسی مسلمان کا کافروں کی صف میں کھڑا ہونا حرام اور اللہ کے ناراضگی کا سبب ہے۔اس مباحثہ میں جناب عمار صاحب نے اسوہ نبوی ﷺ سے ایسی دلیلیں دی ہیں جو القاعدہ یا طالبان پر کہیں بھی فٹ نہیں آتیں۔بلکہ انکی تمام بحث اس یہودی پروپیگنڈے کے اردگرد گھومتی ہے کہ القاعدہ و طالبان دہشت گرد ہیں۔دوبارہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان تمام باتوں کا تعلق سیاست شرعیہ سے ہے۔امیرِ مجاہدین موقع کی مناسبت سے اسکا فیصلہ کرتا ہے اور یہ اختیار امیر مجاہدین کو خود محمد ﷺ نے دیا ہے۔وہ میدانِ جہاد میں ہوتا ہے اسکو علم ہوتا ہے کہ کون محارب ہے اور کون غیر محارب۔نرم و گداز صوفوں اور مخملیں قالینوں پر بیٹھ کر امیر المؤمنین اور شیخ اسامہ پر اعتراض کرنے والوں کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ اس دین کے لئے انھوں نے کبھی ایک خراش بھی برداشت کی ہے؟ کیا کبھی بمباری کے نتیجے میں اپنے بیٹے، بیٹی یا ماں کا لاشہ اپنے ہاتھوں سے اٹھایا ہے؟ لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ خالی پستول دیکھ کر بھی انکے چہروں پہ موت کی غشی طاری ہو جاتی ہے جبکہ یہ دونوں بزرگ اس دین کی بقاء کے لئے اپنے خاندان اجڑوا چکے ہیں۔کس باپ کی خواہش نہیں ہوتی کہ اسکا بیٹا دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ جامعات

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ھیں
" اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ھیں اور ھر بندے کے دل کا حال جانتے ھیں
اسکے باوجود اس جگہ موجود بے گناھوں کو بھی زمین میں دھنسا رھے ھیں

میں تعلیم حاصل کرے، (امریکہ میں گرین کارڈ کے لئے بڑے بڑے لوگ اپنے بیٹوں کو سات سات سال چھوڑے رکھتے ہیں) اچھا کھائے اور اچھا پہنے،لیکن صحابہ کی اولاد عرب کے ان شہزادوں کو دیکھئے جو عرب کی پر تعیش دنیا چھوڑ کر ٹوٹے چپل، بوسیدہ لباس، اور کمر سے لگے پیٹ کے ساتھ سنگلاخ پہاڑوں میں آبلہ پائی کرتے پھرتے ہیں۔سی آئی اے کے ایجنٹ خود جہاں رہیں لیکن انکے بچے آکسفورڈ اور ہارورڈ جیسے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں عیاشیاں کرتے ہیں، جبکہ یہاں عالم یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے سامنے انکے کمسن بچے اس حال میں آتے ہیں کہ جسم پر چیتھڑے اور پیروں میں پچاس روپے والی پلاسٹک کی چپل ہوتی ہے، چہروں پر فاقوں کے نشانات اور پیر پھٹے ہوئے دیکھ کر بن لادن کمپنی کا مالک جب اپنے بچوں کو میدانِ جہاد میں دیکھتا ہوگا، آپ تصور کیجئے اور اس منظر میں اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لختِ جگر کو لائیے تو آپکا دل پھٹ جائے گا۔لیکن یہ مردِ میدان ہی ہیں، جو تیس سال سے خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی صرف ایک ہی درس دے رہے ہیں کہ بیٹا تمہارا جہاد تمہاری زندگی ہے اور جہاد سے پھر جانا یا دشمن کے سامنے جھک جانا موت ہے۔چنانچہ انکے بیٹے بھی بھری محفلوں میں باپ کو یوں خطاب کرتے ہیں کہ ابا جان! اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہنا، کم ہمتی نہ دکھانا۔عرض یہ کر رہا تھا کہ عمار صاحب نے ان درویش صفت عرب مہاجرین ومجاہدین کی جس آئیڈیالوجی پر تنقید کر کے انکو دہشت گرد قرار دیا ہے یہ سراسر بہتان، یہودیوں کی زبان اور جہاد دشمنی ہے۔یہ آلِ رسول اور آلِ صحابہ نجیب الطرفین ہیں، جنگ میں بھی انکا تحمل و برداشت انکا ساتھ نہیں چھوڑتا۔یہ لوگ شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے تمام فیصلے کرتے ہیں۔اسکے باوجود ہم پھر کہیں گے کہ وہ آخر انسان ہیں دورانِ جنگ غلطی کا ہو جانا بالکل ممکن ہے لیکن اس غلطی کا فیصلہ محمد ﷺ کی شریعت کریگی نہ کہ ملعون قادیانی کی شریعت۔

طالبان کا جہاد جہاد نہیں؟

جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ اگر کسی جنگ کا محرک غیر شرعی فعل ہو تو وہ جہاد نہیں کہلائے گا یہ سراسر امریکی حربی کافروں کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کی حوصلہ شکنی اور انکے ساتھ تعاون کرنے والوں کو جہاد میں تعاون سے روکنا ہے۔کسی غیر اخلاقی اصول کی خلاف ورزی کی وجہ سے انکے نزدیک جہاد جہاد نہیں رہتا۔اسکے لئے انکے پاس کیا دلیل ہے۔جو دلائل اس حوالے سے انھوں نے پیش کئے ہیں مثلاً حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں کہا ''انکے بعض ناجائز جنگی اقدامات کا علم ہونے پر فرمایا کہ میں خالد کے اس فعل سے بری ہوں''۔اس کو دلیل بنا کر تمام جہاد کو کس طرح غلط قرار دیا جا سکتا ہے۔آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس مکمل جہاد کو باطل قرار نہیں دیا بلکہ صرف اس فعل سے برات کا اعلان کیا۔

جبکہ عمار صاحب کے مطابق ایک غیر اخلاقی فعل سے تمام جہاد ہی باطل ہوجاتا ہے۔ چنانچہ عمار صاحب کو اپنے عقیدے کی وضاحت کرنی چاہئے کہ وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ بلکہ صحابہ کی مکمل جہادی تاریخ کے بارے میں انکو اپنے عقیدے کی وضاحت کرنی چاہئے۔ کیونکہ جہاد کرنے والے آخر انسان ہی ہوتے ہیں اور حالتِ جنگ میں اضطراری کیفیت ہوتی ہے چنانچہ کسی غلطی کا ہوجانا عام سی بات ہے۔ تاریخ اسلام کی جنگیں اٹھا کر دیکھئے تو انفرادی غلطیوں کے واقعات بہت سارے مل جائیں گے۔ خود نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسے واقعات ہوسکتے ہیں تو پھر ہر دور میں ہوسکتے ہیں۔ جنگِ احد میں تیراندازوں نے آپ ﷺ کے کھلے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اس سے بڑی غلطی یا عمار صاحب کے بقول غیر اخلاقی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ اسکے باوجود کیا جنگ احد جہاد نہیں تھی؟ اس میں شہید ہونے والے صحابہ شہید نہیں؟ معلوم ہوا کہ کسی مجاہد کا ذاتی فعل اسکے اس جہاد کو باطل نہیں کرتا چہ جائیکہ تمام زندگی کے جہاد کو باطل کرے۔ یہ خوارج ومعتزلہ کا عقیدہ ہے جو عمار صاحب اہلِ سنت میں عام کرنا چاہتے ہیں۔ جناب عمار صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ انکی بحث جنگ کے محرک سے ہے انکے نزدیک افغانستان پر حملے کا محرک ۱۱ ستمبر کے حملے بنے۔ حالانکہ انکا مقدمہ ہی باطل ہے۔ اگر یہ حملے نہ بھی ہوتے تب بھی امریکہ طالبان کی اسلامی حکومت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرچکا تھا۔ نیز یہ سمجھنا بھی باطل ہے کہ جنگ کی ابتدا القاعدہ نے کی۔ امریکہ مختلف حملے کرکے پہلے جنگ کی ابتدا کرچکا تھا۔ لیکن عمار صاحب پھر بھی مجرم امیر المؤمنین کو ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور امریکی معصوم۔ عجیب محبت ہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کافروں کے حوالے سے مسلمانوں سے زیادتی سرزد ہوجاتی ہے تو اسکی سزا کا فیصلہ شرعی عدالت کریگی۔ نہ کہ ابلیسی عدالت۔ جبکہ جناب عمار صاحب دہشت گردوں کا پیچھا کرتے ہوئے امریکہ کا افغانستان پر حملہ آور ہونا جائز سمجھتے ہیں۔ انکو صرف طریقۂ کار سے اختلاف ہے البتہ اپنے مطلوبہ دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کو وہ امریکہ کا حق سمجھتے ہیں۔

نرم و گداز صوفوں اور مخملیں قالینوں پر بیٹھ کر امیر المؤمنین اور شیخ اسامہ پر اعتراض کرنیوالوں کواپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ اس دین کے لئے انھوں نے کبھی ایک خراش بھی برداشت کی ہے؟

لیکن صحابہ کی اولاد عرب کے ان شہزادوں کو دیکھئے جو عرب کی پرتعیش دنیا چھوڑ کر ٹوٹے چپل، بوسیدہ لباس، اور کمر سے لگے پیٹ کے ساتھ سنگلاخ پہاڑوں میں آبلہ پائی کرتے پھرتے ہیں

رہی یہ بحث کہ القاعدہ اور طالبان کی یہ غلطی اجتماعی ہے چنانچہ انکا سارا جہادِ افغانستان جہاد ہی نہیں رہا۔ ہم پھر اسکے جواب میں یہی کہینگے کہ جس طرح کسی مجاہد کا ایک جنگ میں کیا گیا ذاتی فعل جو شریعت کی رو سے جائز نہیں، اس سے اسکے اس پورے جہاد کو باطل قرار نہیں دیا جاسکتا چہ جائیکہ اسکی ساری عمر کے جہاد ہی کو عمار صاحب باطل ثابت کرنا چاہتے ہیں، اسی طرح کسی جماعت یا طالبان کی اجتماعی غلطی (اگرچہ وہ غلطی بھی نہیں لیکن عمار صاحب کو امریکی کافروں سے بہت محبت ہے اسلئے وہ اسکو غیر شرعی کہتے ہیں) انکے تمام جہاد کو باطل کیسے کرسکتی ہے جبکہ امریکہ ایک مسلمان ملک پر حملہ آور ہوا ہے۔ تمام اہلِ حق کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس طرح کی تحقیقات کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کو جہاد سے بالکلیہ روک دیا جائے اور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے جہادی پہلو کو بھی مشکوک بنادیا جائے۔ کیا جہاد کے صحیح ہونے کے لئے کافروں کی نیت کا اعتبار ہوگا یا مسلمانوں کی نیت کا؟ جناب عمار صاحب کے نزدیک جہاد کے جہاد ہونے کے لئے کافروں کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ اہلِ ایمان کی نیت کا۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں: ”اگر امریکی حملہ القاعدہ کی سرکوبی کے لئے ہوا ہے تو اب امریکہ کے خلاف لڑنے کو جہاد نہیں کہا جاسکتا۔“ (ماہنامہ الشریعۃ اکتوبر ۲۰۱۰) دوسری جگہ فرماتے ہیں ”اگر امریکی حملے طالبان کی حکومت ختم کرنے کے لئے ہوتے تو جہاد ہوتا جبکہ امریکہ کی نیت دہشت گردوں پر حملے کی تھی“۔ (ماہنامہ الشریعۃ اکتوبر ۲۰۱۰) حالانکہ انکی اپنی باتوں میں تضاد ہے۔ کیونکہ اسی مضمون میں وہ طالبان کو بھی القاعدہ کے ساتھ ۱۱ ستمبر کے حملوں کا ذمہ دار قرار دے چکے ہیں۔ سو جب طالبان بھی مجرم تو اگر امریکہ ان کی حکومت کو ختم کرنے کی نیت سے حملہ کرتا تب بھی انکے نزدیک جہاد جہاد نہیں ہوتا۔ آپ ذرا غور فرمائیے یہ بیان کسی عالم کا ہے یا کسی یہودی کا جو اس جرأت کے ساتھ امریکی محارب کافروں کی ترجمانی کررہا ہے۔ (جاری ہے)

وہ میدانِ جہاد میں ہوتا ہے اسکو علم ہوتا ہے کہ کون محارب ہے اور کون غیر محارب۔

غالبًا یہ ارسطو نے کہا تھا کہ بحث کرنے سے پہلے "Let us first difine our terms (Terminologies)" یعنی جو اہم اصطلاحات استعمال کریں پہلے ان پر متفقہ فیصلہ کرلیں ان سے ہماری کیا مراد ہوگی۔ جمہوریت کی کئی سو تعریفیں ہیں اس لئے اس کی ایک بین الاقوامی مانی جانے والی تعریف کا تعین کرلیں اس کے بعد میں کوشش کرونگا کہ جمہوریت کے اساسی (Fundamentals) اور اجزاء (Constituents) کے بارے میں کچھ عرض کروں اس سے انشاء اللہ ہمیں اس نظام کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور صاف ظاہر ہے کہ کسی چیز کو سمجھنے کے بعد ہی انسان درست رائے قائم کرسکتا ہے۔ ڈیموکریسی (Democracy) یونانی لفظ لوگ (Demos) اور کریٹز (Kratos) حاکمیت سے بنا ہے۔ یعنی لوگوں کی اتھارٹی (Authority) لوگوں کی حکومت، لوگوں کی حاکمیت۔ امریکہ میں لنکن کی تعریف کے بعد جمہوریت کی سب سے پسندیدہ تعریف ای وی وائٹ (E.V.White) کی تسلیم کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے دوسری جنگ عظیم میں امریکی وار بورڈ (War Board) کے استفسار پر انہیں بھیجی۔ یہاں عرض کرتا چلوں کہ جنگ کے دوران امریکہ کو جمہوری طریقہ سے نظام چلانا مشکل ہو رہا تھا۔ ان کے اکثر مثبت اقدام میں جمہوری قوانین آڑے آرہے تھے اس لئے انہوں نے ملک کے دانشوروں سے کوئی حل تلاش کرنے کیلئے کہا اور جمہوریت کی وضاحت طلب کی۔ اس پر جمہوریت کی تعریف درجہ ذیل لفظوں میں بیان کی۔

> دونوں آئینوں میں کسی جگہ بھی خدا کا ذکر نہیں بلکہ دنیاکی تمام جمہوری ممالک کے آئین دیکھ لیجئے چاہے وہ ملک یورپ کے ہوں، ایشاء یا امریکہ یا افریقہ کے سوائے پاکستان کے کسی بھی جمہوری آئین میں لفظ 'خدا' نظر نہیں آئے گا

"Democracy is the recurrent suspicion that more than half the people are right more than half the time..."

یعنی جمہوریت بار بار ابھرنے والا شک ہے کہ آدھے سے زیادہ لوگ آدھے سے زیادہ بار صحیح ہوتے ہیں۔ (اخبار دی نیو یارک۔ فروری 1943ء)

ایک اور تعریف یہ ہے۔

"In the strict meanings elements of the word democracy means merely rule by the many"

(Elements of Democratic Government by Corry and Abraham, New York ,Oxford University Press, 1964)

"یعنی جمہوریت کا مطلب ہے اکثریت کی حکومت" بہر حال جو تعریف اپنی خوبصورت الفاظ کی وجہ سے سب سے زیادہ مقبول ہوئی اور بین الاقوامی طور پر تسلیم کی جاتی ہے وہی ہے۔ جو لنکن نے 1863ء کے لگ بھگ ان الفاظ میں بیان کی۔

"It is system of Government of the people, for the people and by the people."

"یعنی لوگوں کی حکومت لوگوں کیلئے اور لوگوں کے ذریعے" جیسے ڈیموکریسی یونانی لفظ ہے اس کی ابتداء بھی یونان سے ہوئی۔ یونانی لوگ کئی سو خداؤں

کو مانتے تھے۔ان کا نظریہ یہ تھا کہ ہر ایک چیز کا الگ الگ خدا ہے۔جیسے زندگی کا خدا، موت کا خدا، شادی کا صحت کا ، بارش کا، محبت کا، بیماری اور قحط وغیرہ کا خدا۔گریک مائتھولوجی (Greek Mythology)اس کا مشہور نام ہے۔دلچسپ امر یہ ہے کہ اس نظریہ کے تحت ایک خدا دوسرے خدا کے معاملے میں دخل نہیں دیتا لٰہذا یونانی دانشواروں نے لوگوں کو بادشاہوں کے جبر اور ظلم سے نجات دلانے کیلئے یہ نظریہ عام کیا۔کہ جب خود خدا تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا اور نظام کائنات چلانے کیلئے دوسرے خداؤں کو اختیار تفویض (Delegate) کر رکھے ہیں۔تو یونان کا بادشاہ خدا سے زیادہ طاقتوار اور بڑا تو نہیں کہ اکیلا ہی تمام اختیارات کا سر چشمہ بنا ہوا ہے۔اس طرح لوگوں نے بادشاہوں پر دباؤ ڈالا کہ معاشرے میں ۶ اختیارات کی تقسیم ہونی چاہیے۔نتیجتاً یونان کے سٹی سٹیٹس (City States) میں جمہوریت کا نظام 170 سال (338-508 ق م) تک رائج رہا۔ یعنی اکثریت کی حکومت قائم رہی لیکن Athens کا ایک سرکاری مذہب تھا۔یعنی انگریزی اصطلاح میں چرچ اور اسٹیٹ یکجا تھے۔لیکن سقراط کی عقل نے یہ نظام مسترد کر دیا ہم جانتے ہیں کہ سقراط اس جمہوری نظام کی مخالفت اور تنقید کرتا رہا یہاں تک کہ جمہوریت کی تائید کرنے سے زہر کا پیالہ پی کر مرنے کو زیادہ بہتر سمجھا۔فیصلہ اکثریت نے کیا اور اسے زہر کا پیالہ پینا پڑا۔اسی طرح ارسطو اور افلاطون بھی جمہوریت کے مخالف رہے۔سقراط نے ایک مشہور تمثیل میں لکھا کہ یہ ایک بدترین نظم ہے اور جمہوریت کی مثال ایک ایسی بحری جہاز کی ہے جسکا کپتان وعوام جہاز رانی، موسم اور ستاروں کے علوم سے محروم ہے اس لئے وہ کسی وقت بھی جہاز کو اپنی ناعاقبت اندیشی سے پاش پاش کرسکتا ہے۔ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ یونان کے ایک شہر سپارٹا میں جب یورگس سے کسی نے جمہوریت کا مطلب پوچھا تو اس نے جواب دیا'' جاؤ پہلے اپنے گھر میں جمہوریت قائم کرو''

اب جمہوری نظام کے ہمیں ان بنیادی اجزاء کا جائزہ لینا ہوگا جن پر یہ نظام قائم ہے۔اس کے تین اجزاء ہیں۔

1۔حکومت (Government)

2۔آئین (Constitution)

3۔اکثریت (Majority) طرزِ حکومت کی درجہ بندی سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ حکومت کسے کہتے ہیں۔ اس کی بہت سی قسمیں (Classifications) کی گئی ہیں۔کوئی بھی مکمل (Perfect) نہیں۔لیکن اب تک جو سب سے بہتر درجہ بندی (Classification) تسلیم کی جاتی ہے وہ ارسطو نے کی تھی۔

1- فردِ واحد کی حکومت (Monarchy, Dictatorship etc)

2- چند لوگوں کی حکومت (Aristocracy)

3- اکثریت کی حکومت (Democracy)

ارسطو کافر تھا اور ان گنت خداؤں کو مانتا تھا اور شاید حضرت داوٗدؑ ،حضرت سلیمانؑ ،حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ کے بارے میں علم نہیں رکھتا تھا ورنہ شاید وہ اللہ کی حکومت 'خلافت' کا بھی ذکر کرتا۔ جمہوریت کا دوسرا جز آئین ہے۔اپنے نوجوان دوستوں کیلئے آئین کی مختصر تعریف۔ملک کا نظام ایک دیئے گئے قانون کے تحت چلانے کیلئے حکومت ایک پہلے سے بنائے ہوئے دائرہ اختیار و قانون کے اندر اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔ان حدود، دائرہ کار اور بنیادی قانون کو ہم آئین کہتے ہیں۔آئین حکومت کے (Organs) کا تعین کرتا ہے۔یعنی قانون ساز ادارہ (Legislature) عدلیہ (Judiciary) اور انتظامی حکومت (Executive) وغیرہ یہ کام کیسے کریں گے۔ان سب کے اختیارات آئین میں

> یعنی ملک پر حاکمیت عوام کی ہے۔دوسرے الفاظ میں طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نظام ایک لادینی نظام ہے اور اسمیں انسان کی حاکمیت کو تسلیم اور قائم کیا گیا ہے۔لادینیت کو آئین کے ذریعے بقاء دی گئی ہے

> کہ جمہوری نظام میں آئین کی وہ حیثیت ہے جو اسلام میں قرآن و سنت کی ہے-امریکہ ، برطانیہ ،فرانس وغیرہ نے کسی فرد پر جبر نہیں کیا کہ وہ ان کے ملک کا باشندہ بنے لیکن اگر وہ ایک بار ملک کا شہری(Citizen)بن گیا ہے اب اسے ملک کے آئین کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی

> ''انگلستان کے پارلیمان اتنی طاقت ور ہے کہ وہ چاہے تو عورت کو مرد قرار دے۔ وہ چاہے تو حرام بچے کو حلالی قرار دے اور اگر چاہے تو مجرم کو اپنے مقدمہ میں خود جج بنا دے۔''

میں دیئے جاتے ہیں اور انفرادی حقوق (Individual Rights) کا تعین کیا جاتا ہے اور ان کی حفاظت کا بندوبست آئین ہی کے تحت کیا جاتا ہے۔ آئین کو تبدیل کرنا مشکل بنا دیا جاتا ہے جیسے دو تہائی کی اکثریت وغیرہ۔ مختصراً ہم یہ کہیں گے کہ آئین ایک طریقہ ہے، ایک قانون ہے ملک کو چلانے کا۔ مختصر الفاظ میں یہ سمجھا جائے کہ جمہوری نظام میں آئین کی وہ حیثیت ہے جو اسلام میں قرآن و سنت کی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ نے کسی فرد پر جبر نہیں کیا کہ وہ ان کے ملک کا باشندہ بنے لیکن اگر وہ ایک بار ملک کا شہری (Citizen) بن گیا ہے اب اسے ملک کے آئین کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی بلکہ اگر وہ صرف وہاں رہ رہا ہے۔ تب بھی اسے اس ملک کے آئین کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں۔ اس طرح دین اسلام کے ہر پیروکار مسلمان مرد و عورت پر قرآن و سنت کی اطاعت لازم ہے۔ جمہوریت میں آئین کی اطاعت کروانا انگلستان میں وزیرِ اعظم جبکہ امریکہ اور فرانس میں صدر کا فرض ہے۔ دین اسلام میں یا اسلامی نظام کے تحت یہ فرض اللہ کے نائب یعنی خلیفہ پر لازم ہے۔ اب ہمارا کام آسان ہو گیا جیسے اسلام کے بارے میں جاننے کیلئے ہم قرآن و حدیث کو دیکھتے ہیں اس طرح اگر جمہوریت کو صحیح جاننا ہو تو ہمیں جمہوری ملکوں کے آئین کا مطالعہ کرنا ہوگا اور یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔ جمہوری نظام ایک لادینی نظام ہے۔ برطانیہ، امریکہ، فرانس ماڈل جمہوری ملک تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم ان ممالک کی بات کریں گے۔ برطانیہ کا آئین میگنا کارٹا (Magna Carta) کے بعد کے کئی سو سٹیچوٹس (Statutes) کو ملا کر بنایا جا سکتا تھا۔ مگر انہوں نے اپنی امتیازی حیثیت کو ہر صورت برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ ویسے بھی آبادی میں مختصر قوم ہونے کے ناطے سے ان میں ایک یکجہتی بھی ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنا آئین غیر تحریری رکھا ہوا ہے۔ اس لئے امریکہ اور فرانس کے آئین جو ہمارے سامنے ہیں ہم انہیں دیکھ لیتے ہیں۔ اول الذکر یہ کہ دونوں آئینوں میں کسی جگہ بھی خدا کا ذکر نہیں بلکہ دنیا کی تمام جمہوری ممالک کے آئین دیکھ لیجئے چاہے وہ ملک یورپ کے ہوں، ایشاء یا امریکہ یا افریقہ کے سوائے پاکستان کے

> جبکہ مذہب کو کیپسول میں بند کر دیا گیا ہے۔ اسمبلیاں کسی مذہب یا دین کی تائید میں کوئی قانون نہیں بنا سکتیں۔ مغربی مفکر کہتے ہیں کہ اس سے مذہبی جن بند رہیں گے اور عوام میں تفرقہ نہیں پڑے گا

کسی بھی جمہوری آئین میں لفظ 'خدا' نظر نہیں آئے گا۔ امریکہ کے آئین میں خدا کے وجود کا سرے سے اقرار ہی نہیں بلکہ یوں کہیے اس آئین کے تحت ملک کو چلانے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھا جاتا ہے کہ ممالک (State) اور چرچ (church) کو الگ الگ رکھا جائے۔ مملکت کے معاملات میں چرچ کو مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یعنی یہ حکومت سیکولر طریقے سے چلے گی۔ امریکہ کی آئین میں پہلی ترمیم 15 دسمبر 1791ء میں کی گئی تھی۔ "Congress shall make no law respecting the establishment of religion." ''کانگریس کسی بھی مذہبی ادارے کے بارے میں کوئی قانون نہیں بنائے گی'' باقی جملہ یہ ہے "or prohibiting the free exercise thereof......" مطلب یہ ہے کہ کانگریس کسی مذہبی معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔ یہ شق ہے جس سے مملکت (State) اور مذہب (Church) الگ الگ کر دیئے گئے ہیں یعنی امورِ مملکت سیکولر بنیادوں پر چلائے جائیں گے۔ امریکہ میں بسنے والے تمام عیسائی، یہودی، دہریئے اس سیکولر آئین پر متفق و متحد ہیں۔ امریکہ کے آئین میں لفظ 'سیکولر' اس لئے نہیں پایا جاتا کیونکہ اٹھارہویں صدی میں یہ اصطلاح عام نہیں تھی لیکن بیسوی صدی میں بنائے جانے والے تمام آئینوں میں یہ لفظ پایا جاتا ہے۔ جمہوری ماڈل رانس کی پانچویں ری پبلک (Republic) کا آئین جو 28 ستمبر 1958ء ریفرنڈم کے ذریعہ منظور کیا گیا تھا اس میں آرٹیکل نمبر 2 یوں ہے۔ Article No 2

"France is a Republic , Indivisible,Secular,Democratic and Social."

اسی میں ہے:

"It's Principle is overnment of the People by the People and for the People."

بیسوی صدی تمام جمہوری ملکوں کے بنائے گئے آئین بھی ابتداء میں ہی بیان کر دیتے ہیں کہ حاکمیت لوگوں کی ہوگی۔ مثال کے طور پر فرانس کے آئین دیکھ لیں۔ "National Article No 3 sovereignty belongs to the people......."

''ملک کے مقتدرِ اعلیٰ لوگ ہونگے''، یعنی ملک پر حاکمیت عوام کی ہے۔ دوسرے الفاظ میں طاقت کا

سرچشمہ عوام ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جمہوری نظام ایک لادینی نظام ہے اور اسمیں انسان کی حاکمیت کو تسلیم اور قائم کیا گیا ہے۔ لادینیت کو آئین کے ذریعے بقاء دی گئی ہے، دائمی تحفظ مہیا کیا گیا ہے اور فلاح دی گئی۔ جبکہ مذہب کو کپسول میں بند کردیا گیا ہے۔ اسمبلیاں کسی مذہب یا دین کی تائید میں کوئی قانون نہیں بنا سکتیں۔ مغربی مفکر کہتے ہیں کہ اس سے مذہبی جن بند رہیں گے اور عوام میں تفرقہ نہیں پڑے گا۔ لوگ لادینی اصولوں پر متحد کردیئے گئے ہیں اور سٹیٹ کی طاقت سے یعنی اسمبلیوں (Legislature) اور عدالتی نظام کے آکسیجن ٹینٹ میں سیکولرازم کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ کام نہایت مہارت سے کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں چرچ کو الگ رکھنے کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ میں یہاں دو مثالیں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

1962-1ء میں اوریگن (Oregon) ریاست کی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ کسی بھی قسم کے سکولوں کو سرکاری ہوں یا پرائیوٹ، سرکار (مملکت) کے پیسے سے بچوں کو دینی کتب نہیں دی جاسکتیں کیونکہ یہ آئین کی ترمیم نمبر 1 (Amendment No,1) کی خلاف ورزی ہوگی۔ (Corry and Abraham ,1964 page 248)

2-ایک اور دلچسپ فیصلہ الی نیوس (ILLINOIS) ریاست کے شہر کمپین (Champaign) میں سکول کے دوران کلاسز سے فارغ اوقات میں اضافی پریڈ ہوتا تھا جس میں بچوں کو ان کے والدین کے تحریری خواہش پر ایک مذہبی استاد باہر سے آکر دینی تعلیم دیتا تھا۔ یہ معاملہ امریکہ کی سپریم کورٹ تک پہنچا۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ''یہ آئین کے آرٹیکل نمبر 1 (Articale No 1) کی خلاف ورزی ہے اور یہ کام غیر آئینی ہے کیونکہ بچوں کو سکول لانے والی بسیں مملکت کی ہیں اور سکول کی عمارت بھی مملکت کی ہے۔ مذہب (چرچ) کو مملکت میں داخل اندازی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔'' اور اسکے بعد دینی تعلیم کا پیریڈ بند کردیا گیا۔ یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے 8:1 کی تائید سے دیا، اس پر لوگوں نے بہت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن آئین آئین ہوتا ہے۔ (Corry & Abraham 1964,page 249) ایک اور ایسے ہی فیصلے پر امریکی عوام نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ یہ کیس نیویارک پریئر کیس (New york Prayer Case) کہلاتا ہے۔ ۳۔ نیویارک کے سرکاری تعلیمی بورڈ نے ایک بائیس الفاظ کی Non Denominated دعا تیار کی یعنی ایسے الفاظ میں دعا جو تمام مذاہب کو قابل قبول ہو۔ یہ دعا اساتذہ اور طلباء اپنی اپنی جماعتوں میں کلاسز شروع ہونے سے پہلے پڑھنے لگے۔ معاملہ پھر امریکی سپریم کورٹ تک پہنچ گیا۔ امریکی سپریم کورٹ نے دعا کے اس سلسلے کو اپنے فیصلہ میں 8:1 سے پابندی لگادی کہ چرچ اور سٹیٹ کو الگ الگ رکھنے کی آئینی شق کی خلاف ورزی ہے۔ کورٹ نے کہا کہ امریکہ کی تمام ریاستوں کو سرکاری طور پر ایسی دعا بنانے یا منظوری دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور یہ کام مذہبی لوگوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔ (Corry & Abraham 1964,page 251) یہ وہ قابل ذکر وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر مغربی عوام جمہوری نظام کی لادینیت سے بیزار ہوتے جارہے ہیں اور روحانیت کی طرف مائل ہورہے ہیں۔ یہ کہنا بجا ہوگا (علامہ اقبالؒ سے معذرت کے ساتھ) ''وہ ہٹا کر دین سیاست سے بن جاتا ہے جمہوری''، اس ضمن میں یہ عرض کرنا ضروری ہوگیا ہے

کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور وجہ بھی بتا دی کہ میں (آدمؑ) سے بہتر ہوں مگر حاکمیت کا انکار نہیں کیا۔ یہ صرف انسان ہی کا کام ہے کہ نہ صرف اللہ کی حاکمیت سے انکار کرتا ہے بلکہ اس کے خلاف بغاوت کر کے اپنی حاکمیت کا اعلان بھی کرتا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ انسان اپنے اس فیصلے کو صحیح بھی سمجھتا ہے۔ دراصل مغربی جمہوریت ایک ایسی مصیبت کا شکار ہوگئی ہے جس میں تمام مذاہب اور تمام قومیتوں کے لوگوں کو متحد کرنے کیلئے سیکولرازم کو قائم رکھنا اسکی مجبوری ہے۔ اگر اسمبلیاں مذہبی تائید میں کوئی قانون سازی کرتی ہیں تو ان کی اکثریت کی حاکمیت کے ساتھ خدا کی حاکمیت کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے اور اس سے پورے پورے سیکولر اور جمہوری آئین کی روح نکل جاتی ہے کیونکہ اس کا بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ حاکمیت (Sovereignt) لوگوں کی ہے۔ ظاہر ہے ایک ملک میں دو حاکمیتیں نہیں ہو سکتیں۔ دو خدا نہیں ہوسکتے یا دوسرے لفظوں میں دو قانون نہیں ہوسکتے۔ مذہب کو قانون سازی میں لانے کا ایک اور بڑا نقصان یہ ہوگا۔ کہ ان کے الفاظ کے مطابق مذہبی جنات بوتلوں سے باہر نکل آئیں گے جس سے انکی اپنی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ خدا کی حاکمیت کو تسلیم کرنا ان کے لئے اتنا خطرناک اور خوفناک بن چکا ہے کہ مغربی جمہوریت ہر قیمت پر سٹیٹ اور چرچ کو الگ رکھنے پر مجبور ہے۔ سیکولرازم نے جو ہمارے ترکی بھائیوں کیلئے مشکل حالات پیدا کئے ہیں ان سے تمام مسلمان اور دین کی سمجھ رکھنے والے لوگ بخوبی واقف ہیں اور ان کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عذاب سے نجات عطا فرمائیں۔ (آمین) مغربی اقوام کا یہ فیصلہ کہ فردِ واحد اپنی مرضی کا کلی مختار نہیں ہوگا اور ملک

میں بسنے والے لوگوں کی مرضی کو اولیت دی جائے گی۔اس کے بعد یہ ممکن نہ تھا کہ ہر ہفتے پورے ملک میں ووٹنگ اور ریفرنڈم ہو اس لئے نمائندہ جمہوریت (Representantive Democra) وجود میں آئی۔لوگ اپنی حاکمیت چند نمائندوں کو اکثریت کی بنیاد پر تفویض (Delegate) کر دیتے ہیں۔یہ نمائندے اکثریت کی بنیاد پر وزیر اعظم کا انتخاب کرتے ہیں حکومت اور قانون سازی کرتے ہیں یعنی حاکمیت کیلئے ایک اقلیت وجود میں آتی ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں یہ پارلیمانی طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ یہ کہ اسمبلی ممبرز (Congress) کے انتخابات کے علاوہ لوگ اکثریت کی بنیاد پر ایک حاکم چن لیتے ہیں یعنی اپنی حاکمیت ایک فرد کے ہاتھ میں ایک معینہ مدت کیلئے دے دیتے ہیں یہ صدارتی طریقہ نظام ہے۔دونوں طریقوں میں یہ حاکم اقلیتیں آئین کے اندر جو قانون سازی کرنا چاہیں کر سکتی ہیں۔ان کی قانون سازی کی طاقت کا ندازہ اس سے لگایئے کہ ایک برطانوی دانشور کہتا ہے کہ ''انگلستان کے پارلیمان اتنی طاقت ور ہے کہ وہ چاہے تو عورت کو مرد قرار دے۔وہ چاہے تو حرام بچے کو حلالی قرار دے اور اگر چاہے تو مجرم کو اپنے مقدمہ میں خود جج بنا دے۔'' جمہوریت کی خصوصیات''

ہماری اب تک کی گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جمہوریت کی چار بڑی خصوصیا ت ہیں۔

1- لوگوں کی حاکمیت (Sovereignty of the People)

2- سیکولرازم، لادینیت (Secularism)

3- آئین پرستی (Consitutionalism)

4- اکثریت سازی (Majoritarianism)

اگر نظام جمہوریت کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے اور اس کی اب تک کی کارکردگی دیکھی جائے تو اس میں مغربی تہذیب کیلئے ان کی رائے میں کچھ مثبت پہلو نظر آئیں گے۔مثال کے طور پر جمہوری نظام نے معاشرے کو جنگ اور فساد سے نکال کر متحد کر دیا۔لوگوں کو موقع اور حق دیا کہ وہ اپنی مرضی کی حکومت بنائیں اور تبدیل کریں۔معاشرے میں لوگوں کو مکمل شخصی آزادی دی کہ وہ آئین کے دائرے میں رہ کر جو چاہے کر سکتے ہیں۔اس کیساتھ ساتھ انہی کے رائے کے مطابق جمہوری نظام چند چیزوں کا حل پیش نہیں کر سکا اور معاشرے کے مجموعی حالات کو اخلاقی قدروں کی بنیاد پر حل کرنے میں ناکام رہا۔سب سے پہلی ناکامی کہ

> جمہوریت میں وہی حیثیت آئین کو حاصل ہے۔جو حیثیت اسلام اور قرآن و سنت کو حاصل ہے
> جمہوریت میں قانون (حلال و حرام کرنے) کا حق پارلیمنٹ کو ہے اسلام میں یہ تصور کفر ہے۔
> جمہوریت حکومت اور مذہب کو الگ الگ کر دیتی ہے۔جبکہ شریعت اسلامیہ میں حکومت مذہبی احکام کے تابع ہوتی ہے۔بلکہ احکام شریعت کی تنفیذ کیلئے ہی حکومت وجود میں آتی ہے۔
> جمہوریت اخلاقیت کا جنازہ ہے۔جبکہ اسلامی معاشرے کا حسن ہی اخلاق ہے۔
> گویا جمہوریت اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں

معاشرے کی اقدار تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی ہیں۔تمام مذاہب حق اور اخلاقی اقدار کا معیار مقرر کرتے ہیں لیکن جمہوری نظام نے سیکولرازم کے تحت تمام مذاہب کو کیپسول میں بند کر دیا۔اس طرح نہ صرف حق کی معیار پر کاری ضرب پڑی بلکہ اسکی دائمی حیثیت بھی بُری طرح متاثر ہوئی۔اقدار کا معیار، حق و ناحق کا تعین کرنا جو اب تک اللہ واحد کے حکم سے چلا آرہا تھا۔عوام کے توسط سے نمائندہ اسمبلیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔نتیجتاً ہم نے بیسویں صدی میں دیکھ لیا کہ مغرب میں تمام حیوانی اطوار جائز ہوتے چلے گئے۔ہم جنس پرستی (Gay,Lesbianism) جانوروں کے ساتھ بد فعلی، لامحدود زنا (Open Marriages) بچوں کے ساتھ بدفعلی، مکمل طور برہنہ پھرنے کیلئے علاقوں کا تعین کرنا وغیرہ وغیرہ۔آپ بہتر طور پر جانتے ہیں۔یعنی آزادی کے پجاری نہ صرف نفس کے تابع بلکہ ہوس کے پجاری بن گئے ہیں۔بگڑے ہوئے معاشرے نے اپنے معیار کے مطابق اپنے قائد چنے کیونکہ یہ قائدین ان ہی میں سے تھے اور ان کی ووٹوں سے قائد بنے تھے لہٰذا عوام کی خوشی کیلئے انہیں مزید گمراہ کرتے چلے گئے۔اس طرح اگلے انتخابات تک معاشرہ تیزی سے بگڑ چکا تھا۔اس مزید بگڑے ہوئے معاشرے نے کردار کے کمزور لوگوں کو اپنا حاکم مقرر کیا اور اسی نئی قیادت نے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا کیا۔اس سلسلہ میں سیکولر ازم کا مسئلہ مغرب کیلئے بہت سنگین ہے۔میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نائن بی نے کہا!

"That the Phenomenon of the growth and breakdown of civilizations is not physical but spiritual." ''تہذیبوں کی ترقی کرنے اور ٹوٹنے کی وجوہات مادی نہیں روحانی ہوتی ہیں۔''

his "He also laments thae society has a strayed from the one true God of their forefathers and since seventeenth century it was now worshipping the idol of Nationalism." ''وہ بہت افسوس کرتا ہے کہ اسکی تہذیب اپنے آباؤ اجداد کے ایک حقیقی خدا کے تصور سے بھٹک گئی ہے اور سترہویں صدی کے اواخر سے اب وہ قومیت کے بت کی پرستش کر رہی ہے۔''

بقیہ صفحہ 47 پر

تحریکات اسلامی ماضی اور حال کے آئینے میں

ملا محی الدین پاوندہؒ اور سرزمین وزیرستان

عاصم اللہ عاصم محسود

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ ئے صحرائی یا مرد کہستانی

یقیناً علامہ اقبالؒ نے تاریخ اسلامی کا گہرا مطالعہ کرکے بالکل سچ کہا ہے۔کہ مقاصد فطرت کی رکھوالی ونگہبانی یا تو صحرانشین حجازیوں کا وطیرہ ودستور رہا ہے۔جنہوں نے اپنی شناخت ومردانگی کے بل بوتے پر تاریخ میں اپنا منفرد مقام پیدا کیا ہے۔یا پھر پشتون قوم کا مسکن اعظم کہستانی خطہ زمین ہے۔جہاں کی مردم خیزی عدیم المثال اور اوراق تاریخ میں جلی حروف کے ساتھ محفوظ ہے۔مردان کہستان کے بارے میں تاریخ بتاتی ہے۔کہ ریاست افغانستان کے ساتھ ملحقہ قبائلی علاقہ جات کے غیور وجسور نوجوانوں نے قومی غیرت و مذہبی جوش وجذبے سے سرشار ہوکر ہر دور کے بیرونی طاغوتی حملہ آور کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔یہاں علاقہ قبائیلستان میں جو بھی آیا۔خواہ چنگیز ہو یا انگریز۔مردانِ قبائل کے حرب وضرب سے زخم خودہ ریچھ واپس اپنی غار کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوا۔یہ بھی ثابت ہے۔کہ سربازانِ قبائل نے ہر یلغاری قوت سے اپنی حریت وانفرادیت کا دفاع کیا۔اپنی روایتی آزادی واسلامی اقدار کا دفاع کرکے خود کو ناقابل تسخیر بنایا۔انگریز سامراج کو دیکھئے جس نے سارے ہندوستان کو قابو کرلیا۔مگر اپنی تمام تر کوشش کے باوجود قبائل کو قابو میں نہ لاسکے۔یہی تو قبائل کا خاصہ ہے ،جس نے اپنے آپ کو ہر حال میں ناقابل تسخیر بنا رکھا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔کہ''نہ اسمیں گھاس اگتی ہے،نہ اس میں پھول کھلتے ہیں۔مگر اس سرزمین سے آسمان بھی جھک کر ملتے ہیں''اب دیکھئے تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔جس طرح ماضی میں پشتون قبائل انگریز سامراج کے ظلم واستبداد کے تختہ مشق بنے رہے۔آج بھی پرانے آقا کے غلام اسلام دشمن خونخوار بھیڑیئے قبائلی مسلمان مجاہدین کے خون مقدس کو چوسنے اور گوشت پوست کو بارودی آگ میں کباب بنانے سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔طرفہ تماشہ یہ۔کہ یہ گھنونا کھیل ایک نئی رنگ ولباس میں قبائل کے خلاف ڈالر بٹورنے کیلئے کھیلا جا رہا ہے۔اس بہیمانہ کھیل میں ملوث حکمران طبقہ وناپاک فوج مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے امریکہ سے درآمد شدہ الفاظ واصلاحات جیسے دہشتگرد،قدامت پسند وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔کہ کل بھی دہریت کے پیروکار یہاں سے شکست خوردہ ونامراد لوٹے تھے۔اور آج بھی بفضلہ تعالیٰ لادینیت کے وفادار اور نصرانیت کے کرایہ دار فوج کو قبائلی مجاہدین کے ہاتھوں بری طرح شکست وریخت کا سامنا ہے۔کوئی مانے یا نہ مانے۔مگر یہ روزِ روشن کی طرح ثابت ہورہی ہے۔کہ قبائلی مجاہدین کسی حادثے کی پیداوار نہیں۔جسطرح نام نہاد مغربی مفکرین کا خیال ہے۔بلکہ قبائلی مجاہدین اپنے قابل ستائش آکابرین جہاد کے انقلابی ونظریاتی اور تاریخی پس منظر کے حامل تحریکات اسلامی کا ایک اور منظّم ومربوط تسلسل ہے۔جس کو آج تحریکِ طالبان پاکستان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔آیئے اس تاریخی پس منظر کو ثابت کرنے کیلئے مناسب ہے۔کہ قبائلی علاقہ جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھنے والے کاروان حریت وعزیمت کے درخشندہ ستاروں میں سے بمانندِ آفتاب ومہتاب ''ملاّ پاوندہ محسود'' کا مختصر سا ذکر کیا جائے۔جنہوں نے فرنگی سامراج کے خلاف بغاوت کرکے جنوبی وشمالی وزیرستان میں علم جہاد کو بلند کیا۔مسلسل بیس(20) سال تک انگریز سامراج کے خلاف مسلح جہاد میں برسرپیکار رہے۔

مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ھے۔کہ کل بھی دھریت کے پیروکار یہاں سے شکست خوردہ و نامراد لوٹے تھے اور آج بھی بفضلہ تعالیٰ لادینیت کے وفادار اور نصرانیت کے کرایہ دار فوج کو قبائلی مجاھدین کے ھاتھوں بری طرح شکست و ریخت کا سامنا ھے

تعارف وولادت باسعادت

مُلا پاوندہ 1863ء کو جنوبی وزیرستان کے ایک خوبصورت وادی مکین کے ایک چھوٹے گاؤں مروبی میں ایک صبح سعید کو پیدا ہوئے۔آپ کا اصلی نام محی الدین تھا۔جنوبی وزیرستان کے قوم محسود کی ذیلی شاخ شوبی خیل سے تعلق رکھتے تھے۔فرزندانِ ارجمند محی الدین عرف پاوندہ ایک دینداراور باوقار گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔آپ بڑھکر انگریز سرکار کے خلاف مسلح جہاد اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے چار دانگ عالم میں مشہور ہوئے۔آپ ہمیشہ کیلئے پشتون روایتی لباس زیب تن رکھتے تھے۔جو کہ بہت ڈھیلا ڈھالہ لباس ہے۔اس لئے لوگ انکو ملا پاوندہ پکارتے تھے۔آپ دینی تعلیم کے حصول کیلئے اپنے آبائی علاقے سے کوچ کر کے بنوں تشریف لے گئے تھے۔بنوں میں بڑے انہماک کے ساتھ حصول تعلیم میں مشغول ہوئے۔آپ چونکہ بچپن ہی سے ذہین وفطین اور انگریز سامراج کے خلاف مسلح جہاد کے شوقین تھے۔لہٰذا حصول تعلیم کے دوران بھی آپ اپنے چند مخصوص ساتھیوں کے ساتھ انگریز سرکار کے خلاف خفیہ کاروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔راتوں کو فرنگی سامراج کے خلاف کامیاب عملیات کرتے تھے۔اور دن کو اپنے مدرسے میں حصول تعلیم میں مگن رہتے تھے۔آپ اپنے جہادی سرگرمیوں کو انتہائی راز میں رکھتے تھے۔بدقسمتی سے ایک واقعہ میں آپ کے دو ساتھی انگریز سرکار کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔آپ اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کیلئے بڑے بے چین ومضطرب تھے۔جس جیل میں آپ کے ساتھی قید تھے۔اس جیل کے داروغہ کو آپ نے اسکے گھر جا کر قتل کیا۔اسمقدس کاروائی کے بعد ملا پاوندہ بنوں چھوڑ کر علاقہ کربوغہ کے ایک روحانی شخصیت مولوی انور شاہ صاحب کے ہاں چلے گئے۔اس زمانے میں کربوغہ دینی تعلیم وتربیت کا مرکز تھا۔لہٰذا آپ نے تعلیم وتربیت کا سلسلہ یہاں پر جاری رکھا۔مگر فطرتاً آپ بیرون سے آئے ہوئے انگریز سرکار سے بہت متنفر تھے۔اور ان کے خلاف مسلح جہاد میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ایک دن آپ کے استاد محترم مولوی انور شاہ صاحب کو خبر ملی۔کہ دوآبہ کی پہاڑی چوٹی پر فرنگی سرکار نے پکٹ بنائی ہے۔جو کہ علاقے کیلئے خفت وبے پردگی کا باعث ہے۔مولوی محترم انور شاہ صاحب انگریز کی اس کاروائی پر بہت برہم ہوئے۔اور اپنے شاگرد رشید ملا پاوندہ کوانگریز کے مذکورہ کام کے خلاف راست اقدام کرنے کی ہدایت کی۔ملا پاوندہ کو جب اپنے استاد و مرشد کی طرف سے اجازت ملی تو بہت خوش ہوئے۔دوسرے دن اس پہاڑی پکٹ پر انگریز سپاہیوں سے پہلے پہنچ کر مورچہ زن ہوئے۔جب انگریز سپاہی پکٹ کے بالکل قریب آئے تو ان کے شکار کیلئے پہلے سے بیٹھے ہوئے ملا پاوندہ نے حملہ کر کے دونوں سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔اور ان کی بندوقیں اٹھا کر استاد کے پاس لے آئے۔استاد محترم مولوی انور شاہ صاحب نے اپنے شاگرد کے اس کامیاب و بہادرانہ کاروائی پر خوش ہو کر پرتپاک مبارک باد دی۔دونوں بندوقیں اپنے شاگرد رشید کو دے کر استاد محترم نے ارشاد فرمایا۔کہ مانگو! کیا مانگتے ہو۔ملا پاوندہ کے منہ سے اچانک یہ الفاظ نکلے۔کہ ''بادشاہی''۔حالانکہ طالبعلمی کا زمانہ تھا۔بادشاہی یا سرداری کا ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔مگر غیر ارادی یہ الفاظ ان کے زبان پر آئے۔استاد محترم نے جب ملا پاوندہ کے یہ الفاظ سنے۔تو ارشاد فرمایا۔کہ دونوں بندوقیں ساتھ لیکر وزیرستان تشریف لے جائیے۔آپ اپنے استاد محترم کے ہدایت کیمطابق شمالی وزیرستان کے علاقہ عیدک میں تشریف لے آئے۔یہاں شمالی وزیرستان میں داوڑ قوم نے ان کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا۔آپ کی رہائش کیلئے گھر کا انتظام کیا۔یہاں عیدک میں آپ ایک بڑے عالم دین بزرگ شخصیت مولوی گلاب دین کے مرید ہوئے۔مولوی گلاب دین صاحب بڑے زیرک اور مردم شناس تھے۔انہوں نے اپنے مرید ملا پاوندہؒ میں چھپے ہوئے اقدار اور روحانی قوت وصلاحیت کا ادراک کیا۔لہٰذا آپ کو مستقل طور پر علاقہ عیدک میں ٹھہرانے کیلئے ایک باوقار معزز شخصیت ملک گل حیدر کی بہن کے ساتھ نکاح کروایا۔یوں ملا پاوندہ مستقل طور پر علاقہ عیدک میں رہائش پذیر ہوئے۔اس علاقہ عیدک سے ملا پاوندہ نے انگریز کے خلاف عوام میں وعظ ونصیحت کا آغاز کیا اور لوگوں کو فرنگی کے خلاف مسلح جہاد کرنے پر تیار کرنا شروع کیا۔حسن اتفاق ذرا دیکھئے۔تاریخ اپنے آپ کو یہاں پر ایک بار پھر دہرا رہی ہے۔جس طرح ملا پاوندہ نے اپنی جہادی سرگرمیوں کا آغاز انگریز سرکار کے خلاف قوم داوڑ کے علاقہ عیدک سے کیا تھا۔اور اس علاقے سے شجر جہاد پھلتا پھولتا پورے شمالی وجنوبی وزیرستان پہ چھا گیا۔اسی طرح امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ نے بھی طاغوت کے خلاف اپنی جہادی سرگرمیوں کا آغاز علاقہ عیدک وشمالی وزیرستان سے کیا۔یہ عجیب حسن اتفاق ہے۔کہ دونوں ادوار میں طاغوت کے خلاف مسلح جہادی تحریکوں کے قائدین کا تعلق علاقہ جنوبی وزیرستان قوم محسود کے ذیلی شاخ شوبی خیل سے ہے۔دونوں قائدین کی باضابطہ جہادی سرگرمیوں کا آغاز شمالی وزیرستان داوڑ قوم کے علاقہ عیدک سے ہوتا ہے۔یعنی وہ نقطہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے

کہ دورِ حاضر کے مجاہدین اپنے اسلاف کی قربانیوں کا تسلسل ہے۔ جونظریاتی طور پر اپنے اکابرینِ جہاد سے جا ملتے ہیں۔ اب ملا پاوندہؒ کو تاریخ کے اوراق میں مزید تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انگریز سامراج کے خلاف مسلح جہاد کی دعوت وتبلیغ نے آپ کو بہت شہرت دی۔ لہٰذا لوگ آپ کے گرد مسلح ہو کر جمع ہونے لگے۔ آپ نے انگریز کے خلاف باقاعدہ اعلان جہاد کیا۔ اور لوگوں کو دین کی خاطر قربانی پر تیار کیا۔ منتشر اقوام میں زبردست اتحاد پیدا کیا۔ لوگوں میں ملا پاوندہؒ کی اثر پذیری کو دیکھتے ہوئے انگریز سخت پریشان ہوئے۔ لہٰذا انہوں نے ملا پاوندہ کے خلاف ایک خاص سازشی نیٹ ورک تیار کیا۔ عوام میں اور خاص کر مذہبی طبقوں میں اس بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ کہ مذہب اسلام کی رو سے مسلح جہاد کا حکم صرف وقت کا بادشاہ یا حاکم ہی دے سکتا ہے۔ ملا پاوندہؒ اعلان جہاد جاری کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اس پروپیگنڈا مہم کو کامیاب بنانے کیلئے جابجا تشہیر بھی کی گئی۔ اس نازک اور شرعی مسئلے کو حل کرنے کیلئے شمالی وزیرستان مامئے راغزائے پر ایک بہت بڑے جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسے میں انگریز سرکار کے حامی علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ وقت کا بادشاہ یا امام ہی جہاد کا اعلان کر سکتا ہے۔ کوئی فرد واحد اس بات کا مجاز نہیں۔ کہ وہ جہاد کا اعلامیہ جاری کرے۔ لہٰذا شریعت اس بارے میں حاکم وقت کو مجاز ٹھہراتی ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ چونکہ جلسے میں ہزاروں لوگ شمالی وزیرستان سے تعلق رکھنے والے جمع تھے۔ اس اہم موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم موسیٰخان محسود عبدلائے نے اُٹھ کر اس جلسہ عام میں باآواز بلند کہا۔ کہ وزیرستان کے غیور وجسور اسلام پسند عوام محی الدین عرف ملا پاوندہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے جلسہ گاہ میں آئے ہوئے تمام فرزندانِ وزیرستان سے اپیل ہے۔ کہ آپ لوگ بھی باآواز بلند ہاتھ اٹھا اپنی رائے کا کھلم کھلا اظہار کریں۔ جلسہ گاہ میں موجود شمالی وجنوبی وزیرستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے ہزاروں لوگوں نے محترم موسیٰ خان محسود کی قرارداد کی تائید کرتے ہوئے ملا پاوندہ کو تاحیات اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اس موقع پر انگریز سرکار کا پھیلایا ہوا پروپیگنڈہ بری طرح ناکام ہوا۔ ملا پاوندہ کیلئے جہادی سرگرمیوں کو جاری رکھنے اور لنگر خانوں کیلئے سالانہ دو روپے فی گھرانہ خراج مقرر ہوا۔ لنگر خانوں سے مہمانوں کو

> **مجاھدین نے بھاگتوں کا پیچھا کیا۔ اور دست بہ دست لڑائی شروع کی۔ بندوق اور وایتی چھری و تلوار کا خوب استعمال کیاگیا۔ انگریز سپاھیوں کے سر ھاتھ بازوں اور لاشوں کے ڈھیر بن گئے بھت سارے فوجی آفیسر زکو تھہ و تیغ کیاگیا۔ ملا پاوندہؒ بذات خود دشمن کی صف میں گھس گئے تھے**

سال بھر کھانا ملتا رہا۔ آپ موسم گرما میں جنوبی وزیرستان کے بلند وبالا مقامات پر جایا کرتے۔ اور موسم سرما میں شمالی وزیرستان چلے آتے۔ لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینے کیلئے برابر دعوت وتبلیغ کرتے رہے۔ جب انگریز سرکار نے علاقہ گومل سے ژوب بلوچستان تک سڑک کی تعمیر اور افغانستان کے ساتھ باونڈری لائن متعین کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ تو ملا پاوندہؒ محسود علاقہ جنوبی وزیرستان تشریف لے آئے۔ آپ نے اس موقع پر جنوبی وزیرستان کے مختلف علاقوں میں تحریک جہاد کی منظم سرگرمیوں کیلئے خفیہ ٹھکانے بنا لئے۔ ان میں دو مقامات علاقہ مکین میں آپ کا آبائی گاؤں مروبی اور علاقہ شکتوئی خاص شہرت کے حامل رہے۔ ان مقامات کو انگریز سرکار کے خلاف جہادی سرگرمیوں کو منظم کرنے اور پوری تحریک کو چلانے میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اس دوران ملا پاوندہؒ نے جنوبی وزیرستان کے دور افتادہ علاقوں سے روابط قائم رکھنے اور جہادی مقاصد کیلئے لوگون سے چندہ اکٹھا کرنے پر خاص توجہ دی۔ اس مقصد کیلئے دور دراز علاقوں میں جن وفود کو بھیجتے تھے۔ انہیں طالبان کہا جاتا ہے۔ اس تاریخ کی بعض کتابوں میں آپ کو طالبان بادشاہ بھی کہتے ہیں۔ اب یہاں پر بھی تاریخی مماثلت ایک بار پھر دیکھنے کے قابل ہے۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ امیر محترم بیت اللہ شہیدؒ علاقہ مکین کو پوری تحریکی مرکز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ خود بھی بیشتر اوقات علاقہ مکین میں گزارتے اور پوری قبائلی تحریک کو علاقہ مکین میں گزارتے اور پوری قبائلی تحریک کو مکین سے چلاتے رہے تحریک طالبان پاکستان کے پاس ملک کے اطراف سے آنے والے پہلے مکین آیا کرتے تھے۔ یہاں سے رہنمائی حاصل کرکے امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ سے ملاقات کرکے مستفید ہوتے دوسری طرف کمانڈر نیک محمد شہیدؒ کے دور میں علاقہ شکائی جہادی سرگرمیوں اور انصاریت کا اہم مرکز رہا ہے۔ اکثر وبیشتر جہادی تنظیموں کا علاقہ شکائی میں آنا جانا تھا۔ جہادی موضوعات کے سلسلے میں مکین اور شکائی کے مابین گہرا تعلق پایا جاتا رہا۔ حسن اتفاق یہی ہے کہ ماضی میں ملا پاوندہؒ کے دور میں جن علاقوں کو جہادی مقاصد کیلئے استعمال کا شرف حاصل تھا۔ امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ کے دور میں بھی انہی علاقوں میں جہاد کی پذیرائی حاصل ہو رہی تھی اور ہو رہی ہے۔ ملا پاوندہؒ کے دور میں بھی محسود قوم کا پورا علاقہ انگریز سرکار کے ہاتھوں بمباری سے مسمار ہو چکا

تھا۔اکثر آبادیوں کو جلا ڈالا گیا تھا۔مجاہدین اور معصوم عوام کو قید کر رکھا تھا۔لوگوں پر بھاری جرمانے عائد کر رکھے تھے۔انگریز کو اطلاعات پہنچانے کیلئے جاسوسی کا نظام فعال تھا۔مُلا،مسجد اور مدرسہ انگریز کے عتاب میں تھے۔آج بھی انگریز کے باقیات ناپاک فوج کے ہاتھوں محسود قوم کا پورا علاقہ مسجد و مدرسہ سمیت بمبار و مسمار ہو چکا ہے۔انگریز کی اقتداء کرتے ہوئے بیشتر علاقوں کو جلا دیا گیا ہے۔مجاہدین اور عوام کو بے دریغ قتل اور قید کیا جاتا ہے۔لوگوں پر بھاری بھاری جرمانے عائد کئے جاتے ہیں۔خوراکی مواد کی بندش لگائی جاتی ہیں۔ماضی میں بھی ملا پاوندہؒ کو طالبان بادشاہ کہا جاتا تھا۔اور آج بھی امیر محترم بیت اللہ محسود شہیدؒ کو طالبان کا امیر محترم کہا جاتا ہے۔تو تحریکات اسلامی کی ماضی اور حال کو اگر غور سے دیکھا یا پڑھا جائے۔تو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حالیہ جہادی سرگرمیاں ماضی کی اسلامی تحریکات کے سلسلوں کا تسلسل ہے۔جو غیر شرعی نظام کی تبدیلی تک چلتا رہیگا۔اب ہم پھر ملا پاوندہؒ کی طرف آتے ہیں۔جو اپنے عہد کی ایک تاریخ ساز شخصیت تھے۔آپ 1893ء سے 1913ء تک مسلسل بیس 20 سال تک برطانوی قابض فوج کے خلاف مسلح جہاد میں برسرپیکار رہے۔اس عرصے میں آپ نے متعدد گوریلا کاروائیوں کے علاوہ کئی ایک نامور لڑائیاں بھی لڑی ہیں۔جس میں انگریز سرکار کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑی۔ان لڑائیوں میں ایک لڑائی جنوبی وزیرستان وانا میں انگریز سرکار کے فوجی کیمپ پر ملا پاوندہؒ کے لشکر مجاہدین کا حملہ آور ہونا ہے۔ملا پاوندہؒ کے اس مشہور و مقدس تعارض کی روداد کچھ اس طرح ہے۔کہ ملا پاوندہؒ سرزمین وزیرستان پر فرنگی سامراج کی پیش قدمی کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے تھے۔وہ حکومت وقت کی ہر حرکت کو بڑی تنقیدی نگاہ سے دیکھتے رہے۔جب انگریز نے افغانستان کے ساتھ ڈیورڈ لائن کا معاملہ حل کرنے اور محسود قوم کو رام کرنے کے غرض سے وانا میں ایک بڑا فوجی کیمپ بنانے میں کامیابی حاصل کی۔تو ملا پاوندہؒ نے انگریزی ذمہ دار مسٹر بروس کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا۔اور سرزمین وزیرستان میں ان فوجی تنصیبات پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ملا پاوندہؒ نے مسٹر بروس کو یہ بھی لکھا تھا۔

(۱) کہ وزیرستان پر قبضہ کرنے اور اپنی توسیع پسندانہ رویہ ترک کردو۔

(۲) ان پانچ قیدیوں کو رہا کردو۔جن کو ملکوں نے تمہارے حوالے کیا ہے۔

(۳) نیز یہ بھی یقین دہانی کراؤ کہ افغانستان کے ساتھ بونڈری لائن متعین کرنے کے بعد وزیرستان سے برطانوی فوج کا انخلاء عمل میں لایا جائیگا۔

آخر میں یہ بھی لکھا۔کہ اگر جان و مال کی حفاظت عزیز ہے۔تو درجہ بالا شرائط کے ماننے میں تاخیر یا کوتاہی نہ کریں۔بروس کو اچانک اقتدار کا نشہ چڑھا ہوا تھا ۔لہٰذا اس نے ملا پاوندہؒ کے خط کا کوئی خاطر خواہ جواب دینے کی زحمت نہ کی۔بلکہ صرف یہ کہہ دیا۔کہ وہ مجھ سے محسود ملکان کے توسط سے بات کریں۔ملا پاوندہؒ کو مسٹر بروس کا یہ رویہ ہتک آمیز محسوس ہوا۔آپ حکومت اور ملکان کی ملی بھگت سے بھی خوب واقف تھے۔لہٰذا آپ نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔آپ نے اپنے جنگی کمانڈروں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد بمقام کانی گرم ایک بڑا لشکر جمع کیا۔یہاں علاقے کی صورت حال انگریز سرکار کے ارادوں اور سرزمین وزیرستان میں سامراج کی بے جا مداخلت و قبضہ جمانے کی پالیسی پر خوب غور و فکر ہوا۔مختلف علاقوں سے آئے محسود قبائل اور جنگی کمانڈروں نے انگریز سرکار کو ایک فیصلہ کن ضرب لگانے کا مشورہ دیا۔تاکہ فرنگی سامراج کو محسود قوم کے مذاق و مزاج اور ملا پاوندہؒ کے خط کا وزن وقوت معلوم ہو جائے ۔اس اجلاس میں وانا کیمپ پر ناگہانی حملہ کرنے کا فیصلہ ہوا۔ملا حمز اللہ اور جگڑ خان کی قیادت میں حملہ آور لشکر کو ترتیب دیا گیا۔دوڈھائی ہزار کا ترتیب شدہ لشکر جرار 2 نومبر کو اپنی منزل مقصود وانا کے قریب پہنچ گیا۔ہر طرف سے کیمپ کا جائزہ لیا گیا۔اور مشورہ طے پایا۔کہ حملہ تاریکی میں کیا جائیگا۔ملا پاوندہؒ بذات خود اس کاروائی میں برابر شریک رہے۔تاکہ کسی بھی ترتیب میں کوئی خامی نہ رہے۔6 نومبر 1894ء کو رات کے آخری حصے میں ڈھول کی تھاپ اور نعرہ تکبیر کے زبردست گونج میں ملا پاوندہؒ کے مجاہدین کے لشکر جرار نے فوجی کیمپ پر ہلہ بول دیا۔انگریز فوج کو اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے کا موقع نہ ملا۔لشکر دیکھتے ہی دیکھتے ڈھولوں کی تھاپ کے ساتھ اندر کیمپ میں داخل ہوا۔انگریز سپاہی افراتفری و انتشار کی حالت میں بے ہنگم بھاگتے رہے۔مجاہدین نے بھاگتوں کا پیچھا کیا۔اور دست بہ دست لڑائی شروع کی۔بندوق اور وایتی چھری و تلوار کا خوب استعمال کیا گیا۔انگریز سپاہیوں کے سر ہاتھ بازوں اور لاشوں کے ڈھیر بن گئے۔بہت سارے فوجی آفیسرز کو تہہ و تیغ کیا گیا۔ملا پاوندہؒ بذات خود دشمن کی صف میں گھس گئے تھے۔کیمپ میں موجود اسلحہ، مال مویشی اور نقدی سب کچھ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔پورے کیمپ کو باوجود سخت حفاظتی انتظامات و تدابیر کے اسطرح تباہ و برباد کیا گیا۔کہ انگریز سرکار کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ملا پاوندہؒ نے ایک ہی رات میں 270 شہداء کا نذرانہ دے کر حکومت برطانیہ پر واضح کیا۔

کہ محسود قبائل بر سر میدان تلواروں کی جھنکار میں اور بندوقوں کی پٹکار میں اپنی تاریخ حریت رقمطراز کر سکتی ہے۔مگر سامراج کی غلامی میں ایک دن کی زندگی بھی

ہو جائے اس وقت تک ملا پاوندہؒ کو محسود علاقہ بدر کیا جائے۔

۳) وانا کیمپ پر شب خون مارنے کے جرم میں لشکر کے

شخصیت کے مالک تھے۔فرنگی سامراج کے خلاف قبائلی نظم و مزاج کے منتشر اقوام کو آپ نے معجزانہ طور پر متفق و متحد رکھا۔حکومت کے ہر حربے و مکاری کا منہ تو

جس مردم خیز قبائلی خطہ زمین نے ملا پاوندہؒ جیسی عبقری شخصیت کو اپنی آغوش میں پالا تھا۔اس سرزمین کہستان نے ایسے سینکڑوں تاریخ ساز شخصیتیں جنم دی ہیں۔جن کے کارناموں سے دنیا کو روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے

نہیں گذار سکتی۔وانا کیمپ پر کامیاب عملیات کے بعد جب ملا پاوندہؒ اپنے لشکر سمیت واپس محسود علاقے میں تشریف لائے۔تو مقام کانیگرام سے ایک بار پھر مسٹر بروس کو خط لکھا۔کہ ایسا نہ سمجھنا کہ یہ آخری ضرب تھی۔بلکہ ملا پاوندہؒ انگریز سامراج کے خلاف تب تک مسلح جہاد جاری رکھے گا جب تک۔

۱) انگریز سرکار پشاور میں پانچ افراد کو باعزت طریقہ سے رہا نہ کرے۔

۲) یہ کہ تحریری ضمانت دی جائے۔کہ انگریز سرکار محسود علاقے پر پیش قدمی یا قبضہ نہیں کریگا۔

۳) یہ کہ کرم سے گومل تک مسلمانوں کا علاقہ ہے۔اس میں غیر ملکیوں کیلئے داخلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔بحر حال دونوں اطراف سے اپنے اپنے موقف کے اعلامیہ جاری کئے جاتے تھے۔مسٹر بروس اپنے پیغامات وزیر محسود دوتانی سلیمان خیل ملکوں کے ذریعے پہنچایا کرتے تھے۔ملا پاوندہؒ وزیرستان کے دور دراز علاقوں تک اپنے ہدایات و پیغامات پہنچانے کیلئے اپنے پیروکار طالبان کو استعمال کرتے تھے۔بروس نے محسود ملکوں کا جرگہ طلب کیا۔اور ان سے کہا۔

۱) کہ وانا کیمپ پر حملے میں مجاہدین نے جو نقدی مال مویشی اور اسلحہ حاصل کیا ہے۔وہ محسود ملکوں کی توسط سے واپس کیا جائے۔

۲) جب تک افغانستان کے ساتھ حد بندی کا فیصلہ نہ

انیس 19 افراد جو کہ سرغنہ تھے کو حکومت کے حوالے کیا جائے۔حکومت نے اس مقصد کی حصول اور محسود قوم پر دباؤ بڑھانے کیلئے مسٹر بروس کے ذاتی ایجنٹ عظیم خان کنڈی اورد وسرے قبائلی ملکان مثلاً وزیر، دوتانی،سلیمان خیل وغیرہ کو بھی جرگے میں شریک کرکے خوب استعمال کرنے کی کوشش کی۔لیکن حکومت کی طرف سے تشکیل شدہ تمام جرگے ناکام ہوئے۔کیونکہ ملا پاوندہؒ خوب جانتے تھے۔کہ حکومت کے وظیفہ خوار اور مراعات یافتہ حکومت ہی کے وفادار ہوتے ہیں۔لہٰذا حکومتی ایجنڈوں اور ملکوں پر وہ کبھی بھی اعتماد نہیں کرتے تھے۔سرکار کی شرائط کو ماننا درکنار وہ سرکار کو مزید سبق سیکھانے کے درپے تھے۔کیونکہ ملا پاوندہؒ انگریز استعمار کے اصل عزائم کو خوب جانتے تھے۔اس لئے آپ نے عوامی رابطوں میں اضافہ کیا۔اور وقتاً فوقتاً اپنے جنگی کمانڈروں کے ساتھ گوریلا کاروائیوں کے متعلق صلاح و مشورہ کرتے رہے۔محسود، وزیر، داوڑ حتیٰ کہ اُرگین تک کہ مختلف قبائلی قوموں سے قابض برطانوی حکومت کے خلاف مدد حاصل کرتے رہے۔دور دراز علاقوں تک دعوت جہاد کے تبلیغی دورے کرتے رہے۔آپ اپنے مؤقف کے پکے اور قائدانہ صلاحیتوں سے متصف تھے۔مذہبی و پرہیزگار انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مدبر سیاستدان بھی تھے۔سرکار کی حرکت پر زبردست تنقیدی نگاہ بھی رکھتے تھے۔آپ عبقری

ڑ جواب دیا۔وانا کیمپ پر شب خون مارتے وقت محسود نوجوانوں میں دشمن کے خلاف جوش و ولولہ پیدا کرنے کیلئے آپ نے پہلی بار ڈھولوں کی سحر انگیز تھاپ کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔جس نے انگریز فوجی کمان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔آپ دشمن کو زیر کرنے کیلئے نت نئے طریقے دریافت کرتے تھے۔جن کا ذکر گوریلا کاروئیوں میں آئیگا۔وانا کیمپ پر ملا پاوندہؒ کے انوکھے شب خون کے بارے میں مسٹر بروس نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے۔کہ میں نے اپنے تجربہ کار فوجی آفیسر سے اس واقعہ کے متعلق استفسار کیا۔تو سب نے جواب دیا۔کہ ہمیں اس سے پہلے کبھی بھی ایسے سخت ہیبت ناک اور تلخ تجربے کا سامنا نہیں ہوا ہے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے۔کہ دشمن بذات خود اپنی یادداشتوں میں محسود قوم کے ہاتھوں شکست کا اعتراف کرتا آیا ہے۔دشمن اسلام فرنگی سامراج کو یہ اعترافِ شکست صرف محسود قوم سے نہیں، بلکہ دوسرے پشتون قبائل کے ہاتھوں سے بھی کرنا پڑا ہے۔جو اپنی باری قارئین کے خدمت میں پیش کیا جائیگا۔جس مردم خیز قبائلی خطہ زمین نے ملا پاوندہؒ جیسی عبقری شخصیت کو اپنی آغوش میں پالا تھا۔اس سرزمین کہستان نے ایسے سینکڑوں تاریخ ساز شخصیتیں جنم دی ہیں۔جن کے کارناموں سے دنیا کو روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ (جاری ہے)

اب بھی نہ اُٹھے تم... پھر تو... حشر اُٹھے... گا

تاریخ ہمیں معتوب نظروں سے دیکھ رہی ہے آسمان سخت غصے میں ہے، گنبد خضریٰ ہم سے روٹھ چکا ہے

شیخ اسامہ بن لادن کی شہادت پر اہلِ پاکستان کے نام پیغام

از قلم غازی ابو محمّد

حد ہوگئی۔۔۔خون اور پانی کا فرق مٹ گیا۔۔۔ظالم اور مظلوم کی تعریف تبدیل ہوگئی۔ جینے کے سلیقے۔۔۔اور مرنے کے قرینے۔۔بدل گئے۔۔۔بزدلی نے مصلحت کا روپ دھار لیا۔۔۔۱۱/۹ کو امریکہ کے تجارتی ٹاور کیا گرے ملبے تلے ہماری غیرت، خودداری۔۔۔کے مینار دب گئے۔ ہم نے آن واحد میں۔۔۔زندگی کے چند ۔۔۔سانس عزت وخودداری۔۔۔گروی رکھ کر حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ وقت ہم سے زیادہ۔۔۔افغان قوم کیلئے بھیانک تھا۔۔۔مگر افغان قوم نے۔۔۔حال قربان کر کے مستقبل بچانے۔۔۔کا فیصلہ کیا۔ آج افغان دس برس بعد غیرت مند اور فاتح بن کر تاریخ کے ماتھے پر سجتے نظر آرہے ہیں۔۔۔اور ہم عزت وخودداری سے۔۔۔تہی دست وتہی دامن۔۔۔موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں۔۔۔تاریخ ہمیں معتوب۔۔۔نظروں سے دیکھ رہی ہے۔۔۔آسمان۔۔۔سخت۔۔۔غصے میں ہے، گنبد خضریٰ۔۔۔ہم سے روٹھ چکا ہے۔ زمین ہم پر تمام وسعتوں کے باوجود تنگ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ فرنٹ لائن اتحادی۔۔۔بن کر ہم نے ایمان وڈالر۔۔۔میں سے ڈالر کا انتخاب کیا۔۔۔ؤقرآن پاک نے اس جرم اور اس کے نتیجے کو یوں بیان فرمایا۔(**ومن یتولهم منکم فانه منهم**) جو ان سے تعلق جوڑے گا وہ انہی میں سے (یہود و عیسائی) ہوگا۔ اب ہم محروم عفت و عزت ،۔۔۔محروم ایمان و غیرت۔۔۔ہماری پشت و پیشانی۔۔۔کالے سٹکروں ۔۔۔سے سج چکی ہے۔ اے اہل ایمان غور کیجئے! یہ یاد رکھ کر کہ ظلم پر خاموشی ربّ جبار کی نظر۔۔۔میں ظلم ہی تو ہے۔ میرا ربّ ظالموں۔۔۔کا دستگیر ومددگار نہیں۔ ہم شریک ظلم کہاں کہاں رہے۔ میں خون دل پیتے ہوئے قلم کی نوک سے اس فہرست کے چند جرائم لکھ دینے سے پہلے ایک حدیث پاک کا ذکر کروں گا۔ امت کے کریم پیغمبرؐ کا فرمان ذیشان ہے۔(سود کے ستّر درجے ہیں سب سے کم درجہ کعبۃ اللہ کے غلاف کے نیچے سگی ماں سے زنا کرنا ہے۔ سب سے برا اور بڑا درجہ کسی مسلمان کی عزت برباد ہوتے دیکھ کر خاموش رہنا ہے۔(صحیح الجامع الصغیر۔علامہ البانی)

آہ۔۔۔!!! ہم روز محشر۔۔۔کس منہ سے اپنے۔۔۔پیغمبرؐ کے سامنے حاضر ہونگے۔۔۔جبکہ انکے قدموں میں۔۔۔میرے نبی کی بیٹی۔۔۔ہماری بہن عافیہ۔۔۔ہمارے شکایات کر رہی ہوگی۔ ہمارے چہرے کالے سیاہ۔۔۔ہونگے۔ نظریں گڑی ہوں گی۔ ہاں اس وقت۔۔۔سچ جانو۔۔۔یقین مانو۔۔۔فاطمہؓ کا ابا۔۔۔عافیہ کے سر پر دست نبوت رکھ کر۔۔۔ہم سے غصے میں۔۔۔چہرہ پھیر لے گا۔ ہم سے آقاؐ فرمائیں گے۔ کیا تم نے میرا یہ پیغام نہ سنا تھا۔ کہ جو مسلمانوں کے اُمور پر نہ تڑپا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ جاؤ۔۔۔چلے جاؤ۔ اپنا تعلق ڈھونڈ لو۔ بجلی وگیس کے اخراجات کی فکروں کے گرفتار۔۔۔پیٹرول، ڈیزل، آلو، پیاز۔۔۔کے طلب گار اپنی کس کس ۔۔۔مصروفیت کا بہانہ۔۔۔ربِ محمدؐ۔۔۔کے سامنے پیش کر پائیں گے۔ اگر مومن ہو تو کلیجہ تھام کے پڑھو۔ بہن عافیہ کو ہماری سیکورٹی اداروں (فوج، آئی۔ایس۔آئی) نے خود پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا۔۔۔چند ٹکے معاوضہ حاصل کیا۔۔۔پاکستانی مسلمان اس جرم پر اپنا شرعی فرض ادا نہ کر سکے۔ فقہ کی تمام کتابوں میں درج ہے۔ اور امت کا اجماع ہے۔ اگر ایک مسلمان بیٹی گرفتار ہو جائے۔۔۔تو مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب۔۔۔تک کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ بیچنے والوں نے ملک کی ایک بیٹی بیچ دی۔ اب وہ ہماری غیرت کے نوحے پڑھتی 86۔۔۔برس کی قید کاٹ رہی ہے۔ پھر بھی ظالموں کا گریبان پکڑنے والا کوئی

نہیں۔جو پکڑنے کا فیصلہ کرے وہ را(RAW)اور موساد (MOSAD)کے ایجنٹ ہونے کے الزام کا بوجھ اٹھائے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔

فدائی حملوں کے خلاف فتوے دینے والوں سے ذرا پوچھ لیجئے۔۔۔شریعت اس بابت ہمیں کیا حکم صادر کرتی ہے۔ہم نے پاکستان دوست۔۔۔اسلامی حکومت (امارت اسلامیہ) کے خلاف ۔۔۔پورے اخلاص و دلجمعی سے ۔۔۔یہود و نصاریٰ کا۔۔۔ نان نیٹو اتحادی ۔۔۔بن کر ساتھ دیا۔حتیٰ کہ امارت اسلامیہ تباہ و برباد ہوگئی۔58ہزار۔۔۔حملوں میں ہماری حکومت نے مسلمانوں کے خلاف کفار کا تعاون کیا۔آج تک ہماری زمین،سمندر،فضائیں اپنے غیرت مند افغان بھائیوں کے خلاف استعمال ہورہی ہیں۔اس جرم پر ہمیں شریعت کیا حکم دیتی ہے۔مفتی نظام الدین شامزئیؒ صاحب فتویٰ بھی دے گئے۔اپنے فتوے کو خون بھی دے گئے۔انہوں نے فرمایا۔ایسی حکومت کو۔۔۔جو اسلامی حکومت۔۔۔کے خلاف کفار۔۔۔کا ساتھ۔۔۔دے۔۔۔بزور۔۔۔ہٹا دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔اس فرض کو کون مانے۔۔کون پہچانے۔۔ہم نے تمام اقدار و اخلاق۔۔۔کے ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے۔۔۔ملا عبدالسلام ضعیف۔۔۔مادر زاد ننگا۔۔۔کرکے امریکیوں کے جوتوں میں ڈال دیا۔ملا ضعیف زندہ ہیں۔پوچھ لیجئے۔ہماری افواج پاکستان۔۔۔نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔شریعت۔۔۔اس پر کیا حکم صادر کرتی ہے۔۔۔سرکار کے حاشیہ بردار۔۔۔علماء و مشائخ۔۔۔کبھی آپ کو نہ بتا پائیں گے۔600 سے زائد مہمان مجاہدین کو۔۔۔بھیڑ بکریوں۔۔۔کی طرح باندھ کر امریکہ پر۔۔۔بیچ دیا گیا۔درجنوں پاکستانی بھائیوں۔۔۔کو بھی اس۔۔۔نفع بخش تجارت۔۔۔میں شامل کرکے۔۔۔امریکہ پر فروحت کیا گیا۔اے اہل پاکستان۔۔۔روز محشر اس جرم کے مرتکب۔۔۔اور اس ظلم پر

خون چیختا رہا۔۔۔آسمان کانپتا رہا۔۔۔زمین روتی رہی۔۔۔سورج اُداس رہا۔۔۔اب ہمارے نامہ اعمال میں۔۔۔ اس ظلم پر بھی خاموشی کا۔۔۔ گناہ عظیم۔۔۔ درج ھے

خاموشی کے گناہ۔۔۔میں مبتلا سب۔۔۔اللہ کے قہر و غضب۔۔۔کو خود ہی دیکھ لیں گے۔بس انتظار کیجئے۔انصاف کے دن انصاف کے مالک کے فیصلوں کا۔۔۔**الھم الرحمنا ۔الھم اغفرلنا**۔۔۔رب کی پکڑ سے بے پرواہ حکمرانان پاکستان۔۔۔نے ایک ایک کرکے۔۔۔سات مساجد کو شہید کر ڈالا۔قرآن مجید کی پکار پر کان نہ دھرا۔۔۔**وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَن مَّنَعَ مَسَاجِدَا لِلّٰہِ اَن یَّذْکُرَ۔الا آخرہ**۔مساجد ویران کرنے والوں سے بڑا ظالم کون ہوگا۔مفسرین نے اس آیت۔۔۔کے ضمن میں۔۔۔مساجد گرانے والوں۔۔۔سے جہاد کا حکم لکھا ہے۔قرآن اسے۔۔۔سب سے بڑے ظالم۔۔۔قرار دے رہا ہے۔ہم اس ظلم پر۔۔۔بھی خاموش رہے۔۔۔جامعہ حفصہؓ والوں۔۔۔نے صدائے احتجاج بلند کی۔۔۔ہماری ’’ملت‘‘ نے اُن کے طریقے کار۔۔۔کو غلط قرار دیکر ان سے الحاق ختم کردیا۔سب رشتے۔۔۔ناطے ٹوٹ گئے۔۔۔حالانکہ جامعہ حفصہؓ سے۔۔۔تعلق توڑنے والوں نے۔۔۔مساجد گرانے والوں سے اپنی ’’رجسٹریشن‘‘ برقرار رکھی۔ہم بچ گئے۔۔۔ہمارا وفاق بچ گیا۔۔۔بس صرف یہ ہوا کہ سینکڑوں بچیاں۔۔۔قرآن سینے سے لگائے۔۔۔خون میں ڈوب گئیں۔لاشیں فاسفورس سے جلا دی گئیں۔۔۔سینکڑوں لاپتہ ہوگئیں۔۔۔امام برحق غازی عبدالرشید شہیدؒ۔۔۔اپنی بوڑھی۔۔۔سات دن کی بھوک پیاس سے ستائی۔۔۔زخموں سے چور۔۔۔ماں۔۔۔سمیت قتل کردیئے گئے۔۔۔’’**بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَت**‘‘۔۔۔کس جرم میں قتل کیا گیا۔ہزاروں قرآن مجید۔۔۔اور احادیث کی کتابوں۔۔۔کو گولیوں اور آگ سے راکھ۔۔۔کردیا گیا۔لال مسجد کا صحن۔۔۔خون سے سرخ۔۔۔چھت اور دیواریں آگ۔۔۔سے سیاہ ہوگئیں۔ظلم کا یہ سونامی۔۔۔جب تھما۔۔۔تو جامعہ حفصہؓ۔۔۔تباہ و برباد ہو چکا تھا۔غلط طریقے۔۔۔والوں کا چہرا مسکرا۔۔۔رہا تھا۔خون سے خوشبو۔۔۔اور پھر قبر کی مٹی سے ہفتوں تک خوشبو۔۔۔پھوٹتی رہی۔ہم چپ رہے۔۔۔خون چیختا رہا۔۔۔آسمان کانپتا رہا۔۔۔زمین روتی رہی۔۔۔سورج اُداس رہا۔۔۔اب ہمارے نامہ اعمال میں۔۔۔اس ظلم پر بھی خاموشی کا۔۔۔گناہ عظیم۔۔۔درج ہے۔جس کا ہمیں احساس تک نہیں،ہمارے پاس۔۔۔اپنے خاموشی کے عذر ہیں جو بدتر از گناہ ہیں۔ذاتِ جبار نے۔۔۔اسی دن سے ہمارے لئے فیصلے لکھ دیئے ہیں۔اب بس فیصلوں کی اترنے کی دیر ہے۔ذرا صبر۔۔۔کہ قدرت تو جلدی میں نہیں۔نامہ اعمال کی سیاہ ترین کالک۔۔۔میں وانا،جنوبی وزیرستان،شمالی وزیرستان،باجوڑ مہمند،اورکزئی اور سوات تک۔۔۔وہ ظلم جس سے جب مکمل پردہ اٹھا۔۔۔تو سینے غم سے۔۔۔ پھٹ جائینگے۔مگر ہم تھے کہ آہ تک نہ کہہ سکے

ڈرون حملوں کی طویل داستان کی سرخی یہ ہے کہ نوے سے پچانوے فیصد حملوں میں پاکستانی (آئی۔ایس،آئی اور ایم،آئی) کے افسران شامل ہیں۔امریکہ کو حکومت وقت سے ڈرون حملوں کیلئے مکمل حمایت حاصل ہے۔قاتل صرف امریکہ ہی نہیں اسلام آباد کا ایوان بھی ہے۔ظلم جاری رہا۔ظالم خوش رہے۔مظلوم قبرستان و زنداں آباد کرتے رہے۔ہم تھے کہ بس صرف خاموش۔۔۔ **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون 0**۔۔۔اسے ضبط کہیے یا بےبسی کی انتہا۔پھر قوم کے سامنے سینکڑوں غیرت مند مسلمانوں ۔۔۔کو خفیہ ٹارچر سنٹروں کا رزق۔۔۔بنا دیا گیا۔عدالتوں میں چوہے بلی کا کھیل جاری رہا۔ان خفیہ ٹارچر سنٹروں سے رہا ہو کر آنے والوں سے ظلم کی داستانیں سنیں تو اسلام آباد،تل ابیب،دہلی میں قطعی آپ کو فرق محسوس نہیں ہوگا۔ہم پھر بھی چپ رہے۔ریمنڈ ڈیوس آیا۔۔۔قتل کرتا۔۔۔ویڈیو بناتا۔۔۔مہمان نوازی کا لطف حاصل کرتا۔عزت وتکریم کی بھگی پر بیٹھ کر وطن روانہ ہوگیا۔قوم یوٹیلٹی سٹورز کے سامنے قطار میں کھڑی چینی خریدتی رہ گئی۔۔۔**الامان و الحفیظ**۔۔۔نہ دیت دینے والے نظر آئے۔نہ دیت لینے والے کو پھر قوم دیکھ سکی۔رات گئی۔۔۔بات گئی۔۔۔ظلم پھر ظلم۔۔۔پھر ظلم۔۔۔ہم صرف خاموش رہے۔۔۔اب تو انتہا ہوگئی۔ظلم ساری حدیں پار کر گیا۔آقا مدنی کریمؐ کا غلام۔۔۔،میرے نبیؐ کی شہر کا شہزادہ،۔۔۔عالم اسلام کا جرنیل،۔۔۔سرزمین پاکستان میں۔۔۔اپنوں کی ملی بھگت۔۔۔سے ذبح کر دیا گیا۔۔۔ابو زبیدہؒ،خالد شیخ،ابوالفرج،رمزی شیبہ۔۔۔کے بعد حرم کے محافظ۔۔۔قائد جہاد کے خون کا اہتمام بھی۔۔۔ہمارے حصہ میں آیا۔۔۔آہ بد نصیبو!!! جس نے حرمت دین کیلئے اربوں ڈالر ٹھکرا دیئے۔آسائش اور راحتوں کو قربان کر دیا۔جوانی رب کے دین کیلئے سنگلاخ۔۔۔پہاڑوں کی نظر کر دی۔جو فلسطین،کشمیر،بوسنیا ۔۔۔کے مسلمانوں کی مظلومیت پر روتا رہا۔۔۔تڑپتا رہا۔۔۔قربانیوں کی راہ پر ہجرت کی نورانی چادر اوڑھ کر ۔۔۔رب کی غلامی میں مگن رہا۔کاش تم اس کے سفید داڑھی کا حیا کر لیتے۔کیا امریکہ تمہارا خدا ہے۔۔۔ردعمل سے بچنے کیلئے اپنی لاعلمی کا ڈھونگ مت رچاؤ۔۔۔تم قاتل ہو اور صرف کرائے کے قاتل۔۔۔ڈالر کیپچاری۔۔۔رب کے باغی۔۔۔فرعون کے حواری۔۔۔خون مسلم کے سوداگر۔۔۔آخرت و عاقبت سے بے نیاز۔۔۔دولت و اقتدار کی ہوس میں مدہوش۔۔۔ظالموں کے آلہ کار۔۔۔تم بس انتظار کرو۔۔۔رب منتقم کے انتقام کا۔۔۔اے امت مسلمہ۔۔۔کیا اب بھی خاموش رہ۔۔۔کر رب کے قہر کو دعوت دیتے رہوگے۔اٹھو! ملک میں موجودہ سیاسی جماعتیں اس طاغوتی نظام کو پرزے فراہم کرنے والی ہیں۔ان چوروں کو چوکیدار مت سمجھو۔مذہبی و سیاسی جماعتیں بے کار و بے عمل مشق۔۔۔سے امت کی صلاحیتوں کو تباہ کر رہی ہیں۔یہ دانستہ و نادانستہ انقلاب و تبدیلی کے عمل میں رکاوٹ بن گئی ہیں۔یہ لوگ چاہتے تو شریعت اسلامیہ کی راہنمائی میں ان تمام حوادث پر اپنا ردعمل متعین کرتے۔ملین مارچ۔۔۔احتجاج۔۔۔ریلیاں،۔۔۔دھرنے ۔۔۔شریعت اسلامیہ میں کیا معنی رکھتے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ یہ امت کی راہنمائی کے قابل نہیں۔۔۔اے لوگو۔۔۔انہیں دُھتکار دو۔۔۔۔رہی آئی۔ایس۔آئی کی پارٹنرز جہادی جماعتیں۔۔۔تو انہوں نے تو امت کے ابطال کے خون کا مذاق بنا دیا۔جب بھی مسلمانوں پر کوئی مشکل گھڑی آئی۔یہ لوگ دوڑ کر آئی۔ایس۔آئی کے سیف ہاوس (Safe House) چک شہزاد یا حمزہ کیمپ آرام فرمانے جا پہنچے۔سقوط امارت اسلامیہ ہو۔۔۔یا لال مسجد۔۔۔یا پھر اب شیخ کی شہادت۔۔۔یہ عُشر مہم۔۔۔صلاۃ مہم۔۔۔دستخط مہم۔۔۔اور اب غائبانہ جنازہ۔۔۔

نا داں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔

جنازہ ہاں شیخ اسامہ شہیدؒ کا نہیں۔۔۔اپنی غیرت۔۔۔وقار۔۔۔خودداری کی غائبانہ نماز جنازہ۔۔۔(جو کہ 2001 سقوط امارت اسلامیہ کے وقت فوت ہوگئی) پڑھ رہی ہیں۔نوجوانوں کے پرخلوص جذبات کیلئے یہ جماعتیں کولڈ سٹوریج (Colod Storage) بن گئی ہیں۔۔۔یہ جہادی جماعتیں اسلام سے زیادہ اسلام آباد کی وفادار ہیں۔مخلص نوجوانوں کو ان جماعتوں کو چھوڑ کر مخلص قیادت کو تلاش کرنا چاہیے۔۔۔اپنی صلاحیتیں قبائل میں موجود مجاہدین اسلام کے سپرد کر دینی

ظلم پھر ظلم۔۔پھر ظلم۔۔ہم صرف خاموش رہے۔۔اب تو انتہا ہوگئی۔ظلم ساری حدیں پار کر گیا۔آقا مدنی کریمؐ کا غلام۔۔۔،میرے نبیؐ کی شہر کا شہزادہ،۔۔۔عالم اسلام کا جرنیل،۔۔۔سرزمین پاکستان میں۔۔۔اپنوں کی ملی بھگت۔۔۔سے ذبح کر دیا گیا

چاہئیں۔یادرکھیے!!!!اس ظلم میں پاکستان برابر کا شریک ہے۔جنرل پاشا کا امریکی دورہ،ڈیوڈ پیٹریاس کا پاکستانی دورہ۔جنرل کیانی کا پیٹریاس کیساتھ نامعلوم مقام۔۔۔کی طرف ہیلی کاپٹر کا سفر۔یہ سب کچھ اسی پلان کی نوک پلک سنوارنے کیلئے تھا۔ڈرون حملوں کی مذمت اور احتجاج۔۔۔کے ڈھونگ کی طرح۔۔۔عوام کو بے وقوف بنانے کی یہ ایک اور مشق ہے۔طالبان اور القاعدہ کے ردعمل سے بچنے کیلئے انکار کیا جا رہا ہے۔جو اہم ترین نقطہ ہے۔حکومت پاکستان

اپنی لا علمی کا ڈھونگ مت رچائو۔۔۔تم قاتل ہو اور صرف کرائے کے قاتل۔۔ڈالر کے پجاری۔۔۔رب کے باغی۔۔۔فرعون کے حواری۔۔۔خون مسلم کے سوداگر۔آخرت و عاقبت سے بے نیاز۔۔دولت و اقتدا کی ھوس میں مدھوش۔۔۔ظالموں کے آلہ کار۔۔تم بس انتظار کرو۔۔۔رب منتقم کے انتقام کا

۔۔۔افغان طالبان۔۔۔۔سے اپنے مفادات کیلئے تعلقات جاری رکھنا چاہتی ہے۔ثالث بن کر کردار ادا کرنا چاہتی ہے۔پاکستان کو ڈر ہے کہ شیخ اسامہ کی شہادت میں اپنی شرکت کو قبول کرنے سے۔۔۔افغان طالبان ہم۔۔۔سے تعلق توڑ لیں گے۔اور وہ اپنی مربی اور مشفق قائد کی شہادت پر شدید ردعمل کا اظہار کرسکتے ہیں۔اس لئے افواج پاکستان اور حکومت پاکستان۔۔۔اس جرم عظیم۔۔۔۔سے انکاری ہیں؟ آپ خاموش نہ رہیں اٹھ کھڑے ہوں،ظلم کی کلائی مروڑ دیں۔اے اہل اسلام و پاکستان!!!!خوب غور سے پڑھیے۔۔۔یاد رکھیے۔۔۔حضرت نوحؑ کی قوم پر عذاب آیا۔قوم کے چند روشن خیال غنڈے حضرت نوحؑ کو ستاتے۔۔۔باقی اس ظلم کی تائید کرتے یا خاموش تماشائی بنے رہتے۔۔۔بس سب تباہ ہوگئے۔۔۔اب تمہاری مرضی۔۔۔خاموش رہ کر رب کے۔۔۔عذاب کے حقدار بنو۔۔۔یا بیدار ہو طاغوتی نظام کے خلاف برسر۔۔۔نے نظام کفر کی غلامی نہیں۔۔مسئلہ طاغوتی سرمایہ دین بھی برسر اقتدار آئے وہ اکھاڑ طرح ہم بھی۔۔۔اپنے دیں۔تاکہ۔۔۔رب غفار اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے دیجئے۔۔۔آگے

کر رب کی رضا کے مستحق۔۔۔اٹھو۔۔۔اس پیکار ہو جاؤ۔ہمیں اسلام مخالف جمہوریت میں جکڑ دیا ہے۔مسئلہ پرویز مشرف یا زرداری کا دارانہ،جاگیردارانہ نظام کا ہے۔اگر کوئی عالم بھی یہی گل کھلائے گا۔بس اٹھو۔۔۔اس نظام کو پھینکو۔۔۔آیئے!!!!اپنے پڑوسی افغان قوم کی خون سے عزت و وقار۔۔۔کی داستاں لکھ کے دربار۔۔۔میں سرخرو ہوں۔میرے دل کی خاموشی کے بت پاش پاش کر بڑھیے۔۔۔ظلم کے ہاتھ روک دیجئے۔۔۔

جس نے حرمت دین کیلئے اربوں ڈالر ٹھکرادیئے۔آسائش اور راحتوں کو قربان کر دیا۔جوانی رب کے دین کیلئے سنگلاخ۔۔پہاڑوں کی نظر کر دی۔جو فلسطین،کشمیر،بوسنیا کے مسلمانوں کی مظلومیت پر روتا رہا۔۔تڑپتا رہا۔۔قربانیوں کی راہ پر ہجرت کی نورانی چادر اوڑھ کر۔۔رب کی غلامی میں مگن رہا۔کاش تم اس کی سفید داڑھی کا حیا کر لیتے۔کیا امریکہ تمہارا خدا ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا۔**ان الناس اذا راوا الظالم فلم یا خذو ا علی یدیه او شک ان یعمهم اللّٰه بعاقب منه** (رواہ ابوداود)

ترجمہ۔۔۔بے شک لوگ اگر ظالم کو دیکھنے کے بعد بھی اسکا ہاتھ نہ پکڑیں۔تو قریب ہے کہ اللہ کی پکڑ ان سب کو آلے۔

امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔چنانچہ جب ظلم کو نہ روکا جائے اور معاشرہ ظلم سے بھر جائے تو اللہ کا عذاب ہر نیک و بد کو یکساں گھیر لیتا ہے۔اور اگر پھر بھی لوگ آگے بڑھ کر ظالم کا ہاتھ نہ پکڑیں۔تو اللہ عمومی عذاب بھیج کر سب کو تباہ کر ڈالتا ہے۔

گر اب بھی نہ اٹھے تم۔۔۔۔۔پھر تو۔۔۔۔۔حشر اُٹھے گا۔

لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش کے بدلتے حالات اور احادیث و آثار

(قسط اول)

ابو حذیفہ

جو جنگ قومیت اور وطنیت کیلئے لڑی جائے وہ جاہلیت کی جنگ ہے اسلام سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار قومیت و وطنیت کے نعرے لگا کر اتحاد بناتے اور جنگ کیا کرتے تھے۔ اسلام نے ان تمام نعروں کو جاہلیت قرار دیا اور جہاد فی سبیل اللہ صرف اسکو کہا جو اللہ کی شریعت کی بالادستی یعنی نفاذ شریعت کیلئے کیا جائے

السنن الوارد فی الفتن ‹ 4/931›
491- حدثنا علی احمد بن ثابت قال حدثنا سعید بن عثمان قال حدثنا نصر بن مرزق قال حدثنا علی بن معبد قال حدثنا اسماعیل بن علیة عن ایوب عن ابن سیرین عن عقبة بن اوس قال قال عبد اللّٰه بن عمرو یقتلون علی دعوی جاهلیة فتنظر الطائفة التی تظهر وهی ذلیلة فیرغب فیهم من یلیهم من عدوهم فیتقحم رجال أو قال الناس في الكفر تقحما۔مصنف ابن شیبة ۔ترقیهم عوامة (15 / 113)
38565۔ حدثنا هوذة بن خليفة، قال: حدثنا عوف ،عن محمد بن سیرین ،عن عقبة بن أوس ،عن عبد اللّٰه بن عمر۔ قال: یقتتل الناس بینهم علی دعوی جاهلیة عند قتل أمیر ،أو اخراجه فتظهر احدی الطائفتین حین تظهر وهی ذلیلة فیرغب فیهم من یلیهم منالعدو فیسیرون الیهم ویتقحم أناس فی الكفر تقحما۔‹اخرجه عند الرزاق فی مصنفه و الحكم فی المستدك ،وابن ابی شیبی فی مصنفه، ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا: امیر کے قتل یا اس کے نکال دیے جانے کے وقت لوگ آپس میں جاہلیت کے نعرے پر جنگ کریں گے، چنانچہ دو میں سے ایک گروہ غالب آجائیگا۔ حالانکہ یہ گروہ ذلیل ہوگا، اس گروہ کی طرف وہ دشمن راغب ہوگا۔ جو اس سے قریب ہوگا۔ سو وہ اسکی طرف آئیں گے، اور لوگ اندھا دھند کفر میں داخل ہونگے۔ فوائد: (۱) اس روایت میں ''جاہلیت کے نعرے'' سے مراد قومیت اور وطنیت کا نعرہ ہے۔ کیونکہ دیگر کئی احادیث مبارکہ میں دعویٰ جاہلیت (جاہلیت کا نعرہ) کو قومیت یا وطنیت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ جنگ قومیت اور وطنیت کے نعرے پر ہوگی۔ (۲)۔ جو جنگ قومیت اور وطنیت کیلئے لڑی جائے وہ جاہلیت کی جنگ ہے اسلام سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار قومیت و وطنیت کے نعرے لگا کر اتحاد بناتے اور جنگ کیا کرتے۔ اسلام نے ان تمام نعروں کو جاہلیت قرار دیا اور جہاد فی سبیل اللہ صرف اسکو کہا جو اللہ کی شریعت کی بالادستی یعنی نفاذ شریعت کیلئے کیا جائے۔ (۳) یوں تو جاہلیت کے نعرے پر دنیا میں بہت سی جنگیں ہوئی ہیں۔ لیکن ان روایات کے الفاظ میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے یہ جنگ ایسے وقت میں ہوگی۔ جب ''امیر'' کو قتل کر دیا جائے گا، یا نکال دیا جائے گا۔ اگر امیر سے امیر مطلق یعنی امیر المومنین مراد ہیں۔ تو ایسا بھی تاریخ اسلام میں متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ لیکن احادیث اور آثار میں جب اس طرح کی پیشن گوئیاں ہوں تو اس میں غیر معمولی واقعات کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ ان بڑے غیر معمولی واقعات میں مندرجہ ذیل واقعات کو لیا جا سکتا ہے۔

الف: سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت:

جن کو نبی کریمؐ نے فتنوں کے مقابلے میں ایک دروازہ قرار دیا تھا۔ لیکن آپؓ کی شہادت کے بعد جاہلیت کے نعرے پر جنگ نہیں ہوئی۔ بلکہ نفاذ شریعت کیلئے قتال فی سبیل اللہ جاری رہا اور اسلام غالب رہا۔

ب: حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ کی شہادت۔

آپؓ کی شہادت کے بعد اگر چہ مسلمان آپس میں لڑے لیکن یہ لڑائی جاہلیت کے نعرے کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر ایک فریق (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں سے) اللہ کی شریعت کی بالادستی کیلئے نکلا تھا۔ نیز اسکے بعد بھی اللہ کے کلمہ کی سربلندی کیلئے جہاد جاری رہا اور غالب آنے والی جماعت عزت والی تھی۔

ت: سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت۔

لیکن اسکے بعد بھی جاہلیت کے نعرے پر جنگ نہیں ہوئی۔ بلکہ نفاذ شریعت کیلئے مجاہدین قیصر و کسریٰ کے

بنائے ہوئے قومیت و وطنیت کے بتوں کو روندتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے تھے۔

ج: خلیفہ معتصم باللہ (656ہجری بمطابق 1258) کی تاتاری لشکر کے ہاتھوں شکست۔لیکن اسکے بعد بھی دنیا پر اسلام غالب ہی رہا۔اور ترکوں نے بھی خلافت کو قائم رکھا۔اور نفاذ شریعت کیلئے یورپ تک قتال کیا۔چنانچہ یہ حادثہ کہ جب خلیفۃ المسلمین کو قتل یا نکالا گیا ہو۔اور جاہلیت کی نعروں کی بنیاد پر جنگیں بھی ہوئی ہوں۔وہ خلافت عثمانیہ کے ٹوٹنے کے وقت ہوا اسلام کے دشمن مصطفیٰ کمال پاشا نے 1923ء میں خلافت کو توڑ کر خلیفہ کو نکال دیا تھا۔خلافت توڑ کر خلیفہ کو نکالنے کی تیاری پہلی جنگ عظیم 1918 تا 1914 سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی۔اس کے بعد دوسری جنگ عظیم ہوئی جو خالصتاً وطنیت کی بنیاد پر ہوئی۔روایت کے الفاظ بتا رہے ہیں۔کہ غالب آنے والا گروہ درحقیقت ذلیل ہوگا۔دوسری جنگ عظیم میں غالب آنے والا گروہ درحقیقت یہودی تھے۔اور قرآن کی نظر میں یہودیوں پر ایسی ذلت ہے۔جو ان کے ساتھ چپکی ہوئی ہے۔اگرچہ وہ ظاہر طور پر غالب آجائیں۔اس جنگ میں فتح کے بعد یہویوں کے دشمن یعنی عیسائی یہودیوں کے ساتھ ہوگئے۔اور اب تک ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا وطنیت کی بنیاد پر تقسیم کردی گئی۔محبتیں اور نفرتیں، دوستی اور دشمنی سب کچھ اسی وطنیت کی بنیاد پر ہونے لگا۔اس وطن کے بُت کیلئے جان دینا اور جان لینا حلال کرلیا گیا۔ہر ملک کی اپنی شریعت بنائی گئی اور اللہ کی شریعت کو کلمہ پڑھنے والوں تک نے پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا۔حالانکہ ہر علم والا جانتا تھا۔کہ اللہ کے قانون کے مقابلے میں قانون بنانا۔یا انسانوں کے بنائے قانون کو عقیدتاً تسلیم کرنا کفر ہے۔اور اسکے مطابق زندگی گزارنا غیر اللہ کی عبادت کرنا ہے۔غالبًا اسی بات کو اس روایت کے آخری حصہ میں بیان کیا گیا ہے۔کہ لوگ اندھا دھند کفر میں داخل ہو جائیں گے۔واللہ اعلم بالصواب۔**حدثنا الحوطی حدثنا ابن عیاش عن حریز بن عثمان عن الأ زهر بن عبد اللّٰه عن عصمة بن قیس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه صاحب رسول اللّٰه علیه و اٰلهٖ وسلم أنه کان**

> اس دن نوحہ کرنے والیاں نوحہ کریں گی۔ کوئی رونے والی عزتوں کے پامال ہونے پر روئے گی۔ کوئی رونے والی عزت کے بعد اس کی ذلت پر روئے گی۔ کوئی رونے والی اپنے مردوں کی قتل پر روئے گی۔ اور کوئی رونے والی اپنی قبر کی تمنا کرکے روئے گی۔

یتعوذ فی صلاته من فتنة المغرب۔﴿الاحاد و المثانی﴿562/2۔طبرانی فی المعجم الکبیر رقم ۵۰۲ ۔ والهیثمی فی مجمع الزوئد و قال رجاله ثقات ۔والبخاری فی التاریخ الکبیر ۲ ء ۷ ۔و ابن عبد البر فی الاستیعاب﴾

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابی عصمۃ بن قیسؓ اپنی نماز میں مغرب کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔

نوٹ: ان احادیث وآثار میں جو''مغرب'' کا لفظ آیا ہے۔اس سے مراد مغرب اسلامی یعنی لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش ہیں۔دیکھئے ''**معجم البلدان**''۔''**لیاقوت الحموی**''۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ نے بھی مغرب کی تعریف میں یہی بات بیان کی ہے۔البتہ یہ حدیث''**لا یزال أهل الغرب ظاهرین حتی تقوم الساعة**'' یہاں اہل غرب سے مراد اہل شام ہیں۔

حدثنا عبد اللّٰه بن مروان عن أبیه عن عبد اللّٰه العمری عن القاسم بن محمد عن حذیفة أنه قال لأهل مصر اذا جاء کم عبد اللّٰه بن عبد الرحمان من المغرب أقتتلتم أنتم و هم عند القنطرة فیکون بینکم سبعون ألفاً مناالقتلی و لیخر جنکم من أرض مصر و أرض الشام کفرا کفرا ولتباعن المرأة العربیة علی درج دمشق بخمسة و عشرین درهما ثم یدخلون أرض حمص فیقیمون ثمانیة عشر شهراً یقتسمون فیها الأموال ویقتلون فیها الذکر والأنثی ثم یخرج علیهم رجل شر أظلته السماء فیقتلهم فهزمهم حتی یدخلهم أرض مصر ﴿الفتن۔نعیم حماد۔ج ا ص 267﴾

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے۔انہوں نے اہل مصر سے فرمایا: جب تمہارے پاس مغرب سے عبد الرحمان آئے گا۔تم اور وہ پل یا ڈیم کے نزدیک قتال کروگے۔جس کے نتیجے میں تمہارے مابین ستر ہزار (70,000) قتل ہونگے۔اور وہ (عبد الرحمان) تمہیں مصر وشام کے چپے چپے سے نکال دیگا۔اور عرب عورت دمشق کے راستے میں پچیس درہم میں فروخت ہوگی۔ پھر وہ (عبد الرحمان کے لوگ) حمص (شام) میں داخل ہوجائیں گے۔وہاں اٹھارہ ماہ قیام کریں گے۔یہاں اموال تقسیم

کریں گے۔اور مرد وزن کو قتل کریں گے۔پھر ان کے خلاف روئے زمین کا شری شخص نکلے گا۔اور ان سے جنگ کر کے ان کو شکست دے گا۔اور ان کو ارض مصر میں داخل کر دے گا۔

حدثنا عبد اللّٰہ بن مروان عن أبیه عن عبد اللّٰہ العمری عن القاسم بن محمد عن حذیفة بن الیمانؓ انه قال لقوم أهم مصراذا أتکم کتاب من قبل المشرق یقرأ علیکم من عبد اللّٰہ أمیر المؤمنین فانتظر ا کتابا آخر یأ تیکم من المغرب یقرأ علیکم من عبداللّٰہ عبد الرحمان أمیر المؤمنین والذی نفسی حذیفة بیده لتقتتلن أنتم وهم عند القنطرة ولیخرجنکم من أرض مصر وأرض الشام کفرا کفرا ولتباعن المرأة العربیة علی درج دمشق بخمس و عشرین دراهما الفتن۔(نعیم بن حماد

1/ 260) ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے ا نھوں نے اہل مصر سے فرمایا: جب تمہارے پاس مشرق سے امیر المومنین عبداللہ کی جانب سے خط آئے تو تم ایک دوسرے خط کا انتظار کرنا۔جو مغرب سے آئے گا۔یہ خط امیر المومنین عبدالرحمان کی جانب سے ہوگا۔قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں حذیفہ کی جان ہے۔تم اور وہ پل کے نزدیک ضرور قتل کرو گے۔(باقی الفاظ مذکورہ روایت ہی کے ہیں)

حدثنا بن مروان عن أبیه عن ربیعة بن یوسف عن تبیع قال صاحب المغرب عبد الرحمان بن هند۔۔۔۔۔علی مقدمة رجل اسمه شیطان الویل لمن یقتل تحت لو أنه مصریه الی النار (الفتن بن حماد

1/ 264) ترجمہ: حضرت تبیع (تابعی) نے فرمایا: مغرب والے حاکم کا نام عبد الرحمان بن ہند ہوگا۔۔۔۔اس کے ہراول دستے پر ایک شخص ہو گا۔جسکا نام ایک شیطان کا نام ہوگا۔خرابی ہے اس کے لئے جو اس کے جھنڈے تلے لڑے اسکا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ترجمہ: امام زہریؒ نے فرمایا: جب کالے جھنڈے والوں کا آپس میں اختلاف ہو جائے گا۔تو پیلے جھنڈے آئیں گے۔وہ اہل مصر کے پُل یا ڈیم پر جمع ہونگے۔اہل مشرق اور اہل مغرب قتال کریں گے۔(سات سال، یا سات ماہ، یا سات دن کیونکہ روایت میں صرف سبعاً کا لفظ آیا ہے) پھر اہل مشرق کو شکست ہوگی۔یہاں تک کہ وہ ''رملہ'' میں اتریں گے۔پھر اہل مغرب اور اہل شام کے مابین کچھ اختلاف ہو جائیگا۔جس کی وجہ سے اہل مغرب غصہ ہونگے۔اور کہیں گے کہ ہم تو تمہاری مدد کرنے آئے تھے۔لیکن تم بھی انہی (دشمنوں) کی طرح کر رہے ہو۔اللہ کی قسم! ہم تمہیں اور انہیں (لڑنے کیلئے چھوڑ دیتے ہیں) سو تمہیں لوٹیں گے۔(ایسا وہ اہل شام کی اس وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے کہیں گے) پھر سفیانی نکلے گا اور اہل شام اس کی اتباع کریں گے وہ سفیانی اہل مشرق سے قتال کریگا۔(نعیم بن حماد۔ج ا ص 270) ترجمہ: حضرت کعبؓ نے فرمایا: جب مغرب (مغرب اسلامی) مصر پر غالب آجائیں تو شام والوں کیلئے زمین کا اندرونی حصہ بیرونی حصے سے بہتر ہوگا۔اور دو فوجوں کیلئے بربر سے خرابی ہے، ایک فلسطین و اردن کی فوج، دوسری شہر حمص کی فوج۔وہ اپنی تلواروں سے ماریں گے۔۔۔۔۔اور مغرب والا قبیلہ کندہ کا ایک لنگڑا شخص ہوگا۔نوٹ: اس روایت میں کندا سے مراد کینیڈا نہیں بلکہ کندہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے۔جو پہلے جبال یمن میں حضر موت کے قریب آباد تھا۔اور مغرب سے مراد مغربی اسلامی۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا: جب مغرب والے (سرزمین مصر میں داخل ہو جائیں اور اتنا عرصہ وہاں رہیں گے، اہل مصر کو قتل کیا جائے گا۔اور قیدی بنایا جائیگا۔۔اس دن نوحہ کرنے والیاں نوحہ کریں گی۔کوئی رونے والی عزتوں کے پامال ہونے پر روئے گی۔کوئی رونے والی عزت کے بعد اس کی ذلت پر روئے گی۔کوئی رونے والی اپنے مردوں کی قتل پر روئے گی۔اور کوئی رونے والی اپنی قبر کی تمنا کر کے روئے گی۔(الفتن۔۔نعیم بن حماد۔۔۔ 268/1)

ترجمہ: حضرت کعب احبارؒ نے فرمایا: جب بربر نکلیں گے تو مصر میں اتریں گے۔انکے (اہل مصر اور بربر) کے مابین دو لڑائیاں ہوں گی۔ایک مصر میں دوسری فلسطین میں۔اس طرح یہ حمص (شام کا شہر) میں اتر ینگے۔حمص کی خرابی ہے انکی طرف سے۔حمص میں ان کو چالیس راتوں تک شدید برف باری کا سامنا ہوگا۔ایسا لگے گا۔کہ یہ برف باری ان کو فنا کر دے گی۔پھر یہ (بربر) حمص فتح کر کے اس میں داخل ہو جائیں گے۔(الفتن۔۔نعیم بن حماد۔۔۔ 269/1) ترجمہ: حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا۔جب اہل مغرب نکلیں گے۔ان کے مقابلے میں رومی (اہل یورپ) نکلیں گے۔تو اس اسکندریہ، مصر اور شام کے ساحل خراب ہونگے۔(الفتن۔۔نعیم بن حماد۔۔)

(جاری ہے)

اللہ کے لئے دوستی و دشمنی

...کلمہ طیبہ کا بنیادی عقیدہ

دشمنان دین پر ہیبت طاری کرنے کے لئے دل ایسے تھے کہ ان میں صرف اللہ کا خوف ہوتا ،خواہ جسموں پر پیوند لگے کپڑے ہوتے تھے

مولانا ابو غریب المہاجر

امت مسلمہ پر آئے زوال نے اس امت سے عظمت و شوکت ہی نہیں چھینی بلکہ مسلمان کی سوچ وفکر کو بھی ان پستیوں میں دھکیل دیا جہاں سے بلندی کی طرف لاتے ہوئے بھی راہ نوردوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔اس زوال نے ہم سے ہمارے ایمان کی روح چھین لی،اور صرف جسموں کو بنانے سنوارنے کو ہم دین سمجھ بیٹھے،ہماری مساجد سے اسلام کی شان و شوکت اور وہ رعب و دبدبہ اٹھ گیا جس سے اسلام دشمن کانپ جایا کرتے تھے ،جبکہ ظاہری تعمیر و خوبصورتی کو ہم عظمت کی علامت سمجھ کر امت مسلمہ کا پیسہ ان پر صرف کرتے رہے......دشمنان دین پر ہیبت طاری کرنے کے لئے دل ایسے تھے کہ ان میں صرف اللہ کا خوف ہوتا ،خواہ جسموں پر پیوند لگے کپڑے ہوتے تھے ،جبکہ ہم ظاہر بیں یہ سمجھ بیٹھے کہ کافروں کو مرعوب کرنے کے لئے پوشاک اور ظاہری حلیہ ان سے اچھا ہونا ضروری ہے،خواہ دل اللہ کے دشمنوں کے خوف سے دہلے ہوئے ہوں۔سلف صالحین کے نزدیک جن چیزوں کے بغیر ایمان کا تصور نہیں تھا،ہم نے انکو اپنی زندگی سے ایسا نکالا کہ کبھی انکی طرف خیال بھی نہیں جاتا کہ یہ ہمارے عقائد سے متعلق وہ باتیں جنکے بغیر ایمان مشکوک بلکہ بعض حالتوں میں ختم ہی ہو جاتا ہے۔ایک لمبا عرصہ کفر کی غلامی میں گذارنے کی بدولت ،ہم ایک ایسے دین کو دینِ اسلام سمجھ بیٹھے، جہاں غیر اللہ سے بغاوت کے بغیر اللہ والا بن جانے کا عقیدہ ہے، جہاں کفر کی نفرت کے بغیر ایمان کا تصور ہے،اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کئے بغیر اللہ کی دوستی کا عقیدہ ہے ،صرف عبادات کی کثرت سے لوگ متقی اور ولی کہلانے لگتے ہیں ،حالانکہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدے،**الحب فی اللہ و البغض فی اللہ** ،(محبت بھی اللہ کے لئے اور نفرت بھی اللہ کے لئے) سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ،ایک بار کوئی مسلمانوں جیسا نام رکھ لے تو وہ پھر کبھی کافر ہو ہی نہیں سکتا خواہ تمام عمر کفر کرتا اور بکتا رہے،اللہ کے دشمنوں کو دوست بنائے اور اللہ کے دوستوں کے قتل کو اپنے لئے حلال کر لے،اللہ کی حدود کو وحشت ودرندگی کہے،اور رحمۃ للعالمین کی سنتوں کا کھلے عام مذاق اڑائے ،قرآن میں نازل کردہ اللہ کے محکم فریضے کو حرام قرار دیدے اور اللہ کے قانون کا مطالبہ کرنے والوں کو تہس نہس کردے، کفریہ قانون بنائے اور اسکی حفاظت کے لئے لڑنا ،اپنا ایمان قرار دے۔اس سب کی وجہ اسکے سوا کچھ نہیں کہ غلامی کی زندگی نے ہماری دینی اقدار اور وہ شان وشوکت ہم سے چھین لی جس کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے دین کی اساس قرار دیا،علماء اور فقہاء امت نے جسکے بغیر کسی مسلمان کا زندگی گذارنا محال قرار دیا۔آپ سلف صالحین اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے ،اور ایک آزاد معاشرے کے فرد کی حیثیت سے کیجئے تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ ہم نے دین کو کیا سمجھا اور ان فقہاء نے دین کو کس طرح سمجھا۔جس شناعت (اسلام کو مغلوب ہو جانا) کو ہم کوئی برائی ہی نہیں سمجھتے ،کافروں کی غلامی میں زندگی گذارنا ہمارے نزدیک کوئی عیب ہی نہیں ،کافروں کا مسلمانوں کی بیٹیاں اٹھا کر لیجانا ہمارے تقوے اور تعلق مع اللہ پر کوئی اثر نہیں ڈالتا،سودی نظام کے تحت ہماری زندگی گزرتی ہے لیکن ایمان ہے کہ کوہِ ہمالیہ ،کچھ فرق ہی نہیں پڑتا،جبکہ یہ سب باتیں سلف صالحین کے نزدیک وہ ہیں جنکا مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ اس حالت میں زندگی گزارے کہ نہ جہاد کرے نہ ہجرت۔

غلامی کیا ہے ذوقِ حسن وزیبائی سے محرومی
بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا
کہ جہاں میں ہے فقط مردانِ حر کی آنکھ ہی بینا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تو شان ہی کیا، کہ جو اللہ کے قانون پر راضی نہ ہوا اس کی گردن ہی ماردی، بعد میں

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تو شان ہی کیا۔ کہ جو اللہ کے قانون پر راضی نہ ہوا اس کی گردن ہی ماردی۔

علماء امت نے ان مسائل کو انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ انفرادی اور اجتماعی دونوں اعتبار سے مسلمان کافروں کے ساتھ کس طرح رہیں گے، طاقت کی حالت میں کیا احکام ہونگے اور کمزوری کے وقت کیا کرنا ہوگا، ان سب باتوں کو مفصل بیان کیا۔ انکے نزدیک یہ تصور بھی نہیں تھا کہ کوئی مسلمان بغیر خلافت کے بھی زندگی گزار سکتے ہیں، اللہ کے قانون کو پسِ پشت ڈال کر طاغوت کے بنائے نظام پر راضی ہوسکتے ہیں، دارالحرب میں کافروں کی چھتر چھایہ میں اپنے مسکن بنا سکتے ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جو صرف مطالعہ کرنے سے سمجھ میں نہیں آسکتے جب تک کہ اس غلامی سے بغاوت کر کے آزاد سرزمین پر قدم نہ پڑیں اور آزاد منش انسانوں کی صحبت میں نہ رہا جائے۔ چنانچہ عرش وکرسی کے رب سے مدد چاہتے ہوئے ان موضوعات پر قلم اٹھانے کی ہمت کی ہے، بندے کو احساس ہے کہ ان مسائل کو سمجھانا، جنکو صدیاں بھلائے رکھا گیا، آسان کام نہیں، لیکن اللہ ہی سے امید رکھتے ہوئے کہ وہی دلوں کو کھولنے والے ہیں اور ہدایت تو انہی کی طرف سے ہے، اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی بعثت کا مقصد یوں بیان فرمایا: ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون**۔ ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے۔ خواہ مشرکوں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ دوسری جگہ اعلان ہوتا ہے: **وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ** ترجمہ: اور ان (کافروں) سے قتال کیجئے، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (نظام حیات) سارا کا سارا اللہ ہی کا ہوجائے۔ مکی زندگی: ہر نبی کو کسی خاص خطہ کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا، لہٰذا انکی خلافت اسی خطہ کی خلافت تھی۔ جبکہ امام الانبیاء، رحمۃ اللعالمین ﷺ کو تمام دنیا کا نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ آخری نبی بھی ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی خلافت عالمی خلافت ہے اسی کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (1702-1762) نے یوں بیان فرمایا ''رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے خلافتِ عامہ کے لئے مبعوث فرمایا اور آپکے دین کو تمام دینوں پر جہاد کرنے اور سامان جہاد تیار کرنے سے غلبہ حاصل ہوسکتا ہے۔'' (حجۃ اللہ البالغہ) اس طرح آپکی خلافت کسی خاص خطہ کے لئے نہیں بلکہ آپکو عالمی خلافت عطا کی گئی سو آپ ﷺ تمام عالم کے خلیفہ قرار پاکر خلیفہ اعظم ٹھہرے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو مکہ میں مبعوث فرمایا اور صرف اللہ کے معبود ہونے کی دعوت دینے کا حکم فرمایا،......جی ہاں.... اللہ کی حاکمیت کی دعوت......**یا ایھا الناس قُولُوا لَا اِلٰہَ اِلاّ اللہُ تُفلِحُوْن** اے لوگو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلو کامیاب ہوجاؤ گے۔ اس کلمہ میں آخر کیا ایسی چیز تھی کہ آپ کو امین صادق کہنے والے آپکی جان کے دشمن ہوگئے اور آپ پر الزامات کی بوچھاڑ کردی۔ حالانکہ آج لاکھوں مسلمان اس کلمہ کی دعوت دے رہے ہیں اور کفار بھی زیادہ طاقتور ہیں، لیکن اسکے باوجود کلمہ کی دعوت سن کر کافر کوئی مخالفت نہیں کرتے، اپنے ملکوں میں اسکی پابندی نہیں لگاتے، اس کلمہ کی دعوت دینے والوں پر بم نہیں برساتے انکو پکڑ کر جیلوں میں نہیں ڈالتے........حالانکہ کفر کفر ہے اور اسلام اسلام ہے۔ قیامت تک یہ ایک نہیں ہوسکتے اور دونوں کا مزاج ایک دوسرے سے الٹ ہے، کہ ایک دوسرے کو برداشت بھی نہیں کرسکتے۔ آیئے قرآن وسنت کی روشنی میں اس راز کو جاننے کی کوشش کریں کہ آخر اس سب کی وجہ کیا ہے؟ کافروں کو رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کیوں ہوگئی؟ وہ آپ ﷺ کی دعوت کے دشمن بن گئے یہاں تک کہ آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا اور آپ ﷺ کے صحابہ کو اس دعوت کی پاداش میں سخت اذیتوں سے دوچار کیا۔

کلمہ کا مفہوم

کلمہ کی ترکیب:۔ اس کلمہ کے پہلے حصہ **لا الٰہ** ہے، جس میں اللہ کے علاوہ تمام معبودوں اور نظاموں کو ختم کرنے کی دعوت ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی نظام، قانون، آئین اور حاکمیت کسی کی نہیں چلے گی۔ جبکہ دوسرے حصہ **الا اللہ** میں سارا کا سارا دین صرف اللہ کے لئے کرنے کی دعوت ہے جسکو اسلامی نظام یا خلافت کہتے ہیں۔ الٰہ کی تعریف:۔ **قال الامام الراغب الاصفھانی: والٰہ جعلوہ اسماً لکل معبود لھم، وسمو االشمس الاھۃ لاتخاذھم ایاھا معبودا..........فالالٰہ علیٰ ھٰذا ھو المعبود (المفردات فی غریب القرآن ج: ۱ ص: ۲۱)** ترجمہ:۔ امام راغب اصفہانیؒ نے

''رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے خلافتِ عامہ کے لئے مبعوث فرمایا اور آپکے دین کو تمام دینوں پر جہاد کرنے اور سامان جہاد تیار کرنے سے غلبہ حاصل ہوسکتا ہے۔'' (حجۃ اللہ البالغہ)

فرمایا: اپنے ہر ایک معبود کا نام انہوں (کفار) نے معبود رکھدیا تھا، اور سورج کا نام بھی الٰہ رکھا تھا کیونکہ انہوں نے اسکو بھی معبود بنالیا تھا. چنانچہ یہ الٰہ وہ چیز ہے جسکی عبادت کی جائے. **وقال ابن جریر طبری رحمه الله :فی تفسیر قوله تعالیٰ،ما تعبدون من بعدی : ای ای شئی تعبدون من بعد وفاتی ؟قالو نعبد الٰهک یعنی به:نعبد معبودک الذی تعبده واله اٰبائک ابراهیم واسمٰعیل واسحٰق الها واحدا ونحن له مسلمون(البقره)** ترجمہ:۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں کو جمع کرکے پوچھا **:ماتعبدون من بعدی** کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے، تو ان (بیٹوں) نے کہا: ہم آپکے الٰہ اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے الٰہ کی عبادت کریں گے علامہ ابن جریر طبریؒ نے بھی یہاں الہ کے معنی معبود سے کئے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: **الالٰه هو المعبود المطاع فهو اله بمعنیٰ مالوه()** ترجمہ: الہ معبود اور جسکی پیروی کی جائے (اللہ کے مقابلے میں) سووہ الہ ہے جو معبود کے معنیٰ میں ہے۔ ابن قیمؒ نے فرمایا: **الاله هو الذی تأله القلوب محبة واجلالاوانابة واکراما وتعظیما وخوفا ورجاء وتوکلا()** ترجمہ: الہ وہ جسکے ساتھ دل اٹکے رہیں، محبت وبڑائی میں، انابت واکرام میں، خوف، امید اور توکل میں۔ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ نے الہ کی تعریف یوں فرمائی ہے: ''آج تو اعتماد کررہا ہے اپنے نفس پر، مخلوق پر، اپنے دیناروں پر اپنے درہموں پر، اپنی خرید وفروخت اور اپنے شہر کے حاکم پر، ہر چیز جس پر کہ تو اعتماد کرے وہ تیرا معبود ہے، اور وہ شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے وہ تیرا معبود ہے، اور ہر وہ شخص جس پر نفع ونقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ ہی اس کے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے، تو وہ تیرا معبود ہے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول)

عبادت کس کو کہتے ہیں؟

''علامہ ابن کثیرؒ سورۃ فاتحہ کی آیت **ایاک نعبد وایاک نستعین**' کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **''قال الضحاک عن ابن عباس :ایاک نعبد یعنی: ایاک نوحد ونخاف ونرجو یا ربنا لا غیرک** ترجمہ: امام ضحاکؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے: یعنی (اے اللہ) ہم صرف آپ ہی کو ایک مانیں گے، اور صرف آپ ہی سے ڈریں گے، اور صرف آپ ہی سے امید رکھیں گے، آپ کے علاوہ (نہ کسی کو ایک مانیں گے، نہ ڈریں گے اور نہ امید رکھیں گے) علامہ ابن جریر طبریؒ نے اسکی تفسیر میں فرمایا: **عن ابن عباس قال: قال جبریل لمحمد ﷺ :قل یا محمد :ایاک نعبد : ایاک نوحد ونخاف ونرجو یا ربنا لا غیرک** اس سے معلوم ہوا کہ جس مسلمان میں یہ تین باتیں ہونگی وہی اپنے اس دعوے میں سچا ہوگا کہ وہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے۔ اس ڈر اور خوف سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے کسی بھی حکم کو کسی غیر اللہ کے خوف سے چھوڑے گا نہیں۔ اگر چہ اس حکم کو کرتے ہوئے طبعی طور پر اسکو ڈر محسوس ہو رہا ہو لیکن اسکے دل میں اللہ کا ڈر اتنا زیادہ ہے کہ وہ کسی اور کے ڈر کی پروانہیں کر رہا بلکہ اسکے مقابلے پر آرہا ہے۔ چنانچہ طبعی خوف کے ہوتے ہوئے کوئی اللہ کا حکم بجالائے تو اسکو دوہرا اجر ملتا ہے۔ لیکن جو لوگ شریعت کے دشمنوں (کافر ومرتدین) کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی دو تہائی شریعت کو پیٹھ پیچھے ڈال چکے، جیل جانے اور نوکریاں چھوٹ جانے کے خوف سے جہاد میں شریک نہیں ہوتے، دو وقت کی روٹی کی خاطر ظالموں، اللہ کے باغیوں، اور محمد ﷺ کی روحانی بیٹیوں کو زندہ جلانے والوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور انکے لئے دعائیں کرتے ہیں انکی تعظیم کرتے ہیں، ایسے لوگ ہر نماز میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر اللہ ہی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے حکمرانوں، اپنی فوج اور کفارِ عالم کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ اللہ کے مقابلے میں جس کو بھی پوجا جائے وہ ایک ''بت'' ہے، جسکو قرآن کی اصطلاح میں طاغوت کہا جاتا ہے۔ طاغوت کی تعریف:۔ علامہ آلوسیؒ نے فرمایا: **کل ما عبد من دون الله (روح المعانی)** ہر وہ چیز جو اللہ کے مقابلے میں پوجی جائے۔ **قال النوویؒ: قال اللیث وابو عبیدة والکسائی وجماهیر اهل اللغة: الطاغوت کل ما عبد من دون الله (المنهاج شرح صحیح مسلم بن حجاج ج:۳ ص:۱۸)** امام نوویؒ نے فرمایا: لیث، ابوعبیدہ، کسائی اور جمہور اہل لغت نے کہا: ہر وہ شخص یا چیز طاغوت ہے جسکی (اللہ کے علاوہ) عبادت کی جائے۔ امام راغب اصفہانیؒ ''مفردات'' میں طاغوت کی ایک تعریف یہ کی ہے: **الصارف عن طریق**

ایسے لوگ ہر نماز میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر اللہ ہی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے حکمرانوں، اپنی فوج اور کفارِ عالم کی عبادت بھی کرتے ہیں۔

الــــخیــــــر ''خیر کے راستے سے پھیر دینے والا (المفردات ص:۳۰۵ دار المعرفہ لبنان) قال الجوھری والطاغوت الکاھن والشیطان وکل رأس فی الضلال (بحوالہ فتح القدیر ج: ص ۲۷۵)

ترجمہ:۔علامہ جوہریؒ نے فرمایا'' کاہن، شیطان اور ہر گمراہی کی سرپرستی کرنے والا طاغوت ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے طاغوت کے معنیٰ شیطان کے کئے ہیں۔واضح رہے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ شیطان جس طرح جنّات میں ہوتے ہیں اسی طرح انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔اسی لئے بعض مفسرین نے ہر اس شخص کو طاغوت کہا ہے جسکو اللہ کے مقابلے میں پوجا جائے یا اللہ کی نافرمانی میں جسکی اطاعت کی جائے۔چنانچہ مذکورہ آیت میں جن صحابہ نے یہودی سردار کعب بن اشرف کو طاغوت کہا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ کعب بن اشرف کے پاس لوگ اپنے فیصلے لیکر جاتے تھے جو اپنی رائے سے فیصلہ کرتا اور ہر وہ شخص، یا ادارہ جو اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر اپنے قانون یا رائے سے فیصلہ کرے وہ طاغوت (ایک بت) ہےلہٰذا جن مفسرین نے کعب بن اشرف کو طاغوت کہا انکے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان میں کوئی تضاد نہیں۔کیونکہ کعب بن اشرف بھی ایک شیطان تھا۔چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:''وھو قول قوی جدا، کہ یہ بہت مضبوط قول ہے کیونکہ اہلِ جاہلیت جتنے کام بھی کرتے تھے یہ (طاغوت کی شیطان والی تعریف) سب پر صادق آتی ہے، مثلا بتوں کی پوجا، اپنے فیصلے ان بتوں کے پاس جا کر کرنا، ان سے مدد مانگنا''امام فخرالدین رازیؒ 'تفسیر رازی'' میں فرماتے ہیں:''تحقیق یہ ہے کہ جن چیزوں کی وجہ سے (اللہ سے) سرکشی پھیل رہی ہو تو ان چیزوں کو ہی سرکشی کا سبب قرار دیدیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: رب انھن اضللن کثیرا من الناس .سورہ ابراھیم) آسان الفاظ میں طاغوت کی تعریف یہ ہے کہ ہر وہ شخص، لیڈر یا چیز (اللہ کے علاوہ) جو گمراہی کا سبب بنے، حق کے راستے سے ہٹائے (مثلا بت، مزارات، جادوگر، نجومی، ایسا گمراہ حاکم جو گمراہی کی سرپرستی کی، ایسا قائد جو مسلمانوں کو کتاب وسنت کے راستے سے ہٹا کر کسی اور کے راستے پر ڈالے، کتاب اللہ کے علاوہ کوئی بھی آئین، عدالت، آئین ساز اسمبلی جہاں انسان آئین سازی کرتے ہوں یہ سب طاغوت ہیں)، جسکی عبادت کی جائے وہ طاغوت ہے۔عبادت کی تعریف پیچھے گذر چکی ہے۔جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اللہ کے مقابلے میں یا اس کے ساتھ جسکو بھی شریک بنایا جائے گا وہ طاغوت ہے خواہ وہ کوئی ایک انسان ہو یا جماعت یا ادارہ، یا بے جان چیز، درخت، پتھر بت وغیرہ۔اسی طرح ہر وہ طاغوت ہے جو اللہ تعالیٰ کے بنائے قانون کے مقابلے میں خود قانون سازی کرے، یا اللہ کے قانون کو اس بات کا پابند کرے کہ جب اسکی آئین ساز اسمبلی اس بل کو منظور کرے گی تب وہ حکم (الٰہی) آئین کا حصہ بنے گے اس سے پہلے ہم اسکو آئین کا حصہ نہیں مانیں گے اور نہ ہی ہماری عدالتیں اسکے مطابق فیصلہ کریں گی، یا کوئی شخص انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے کرے تو وہ طاغوت ہے۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں''اور اسی لئے ایسے حاکم کو جو اللہ کی کتاب کے بغیر فیصلہ دے طاغوت کہا گیا ہے۔(کتب ورسائل وفتاویٰ ابن تیمیہ ج: ۲۸ص: ۲۰۱)

کتاب اللہ کے علاوہ کوئی بھی آئین، عدالت، آئین ساز اسمبلی جہاں انسان آئین سازی کرتے ہوں یہ سب طاغوت ہیں

جمہور اہل لغت نے کہا: ہر وہ شخص یا چیز طاغوت ہے جسکی (اللہ کے علاوہ) عبادت کی جائے۔

نوٹ

مولانا عصمت اللہ معاویہ حفظہ اللہ کی تقاریر، بیانات، دروس، آڈیو، ویڈیو کے لیے انٹرنیت پر یہ سب کچھ دستیاب ہے۔پتہ

Www.jhuf.net.com

Www.abna-e-hafsa.blogs spot.com

Facebook@.com

Email ...

Ghazi madia @ gmail.com

Pak ttp @ yahoo.com

مزید آسانی کے لیے Tituter پر مولانا عصمت اللہ معاویہ لکھ کر یہ سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

اھل پاکستان پر جھاد فرض کفایہ یا فرض عین؟

مولانا مصعب شاہ مدظلہ

دشمن کے اچانک حملے کی صورت میں دفاع کرنا ہر ایک کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔خواہ عورت غلام،بچہ ھی کیوں نہ ھو۔شوھر، آقا یا قرض خواہ انھیں نکلنے سے منع بھی کریں۔تب بھی نکلیں گے

دور حاضر میں موجودہ حالات کے پیش نظر دین کا ادنیٰ فہم رکھنے والا بھی بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔کہ مسلمانانِ پاکستان کے لئے جہاد کا کیا حکم ہے۔اس لئے کہ جب چور گھر کی چار دیواری کے اندر اور باہر کھڑے ہوں تو یہ سمجھنا مشکل نہیں کے گھر کا دفاع کرنا ہے یا نہیں۔یہی صورت حال پاکستان کی بھی ہے۔دو طرح کے لوگ اہل اسلام کو مٹانے کیلئے حملہ آور ہیں۔(۱) خارجی دشمن۔(۲) داخلی دشمن (۱) خارجی دشمن امریکہ اور اسکے اتحادی ۔جنہوں نے اپنے تمام عسکری اور مادی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے افغانستان جیسے کمزور ترین اور پسماندہ ترین ملک کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔جو کہ بے بس کمزور اور نہتے اپنی جانیں دے رہے ہیں اور یہی حالات مقبوضہ کشمیر کے ہیں۔مسالک اربعہ میں کسی کے نزدیک بھی ایسے حالات پیدا ہو جانے سے جہاد کے فرض عین ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔کہ جب کسی علاقے میں کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوں اور وہاں کے مسلمان کمزور ہوں یا سستی کرتے ہوں ان (کفار) پر ہتھیار اٹھانے میں۔تو ساتھ والے علاقے کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے،بغیر کسی شرط کے۔حتیٰ کہ مسلمانوں کے دین و دنیا پر حملہ آور دشمن کے مقابلے میں اگر مسلمان کمزور یا سستی کرتے ہوں۔تو قریب کے مسلم ممالک پر پھر یوں ہی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔تو اہل پاکستان پر افغان مسلمانوں کے دفاع کیلئے لڑنا فرض ہے۔بالترتیب مسالک اربعہ کی کتب کے حوالے پیش خدمت ہیں۔

> ان کے ارد گرد بسنے والے لوگوں پر جہاد نماز و روزے کی طرح فرض عین ہوجاتا ہے۔اور اسے ترک کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔اور پھر فرضیت کا یہ دائرہ اس کے بعد اور اسکے بعد والوں پر حسب ضرورت پھیلتا چلا جاتا ہے۔یہاں تک کہ اسی تدریج سے بڑھتے ہوئے مشرق و مغرب میں بسنے والے ہر ایک پر فرض ہو جاتا ہے۔

احناف کی رائے۔

اگر دشمن کسی بھی سرحدی علاقے پر حملہ آور ہو جائے تو (وہاں کے رہنے والوں پر) جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔اسی طرح ان کے قرب و جوار والوں پر بھی جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔البتہ جو لوگ ان سے پیچھے دشمن سے فاصلہ پر بستے ہوں تو جب تک ان کی ضرورت پیش نہ آئے ان پر جہاد فرض کفایہ ہی رہتا ہے۔اور اگر کسی بھی وجہ سے ضرورت پڑ جائے مثلاً جس علاقے پر حملہ ہوا ہے اس کے قرب و جوار میں رہنے والے لوگ دشمن کے خلاف مزاحمت کرنے میں کفایت نہ کرتے ہوں۔یا کافی تو ہوں لیکن سستی کرتے ہوں۔تو ان کے ارد گرد بسنے والے لوگوں پر جہاد نماز و روزے کی طرح فرض عین ہو جاتا ہے۔اور اسے ترک کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔اور پھر فرضیت کا یہ دائرہ اس کے بعد اور اسکے بعد والوں پر حسب ضرورت پھیلتا چلا جاتا ہے۔یہاں تک کہ اسی تدریج سے بڑھتے ہوئے مشرق و مغرب میں بسنے والے ہر ایک پر فرض ہو جاتا ہے۔

(حاشیہ فتاویٰ شامی ۳/۲۳۸) اس طرح کی عبارات دیگر کتب میں بھی ہیں ،بوجہ طوالت اُن کے صرف حوالے لکھے گئے ہیں۔(فتح القدیر ۱۹۱/۵)،(ھدایہ)،(دار الحکام)

مالکیہ کی رائے

دشمن کے اچانک حملے کی صورت میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔مصنفؒ فرماتے ہیں۔کہ دشمن کے اچانک حملے کی صورت میں دفاع کرنا ہر ایک کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔خواہ عورت،غلام،بچہ ہی کیوں نہ ہو۔شوہر، آقا یا قرض خواہ انہیں نکلنے سے منع بھی

کریں۔تب بھی نکلیں گے۔(حاشیہ دسوقی ۲/۱۷۴) دیگر کتب کے حوالے (مختصر خلیل)،شرح خرشی) ،(علیش شرح خلیل)،تاج واکلیل)

شافعیہ کی رائے

فرض عین جہاد کے متعلق لکھتے ہیں۔ جب کبھی دشمن نے مسلم اراضی کو عبور کر لیا۔خواہ بیابان ہو یا اجاڑ زمین،یا کسی مسلمان کو قیدی بنالے جسکی رہائی کی امید ہے(قتل نہ کیا گیا ہو) تو ہر صاحب قوت پر متعین ہو جائیگا۔معاملے کی سنگینی کے سبب ہر مکلّف پر جہاد فرض عین ہوجائے گا۔ ہر اس پر جس کی قوت سلامت ہو۔(یعنی اعضاء سلامت ہوں)(شرح بهجه) دیگر کتب کے حوالے۔(اسنی المطالب از زکریا انصاری)،(تحفۃ المحتاج)،(نھایۃ المحتاج ۵۸/۸)

حنابلہ کی رائے

عدوّ ان (مسلمانوں) کے علاقے کا گھیراؤ کرے یا دور والوں کی احتیاج پیدا ہوجائے یا کافر اور مسلمان صف کی مڈ بھیڑ ہو۔یا جسے' نفیر عام'(ایسا دفاع جو سب نے اجتماعی طور پر کرنا ہے) بلانے کا اختیار ہو،اس کے بعد(پیچھے رہنے کا) کوئی عذر معتبر نہیں رہتا یعنی ان پر جہاد فرض عین ہوجاتا ہے۔(کشاف القناع) دیگر کتب کے حوالے ۔(المغنی ابن قدامہ)،(سیاسہ شرعیہ از ابن تیمیہؒ)،(فتاوٰی کبرٰی)

سوال: عام طور پر ملحدین کی طرف سے یہ سوال اٹھا جاتا ہے۔کہ امام کے بغیر جہاد کیسے؟؟؟

جواب: (۱) عقلی جواب۔جہاد نماز،روزے کی طرح ایک فرض ہے۔اس کیلئے کسی کا ہونا یا نہ ہونا عذر نہیں کہ اگر امام نہ ہو تو نماز ساقط نہیں ہوتی۔فرائض کی ادائیگی کی کوئی ایسی شرط معتبر نہیں۔اس شرط کا تعلق فرض کفایہ کے ساتھ ہے۔نہ کہ فرض عین سے۔والد کی اطاعت تب ضروری ہے جب والد ہو۔اسی طرح امام کا ہونا بھی تب ہی ہے جب موجود ہو۔ یہ عذر اس لئے بھی معتبر نہیں کہ پوری دنیا میں جتنے بھی مجاہدین امراء ہیں وہ امیر المومینین (ملا عمر مجاہد حفظہُ اللہ) کے ہاتھ پر بیعت کئے ہوئے ہیں ۔چاہے حاضری کے ساتھ یا غائبانہ طور پر ۔

(۲) تحقیقی جواب! شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی خاص شخص مسلمانوں کو یہ کہہ کر پکارے۔کہ آؤ جہاد کیلئے۔مقصود یہ ہے کہ ایسی حالت پیدا ہوجائے جو تنفیر کا تقاضا کرتی ہو۔پس جب کافروں نے اسلامی ملکوں (پر حملے) کا (صرف) قصد کیا ہو اور مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی شروع ہوگئی تو جہاد فرض ہوگیا۔اور جب دشمن کی طاقت ان ممالک کے مسلمانوں سے زیادہ قوی ہوں اور ان مسلمانوں کی شکست کا خوف ہوا۔تو یکے بعد دیگرے تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہوگیا۔خواہ کوئی پکارے یا نہ پکارے۔یہی حال تمام فرائض کا ہے۔جب نماز کا وقت آجائے تو خواہ مئو ذن کی صدائے حی علی الصلاۃ سنائی دے یا نہ دے وقت کا آنا وجوب کیلئے کافی ہے۔ (شرح موطا امام مالک،از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) اسی طرح علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں۔ہر وہ شخص جس کے علم میں یہ بات آجائے کہ مسلمان اپنے دشمن کے مقابلے میں کمزور ہیں۔اور وہ یہ جانتا ہو کہ ان تک پہنچنا اور مدد کرنا ممکن ہے۔تو اس (تنہا) پر فرض ہوگا کہ انکا ساتھ دینے کیلئے (چاہے اسے کوئی پکارے یا نہ پکارے) نکل پڑے ۔(فتح الباری: ۶/۳۰)

(۲) داخلی دشمن

اہل پاکستان اور مسلمانوں کا دوسرا داخلی دشمن ہے۔اور وہ پاکستان کی حکومتیں،فوجی اور خفیہ ادارے ہیں۔جنہوں نے اولیاء کفار ہونے کا سب سے بڑھ کر ثبوت دیا۔اور اپنے قول سے اس بات کے اقراری ہیں۔اور کئی مرتبہ یہ جملے کہہ بھی چکے ہیں۔کہ ہم امریکہ (یعنی صلیبیوں) کے فرنٹ لائن اتحادی (صف اول) کے لوگ ہیں۔اور اپنے فعل سے بھی بھر پور گذشتہ دس سالوں سے پورا تعاون کر کے یہ بات ثابت کر چکے اور کر رہے ہیں۔اور کفار کو افغانستان میں لڑنے کیلئے پاکستان کا تعاون ہی اصل ہے۔ورنہ امریکہ یہ جنگ کبھی بھی نہیں لڑ سکتا۔سینکڑوں مجاہدین کو پاکستان کے خفیہ اور سیکورٹی اداروں نے پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا۔درجنوں مجاہدین کے خاندانوں،عورتوں،بچوں اور بوڑھوں کی گرفتاری کر کہ نہ صرف امریکہ کے حوالے کیا،بلکہ ان کی بے انتہا آبرو ریزی بھی کی گئی۔مجاہدین کی جتنی بھی قیادت گرفتار یا شہید ہوئی۔اسمیں پاکستانی سیکورٹی اداروں اور حکومتوں کا بنیادی کردار ہے۔جس کا اعتراف یہ لوگ خود کرتے ہیں۔

نیا سلسلہ

اس کے بعد اس ملک کے شہریوں کو قتل کرنا شروع کر دیا گیا۔اور پاکستان کے مختلف قبائیلی علاقوں اور سوات وغیرہ اب تک کئی ہزار مسلمانوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔جو صلیبی جنگ کا ایک تسلسل ہے۔چھ سو 600 کے قریب مساجد اور درجنوں مدارس کو شہید کیا جا چکا ہے۔صرف سوات اور اسکے اطراف کی دو سو200 سے زائد مساجد شہید اور ہزاروں قرآن واحادیث کے نسخے جلائے جا چکے ہیں۔جو کہ شعائر اللہ کھلی توہین ہچھ سو 600 کے قریب مساجد اور درجنوں مدارس کو شہید کیا جا چکا ہے۔صرف سوات اور اسکے اطراف کی دو سو200 سے زائد مساجد شہید اور ہزاروں قرآن واحادیث کے نسخے جلائے جا چکے ہیں۔جو کہ شعائر اللہ کھلی توہین ہے

اب بھی صرف سوات اور اس کے اطراف کی تقریباً ساڑھے تیرہ سو 1350 خواتین پاکستانی خفیہ اور سیکورٹی اداروں مختلف جیلوں اور خفیہ سیلوں میں موجود ہیں۔ جہاں انکی آبرو ریزی تک کی جاتی ہے۔ اسی طرح پاکستان کے ہزاروں مسلمان اس امریکی جنگ میں ان پاکستانی خفیہ خانوں میں پڑے ہوے ہیں ،جنہیں ہر آئے دن شہید کر کر کے مختلف جگہوں پر پھینک کر یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ دہشتگرد مقابلے میں مارے گئے۔ یہ وہ چند باتیں تھی۔ جو ذکر کردی گئی۔ کہ یہ لوگ صلیبی جنگ میں تعاون کرنے میں کس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ ورنہ ان کے ہزاروں کرتوت یا تو خفیہ ہیں، یا پھر طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیے گئے جب کفار کا تعاون اس حد تک پہنچ جائے۔ تو پھر ایمان باقی نہیں رہتا بلکہ یہ کفر وارتداد کی اعلیٰ ترین قسم ہے جس پر قرآن پاک کی درجنوں آیات اور احادیث اور فقہاء کے اقوال موجود ہیں۔ لیکن بوجہ طوالت صرف ایک آیت اور مفسرین کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں

يـاَأَيُّهـا الـذِّيْنَ امَنُوْ لاَ تَتَّخِذُوا الْيُهُوْدَ وَالـنَّصَـارٰى اَوْلِيَـآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَـآءَ بَـعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: اے ایمان والوں! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں جو کوئی بھی انہیں اپنا ساتھی بنائے گا وہ انہی میں سے ہے۔ امام ابوبکر جصاص حنفی ؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ **انمـا الـمراد احد الوجهين :ان كـا ن الـخـطـاب للمسلمين فهوا اخبـار بـانـه كـافـر مثلهم بموالات ايـاهم** ۔ (ترجمہ) اگر یہاں خطاب مسلمانوں کو ہو تو یہ آیت ہمیں بتلاتی ہے۔ کہ جو مسلمان کفار کا ساتھ دے وہ انہی کی طرح کافر ہو جاتا ہے۔ اسی آیت کی تفسیر میں امام قرطبی ؒ فرماتے ہیں۔ **﴿وَمَـنْ يَتَـوَلَّـهُـمْ مِنْكُم﴾ اى يعضدوهم علـى الـمـسـلـمين ﴿فانه منهم﴾ بيَّنَ تـعـالـىٰ ان حكمه كحكمهم** (اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں دوست بنائیگا) یعنی مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے۔ (تو وہ انہی میں سے ہیں) یعنی ااس کا اور یہود و نصاریٰ کا (شرعی حکم) ایک جیسا ہے۔ امام طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ (آیت: **فـانه منهم**) وہ انہی میں سے ہے۔ (تفسیر: **فهـو مـن اهل دينيهم و ملتهم**) ترجمہ: وہ انہی (یہود و نصاریٰ) کے دین و ملت پر ہیں۔ امام مظہری حنفیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ آیت: **فانه منهم۔** تفسیر **يعني كافر و مـنـافـق** (ترجمہ: یعنی وہ کافر اور منافق ہے۔) اسی طرح اگر ملک کے نظام پر غور کیا جائے۔ یہ نظام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ کی اکثریت جو چاہے وہ کرسکتی ہے۔ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرے۔ جیسا کہ ماضی میں حقوق نسواں کے نام سے زنا کو حلال کرنا اور حدود اللہ میں تبدیلی وغیرہ۔ اسی طرح شریعت کا استہزاء یا اسے رد کرنا اکثریت کیلئے کھلی اجازت ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ اگر چند لوگوں نے شریعت کے نام سے کوئی بل پیش کیا۔ تو ماضی میں بھی اس کی کئی مثالیں گزر چکی ہیں۔ کہ اکثریت نے اس قانون الٰہی کو رد کر دیا۔ ڈیسک اور تالیاں بجا کر اس کا انکار اور استہزاء کیا اور اس پر مختلف کفریہ کلمات کسے گئے۔ اور یہی حالت ان عدالتوں کی بھی ہے۔ ان چند امور کا جائزہ شریعت کی روشنی میں مختصر پیش کیا جاتا ہے۔

”رد الـنـصـوص بـان ينكر الاحكام التى دلّت عليها النصوص القطعيه مـن الـكـتـاب والسنة كحشر الاجساد مثلا كـفر لكونه تكذيباً صريحاً للّٰه تـعـالـىٰ و رسـولـه عليه السلام۔۔۔ ۔۔۔واستـحـلال الـمـعـصية صـغيرة كـانت او كبيرة كفر۔۔۔۔ولاستهانة بهـا كـفـر والا ستهزاء على الشرعية كـفــر لان ذالك مــن امــارت التـكـذيـب۔۔۔۔او سـخـر بـاسم من اسـمـآئه او بـامـر من اوامره او انكر وعـده و وعـيـده يـكـفـر۔۔۔وكـذا لو ضحـک عـلى وجـه الرضا فى من تكلم بالكفر۔۔۔۔وكذا لو جلس على مكان مرتفع وحوله جماعة يسئلونه مسـائـل يـضـحـكـونه و يضربونه بـالـوسـائـد يكفرون جميعاً وكذا لو اطـلـق كـلـمة الـكـفـر استخفافاً لا اعـتـقـادًا ۔ شرح العقائد صفحہ: ۲۰۲۔۲۰۱۔۲۰۰۔

ترجمہ: نصوص (شرعیہ) کا رد کرنا اس طور پر کہ احکامات کا انکار کرنا جن پر کتاب وسنت کے نصوص قطعیہ دلالت کرتے ہیں۔ (مثلاً حشر اجساد) کو رد کرنا کفر ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ اس کے رسول ﷺ کی واضح تکذیب ہے۔۔ گناہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ حلال سمجھنا کفر ہے۔۔۔ اور شریعت کا مذاق کفر ہے۔ اس لئے کہ یہ (شریعت) کو جھٹلانے کی علامات میں سے ہے۔۔ یا اللہ کے ناموں میں کسی نام یا احکام میں سے کسی حکم کا انکار، یا وعدہ یا وعید کا انکار کرے۔ تو وہ کافر ہوگا۔۔۔ اور اسی طرح ایسے آدمی پر ہنسنا جس نے کلمہ کفر کہا۔ یہ بھی کفر ہے۔ (بطور مثال) اسی طرح اگر ایک بلند جگہ پر بیٹھے (آدمی) جس کے ارد گرد لوگ جمع تھے اور اس سے سوالات پوچھ رہے تھے۔

اس پر ہنستے اور ٹھٹھے مارتے ہیں۔تو ان سب کی تکفیر کی جائے گی۔اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جائیگا جس نے کلمہ کفر معمولی سمجھتے ہوئے کہا۔نہ کہ اسکا عقیدہ یہ ہو۔(شرح عقائد) امام شامیؒ فرماتے ہیں۔(جب زبان سے کلمہ کفر کہنے والا تصریح کرے کہ میری مراد وہی ہے جو کہ موجب کفر ہو۔تو وہ کافر ہوجائے گا۔تو کوئی تاویل معتبر نہ ہوگی۔(کفر سے نہیں بچا سکتی)۔(شامی ج ۳ صفحہ ۳۹۳)،(البحر الرائق)،(البزازیہ)،(اکفار الملحدین از انور شاہ کشمیریؒ) جو شخص زبان سے کلمہ کفر کہتا ہے خواہ ہنسی مذاق کے طور پر ہو یا کھیل تفریح کے طور پر۔یہ شخص سب کے نزدیک کافر ہے۔اسمیں اسکی نیت یا عقیدے کا کوئی اعتبار نہیں (اس لئے کہ یہ دین سے استہزاء ہے۔جو خود موجب کفر ہے)(بحر الرائق)،(ردالمختار،شامی ج ۳ اور جو شخص اپنی مرضی سے کلمہ کفر کہے وہ کافر ہے۔اگر چہ اسکے دل میں ایمان ہو اور عنداللہ بھی وہ مومن نہ ہوگا۔(فتاوی ہندیہ ج ۲ ص ۲۳)،(جامع الفصولین میں بھی یہی لکھا ہے) عمادیہ میں اس مسئلے کو محیط کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔(**ولقد قالوا کلمة الکفر بعد الاسلامھم**) ترجمہ:بے شک ان لوگوں نے کلمہ کفر کہا اسکی وجہ سے وہ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔(اکفار الملحدین ص ۱۹۴) حالانکہ ان لوگوں نے ہنسی اور دل لگی کا عذر پیش کیا تھا۔"**کنا نحوض و نلعب**" مگر اللہ پاک نے اسے رد فرمایا۔"**ابا للّٰہ و بآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن**" اور مذکورہ بالا آیات میں کافر ہونے کا حکم لگا دیا اس لئے کہ استہزاء بالدین خود موجب کفر ہے۔(حاشیہ الکفار الملحدین ص ۱۹۶) واضح رہے۔کہ جب حکمران حد کفر کو پہنچ جائے تو بالاجماع وہ حکمرانی کے حق سے معزول ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔**لن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔** اور مسلمانوں کا اس کے خلاف لڑنا واجب ہو جاتا ہے۔چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔**اجمعوا علی ان الا مامة لا تنعقد لکافر لو طراء علیه الکفر انعزل و کذا لو ترک اقامة الصلاة و دعاء الیھا و کذا البدعة**

ترجمہ:اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کوئی کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں بن سکتا اور اگر حاکم بننے کے بعد کفر کا ارتکاب کرے تو معزول قرار پائے گا۔اسی طرح اگر وہ نماز قائم کرنا اور اس طرف بلانا چھوڑ دے یا بدعت جاری کرے۔تب بھی اس کا یہی حکم ہے۔(مرقات المفاتیح ص ۳۰۳ ج ۱۱) امام نووی قاضی عیاضؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔**قال القاضی عیاضؒ اجمع العلماء علی ان الامامة لا تنعقد لکافر و علی انه لو طراء علیه الکفر انعزل ،قال :لو ترک اقامة الصلاة و الدعاء الیھاقال القاضی فلو طراء علیه الکفر وتعییر الشرع او بدعة خرج عن حکم الولایة سقطت طاعته ووجب علی المسلمین القیام علیه وخلعه و نصب امام عادل ان امکنھم ذلک فان لم یقع ذالک الا لطائفة وجب علیھم القیام بخلع الکافر۔**

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کوئی کافر مسلمانوں کا امام یا حکمران نہیں بن سکتا اسی طرح اگر امام بننے کے بعد اگر کوئی کافر ہوجائے تب بھی معزول ٹھہرے گا۔نیز اگر وہ نماز قائم کرنا اور اسکی طرف دعوت دینا چھوڑ دے تب بھی معزول قرار پائے گا۔قاضی عیاضؒ مزید فرماتے ہیں۔اگر کوئی حکمران کفر کا ارتکاب کرے یا شریعت میں تبدیلی کرے یا کوئی بدعت جاری کرے تو وہ بطور حکمران باقی نہیں رہ سکتا۔اس کی اطاعت ساقط ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر واجب ہو جاتا ہے کہ اگر وہ قدرت رکھتے ہوں تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔اور اس کی جگہ عادل حکمران مقرر کریں نیز اگر پوری امت میں سے محض کوئی ایک گروہ قدرت رکھتا ہو تو اس گروہ پر واجب ہوگا کہ اس حکمران کو ہٹائے۔

خلاصہ کلام:

ان تمام عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس وقت پاکستان کے اندرونی اور بیرونی دشمن مسلمانوں کے دین و دنیا پر حملہ آور ہیں۔ان کے خلاف پوری پاکستانی مسلم عوام پر فرض ہے۔کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں جہاد کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔

خلاصہ کلام:

ان تمام عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس وقت پاکستان کے اندرونی اور بیرونی دشمن مسلمانوں کے دین و دنیا پر حملہ آور ہیں۔ان کے خلاف پوری پاکستانی مسلم عوام پر فرض ہے۔کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں جہاد کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔

موجودہ و آئندہ حالت اور احکام شرعیہ

قارئین!!! رسالہ نداءِ حق کی کوشش ہے۔ کہ اپنے مؤقف کی پختگی کیلئے اور اس منفی تاثر کے رد کیلئے کہ پاکستان میں احیاءِ خلافت کی تحریک کے محرک اپنے اکابر و اسلاف کی سوچ سے اور مزاج شریعت سے ہم آہنگی نہیں رکھتے۔ نداءِ حق بار بار یہ کاوش جاری رکھے گا۔ کہ اکابرین امت کے ہاتھوں تحریر کردہ اسلامی احکامات، اسلامی نظریات اور فکر اکابر سے ہم آہنگی کا ثبوت اور دلیل پیش کرتا رہے۔ ہم خوش اور مطمئن ہیں کہ ہماری یہ تحریک اکابرین کی ان کوششوں کا تسلسل ہے۔ جو 1857ء کی جنگ آزادی، شاملی کے معرکے، اور بالا کوٹ کے پہاڑوں میں جن تحریکوں کے نشانات ملتے ہیں۔ آئیے!!! یہاں مولانا ابو الکلام آزاد کے ایک روح پرور مضمون کو پڑھ کر موجودہ حالات اور شرعی احکامات کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

(۱) جس وقت خلیفۃ المسلمین نے جنگ میں شرکت کی ہے تو برٹش گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا کہ حملہ ان کی جانب سے ہے انگلستان وخلفاء کی جانب سے نہیں ہے۔ لیکن موجودہ حالت بالکل اس کے برعکس ہے یعنی خلیفۃ المسلمین کسی غیر مسلم ملک وحکومت پر حملہ آور نہیں ہیں بلکہ غیر مسلم حکومتیں مسلمان آبادیوں اور خلیفہ اسلام کی حکومت پر قابض ہو رہی ہیں اور خلیفۃ المسلمین پر حملہ آور ہیں پس اگر اس حالت میں تبدیلی نہ ہوئی اور عارضی صلح کے بعد بھی یہی حال رہا تو مسلمانوں کے لیے قطعاً صورت دفاع اور نفیر عام کی پیدا ہو جائے گی جب جہاد ہر مسلمان پر فرض عین ہو جاتا ہے حملہ وہجوم کی صورت نہ ہوگی کہ فرض علی الکفایہ ہو۔ لہذا ہندوستان کے ہر مسلمان کا یہ شرعی فرض ہوگا کہ خلیفۃ المسلمین اور ان تمام اسلامی آبادیوں کی اعانت کے لیے اٹھ کھڑا ہو جہاں سے اسلامی حکومت مٹائی جارہی ہے۔

(۲) یہ حقیقت پہلے سے آشکارا تھی مگر چار سال کی جنگ اور اس نتائج نے آخری درجہ یقین تک ظاہر کر دی کہ نہ تو خلیفۃ المسلمین کی موجودہ طاقت غیر مسلم حریفوں کے مقابلے کے لیے کافی ہے، نہ موجودہ اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی۔ یعنی وہ شکست کھا چکے ہیں اور بعض مقامات کے مسلمانوں کی درماندگی و تباہی غایت درجہ ہلاکت تک پہنچ چکی ہے جیسے ولایت سمرنا وغیرہ کے مسلمان۔ پس اس بنا پر بھی مسلمانان ہند کا فرض شرعی ہوگا کہ ان کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں کیونکہ اگر ایک مقام کے مسلمان دشمن کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے تو دیگر ممالک کے مسلمانوں پر دفاع میں شریک ہونا فرض ہو جاتا ہے۔

(۳) جن بلادِ اسلامیہ پر غیر مسلم دخل وتصرف کرنا چاہتے ہیں یا کر چکے ہیں مثلاً ایڈریانوپل تھریس ایشیائے کوچکے، سمرنا، عراق، فلسطین، ان کے قرب وجوار میں مسلمانوں کی کوئی ایسی جماعت موجود نہیں جو دشمنوں کے دفاع میں مددگار ہو سکے اور اس کی اعانت کی وجہ سے مسلمانانِ ہند بری الذمہ ہو جائیں پس اس بنا پر بھی ساری شرعی ذمہ داری مسلمانانِ ہند کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ جن کی تعداد دنیا کی تمام سلامی آبادیوں سے زیادہ ہے اور جو بہت سی باتوں میں دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے بہتر حالت رکھتے ہیں۔

اس بنا پر بھی ساری شرعی ذمہ داری مسلمانانِ ہند کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ جن کی تعداد دنیا کی تمام اسلامی آبادیوں سے زیادہ ہے اور جو بہت سی باتوں میں دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے بہتر حالت رکھتے ہیں

(۴) عراق کا تمام خطہ دریائے دجلہ تک جزیرہ عرب میں داخل ہے پس اگر انگریزی قبضہ وہاں قائم رہا کسی طرح کا بھی انگریزی اقتدار حکم برداری اور نگرانی کے نام سے حاصل کیا گیا تو یہ صریح جزیرہ عرب پر غیر مسلم اقتدار ہوگا اور از روئے شرع مسلمانانِ ہند کا فرض ہوگا کہ اس اقتدار کو دور کرنے کے لیے حریف کا مقابلہ کریں۔

(۵) بیت المقدس اسلام کے مقامات مقدسہ میں داخل ہے اگر اس پر غیر مسلم اقتدار قائم رکھا جائے گا تو تمام دنیا کے مسلمانوں کی طرح ہندوستانی مسلمانوں کا بھی فرض ہوگا کہ دفاع کے لیے مستعد ہو جائیں۔

(۶) غرضیکہ ہندوستان کے مسلمانوں پر ایک وفادار برٹش شہری کی زندگی بسر کرنا شرعاً جائز ہو جائے گا اور یہ فرائض کی سب سے بڑی کشمکش ہوگی۔ جس میں کوئی انسانی جماعت مبتلا ہو سکتی ہے۔ یعنی بہ مجرد ان حالات کے برٹش گورنمنٹ کی حیثیت از روئے شرع یہ ہو جائیگی۔ کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی حملہ آور دشمن ہے اور اس لئے اس سلوک کے مستحق ہے جو از روئے شرع مسلمانوں کو حملہ آور حریف کے ساتھ کرنا چاہیے۔ جب ایسا ہوا تو مسلمان مجبور ہوں گے

کہ دو راہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں۔یا برٹش گورنمنٹ کا ساتھ دیں یا اسلام کا۔یہ ناممکن ہوگا کہ دونوں تعلق ایک وقت میں جمع کئے جاسکیں۔کیا چھ کروڑ سے زائد انسانوں کو اس کش مکش میں مبتلا کردینا کوئی عاقبت اندیشانہ عمل ہوسکتا ہے؟ فرصت کی آخری گھڑیاں گزر رہی ہیں۔اگر عارضی فتح مندی کا گھمنڈ مہلت دے تو گورنمنٹ اس سوال پر غور کرلے۔ اگر انگلستان کے وزراء (نپولین کے لفظوں میں) وعدہ اس لئے نہیں کیا کرتے کہ وفا کیا جائے تو کم ازکم اس ایک وعدہ کو تو اس اخلاقی کلیہ سے مستثنیٰ کر دینا چاہیے۔جس کو ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کا بنیادی اصول سمجھا جاتا ہے۔یعنی کامل مذہبی آزادی کا وعدہ۔اسی وعدے کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں ہر قوم کی طرح مسلمان بھی روزمرہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ان کی مساجد قائم ہے۔پانچ وقت آذان کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔کوئی حاکم مسلمانوں سے یہ نہیں کہتا کہ نماز نہ پڑھو۔لیکن اگر برٹش گورنمنٹ بلادِ اسلامیہ کے خلاف اپنے موجودہ طرز عمل پر قائم رہی، اس کے جہاز اسلامی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے کردینے کیلئے سمندر میں دوڑتے رہے، اسکی فوجیں عراق کی سرزمیں پر قابض رہیں جو مقدس جزیرہ عرب میں داخل ہے اور ساتھ ہی وہ اسکی بھی متوقع رہی کہ ہندوستان کے بد بخت مسلمان اس کے وفادار بنے رہیں تو اس کی معنی یہ ہوں گے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مذہب کے چھوٹے چھوٹے حکموں میں تو آزادی دینے کیلئے تیار ہے۔لیکن جو احکام اسلام کے بنیادی عقائد ہیں اور انؒ بڑے حکموں میں داخل ہیں۔جن کے ترک کردینے سے مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔ان کیلئے چاہتی ہے، کہ حق وآزادی کا نام بھی زبان پر نہ

بیت المقدس اسلام کے مقامات مقدسہ میں داخل ہے اگر اس پر غیر مسلم اقتدار قائم رکھا جائے گا تو تمام دنیا کے مسلمانوں کی طرح ہندوستانی مسلمانوں کا بھی فرض ہو گا کہ دفاع کے لیے مستعد ہو جائیں

لائیں اور برطانیہ کی وفاداری کی خاطر اپنے اسلام سے باغی ہوجائیں۔وہ مسلمانوں کو آزدی دیتی ہے کہ نماز پڑھیں جو مذہب احکام میں شاخ کا حکم رکھتی ہے۔لیکن ساتھ ہی اسلامی خلافت وامامت پر حملہ آور

وہ نماز پڑھنے میں مداخلت نہیں کریگی جس کے نہ پڑھنے سے مسلمان گناہ گار ہو جاتا ہے۔ لیکن خلیفہ المسلمین کو ان کی حکومت و مملکت سے محروم کر دے گی جن کی مدد نہ کرنے سے مسلمان گناہگار ہی نہیں بلکہ اسلامی جماعت سے خارج ہوجاتا ہے۔

بھی ہے جو شاخ نہیں بلکہ بنیاد اور جڑ کے حکم میں داخل ہے۔وہ نماز پڑھنے میں مداخلت نہیں کریگی جس کے نہ پڑھنے سے مسلمان گناہ گار ہوجاتا ہے۔لیکن خلیفہ المسلمین کو ان کی حکومت ومملکت سے محروم کردے گی جن کی مدد نہ کرنے سے مسلمان گناہگار ہی نہیں بلکہ اسلامی جماعت سے خارج ہوجاتا ہے۔وہ مسلمانوں کو حج کی سفر سے نہیں روکتی کیونکہ یہ انکا مذہبی عمل ہے لیکن خلیفۃ المسلمین کو اپنی فوجی طاقت سے محصور کرکے مجبور کرے گی۔کہ اسلامی مملکتوں کو غیر مسلموں کے حوالے کردیں۔اس وقت مسلمان دفاع کیلئے اٹھیں گے تو کہے گی کہ بغاوت ہے۔پھر کیا دفاع مسلمانوں کا مذہبی عمل نہ ہوگا۔اور کیسا مذہبی عمل؟ ایسا عمل کہ شرعاً ہزاروں حج سے بڑھ کر حج اس کیلئے چھوڑ دیا جاسکتا ہے۔لیکن حج کے خاطر وہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مسلمان ہندوستان کی مسجدوں اور ان کے اندر کی نمازوں کو لے کر کیا کریں گے جن کی اجازت دے دینے پر برٹش گورنمنٹ کی آزادی کو ناز ہے جبکہ شریعت کی وہ احکام ان کے سامنے آجائیں گے جن کی تعمیل ہزاروں نمازوں سے بڑھ کر اور ہزاروں روزوں سے بھی اشد واہم ہے اور جن کی نافرمانی کے بعد نہ تو ان کی نمازیں ہی ان کے لئے سودمند رہیں گے نہ ان کے روزے ہی ان کو نجات دلا سکیں گے۔۔۔

اور کیسا مذہبی عمل؟ ایسا عمل کہ شرعاً ہزاروں حج سے بڑھ کر حج اس کیلئے چھوڑ دیا جاسکتا ہے۔لیکن حج کے خاطر وہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔مسلمان ہندوستان کی مسجدوں اور ان کے اندر کی نمازوں کو لے کر کیا کریں گے جن کی اجازت دے دینے پر برٹش گورنمنٹ کی آزادی کو ناز ہے جبکہ شریعت کی وہ احکام ان کے سامنے آجائیں گے جن کی تعمیل ہزاروں نمازوں سے بڑھ کر اور ہزاروں روزوں سے بھی اشد و اہم ہے

اے مجاہدینِ اسلام

ابن ساریہ

تمہارے پاس موجود قوت وطاقت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ یادرکھو! اس امانت کا تصرّف بھی اُسی کے حکم کے مطابق ضروری ہے۔آپ کے پاس یہ قوت تمہیں تکبرّ رعونت اور فرعونیت کا شکار نہ کردے۔اللہ ربّ العزت سے ڈرتے رہو ظلم سے اپنے ہاتھ روکے رکھو۔کیونکہ تمہارا مظلوم بن کے مر جانا ظالم بن کے جینے سے کہیں بہتر ہے۔

کفار سے تعاون بالاجماع امت ۔۔۔ کفر ہے

انٹرویو

نظرِ ثانی
مفتی عادل شاہ

ادارہ ابناءِ حفصہ کی طرف سے مولانا عصمت اللہ معاویہ حفظہ اللہ سے لیا گیا ایک وِڈیو انٹرویو ہم مفادِ عامہ کے تحت اپنے رسالے میں شائع کر رہے ہیں۔ جسکی پہلی قسط حاضر خدمت ہے۔ مولانا جہادِ کشمیر اور جہادِ افغانستان میں اپنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ وہ دعوت جہاد اور میدان جہاد میں سرگرم رہ چکے ہیں۔ ۲۰۰۷ سے اب تک اہل ہجرت میں سے ہیں۔ پاکستان کی سرزمین پر خلافت اسلامیہ کے احیاء اور امریکی استعمار سے نجات کے داعی ہیں ان سے سخت اور ترش سوالات کے میٹھے اور مدلل جوابات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

س: پاکستان میں آپ برسرپیکار ہیں۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے کیا کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف لڑنا بھی جہاد ہے، اپنے اس عمل کی قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

ج: نحمده و نصلی علی رسوله الکریم-اما بعد فاعوذ بالله من الشیطا ن الراجیم O بسم الله الرحمٰن الرحیم O الذین امنوا یقاتلون فی سبیل الله والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلو ا او لیآء الشیطان انّ کید الشیطان کان ضعیفاً-صدق الله العظیم -

یہ جو آپ کی طرف سے سوال اٹھایا گیا ہے یقیناً یہ عوام کے ایک بڑے حصے کے دل و دماغ میں گردش کرتا رہتا ہے۔ کہ جہاد پاکستان کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے یا یا ہمی فساد و لڑائی ہے اسکی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اکثر لوگوں کے ذہن میں ابھرتا ہے اچھا ہے کہ آپ نے یہ سوال کیا گزارش یہ ہے کہ کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جہاد و قتال تاریخ اسلام میں ہمیشہ نظر آتا ہے۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف صدیق اکبرؓ نے تلوار اٹھائی تو اس وقت بھی یہی سوال اُبھر رہا تھا۔ یہ نماز پڑھتے ہیں، یہ روزہ رکھتے ہیں، یہ حج کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوتے ہیں۔ تو ان کے خلاف کس لئے تلوار اٹھائی جا رہی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے باقاعدہ ان کے خلاف قتال کیا اور فرمایا کہ جس نے اونٹ زکوٰۃ میں دینا ہو نکیل سمیت دینا ہوگا۔ نکیل ساتھ نہ دی تو میں (ابوبکرؓ) اس کے خلاف بھی قتال کرونگا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جنہوں نے نواقص اسلام کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے خلاف تلوار چلائی ہے۔ سیدنا حسینؓ کربلا میں جن لوگوں کے مقابلے میں نکلے وہ مسلمان ہی تھے۔ لیکن جب وہ لوگ حضرت امام حسینؓ کے مقابلے میں جنگ میں

سیدنا حسینؓ کربلا میں جن لوگوں کے مقابلے میں نکلے وہ مسلمان ہی تھے لیکن جب وہ لوگ حضرت حسینؓ کے مقابلے میں جنگ میں آئے ہیں اور حضرت حسینؓ ان کے مقابلے میں لڑے ہیں۔ اور پوری امت مسلمہ کہتی ہے کہ حضرت حسینؓ شہید اور شہداء کے سردار اور مقابلے میں لڑنے والے جہنمی ہیں۔

آئے ہیں اور حضرت حسینؓ ان کے مقابلے میں لڑے ہیں۔ اور پوری امت مسلمہ کہتی ہے۔ کہ حضرت حسینؓ شہید اور شہداء کے سردار اور مقابلے میں لڑنے والے جہنمی ہیں۔ اس طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کے دور میں جو لوگ منصور عباسی کے مقابلے میں تلوار اٹھا رہے تھے۔ تو امام صاحبؒ ان کی تائید کر رہے تھے اور منصور عباسی کے خلاف تو حضرت امام حسینؓ کے پوتے نے بھی تلوار اٹھائی تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ان کی بھی تائید فرمائی۔ تو چلتے چلتے آپ اسلامی تاریخ میں دیکھیں کہ جب افغانستان کی سرزمین پر 1996ء میں جو تحریک شروع ہوئی۔ تو طالبان کن لوگوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔ وہ احمد شاہ محسود، حکمت یار، برہان الدین ربانی وغیرہ تھے۔ تو پاکستان کے تمام علماء نے ان (طالبان) کی تائید کی تو اگر ان کے خلاف لڑنا جہاد تھا تو اب کیا ہوا۔ اب کیوں جہاد نہیں۔ جبکہ اس وقت یہ کہا جا رہا تھا۔ کہ یہ نفاذ شریعت کیلئے جہاد ہے۔ اور یہ ہندو بنیے کے خلاف جہاد سے زیادہ افضل ہے۔ ہمارے علمائے کرام خصوصاً علماء دیوبند کا موقف تھا۔ کہ افغانستان کا جہاد افضل ہے۔ اور کشمیر میں فاروق عبد اللہ، مفتی محبوبہ ٹاسک فورس ہے یہ سب کلمہ گو ہیں۔ اور ان کے خلاف جنگ کو جہاد ہی کہا جا رہا ہے۔ اسی طرح افغانستان میں حامد کرزئی سے جو جنگ جاری ہے اور حامد کرزئی کا ساتھ دینے والے (ملی اردو والے) یا اسکا ساتھ دینے والے وزراء پر جو حملے ہوتے ہیں۔ اسکی بھی پاکستانی علماء تائید کرتے ہیں۔ اسی طرح نور المالکی جو کلمہ گو ہے لیکن امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی ہے۔ جو اس کے خلاف گولی یا تلوار چلتی ہے اسے بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ لیکن جب پاکستان کا معاملہ آتا ہے تو

یہاں آ کر دورنگی اختیار کر لی جاتی ہے۔تو یہ کہا جاتا ہے۔نہیں جناب والا یہ تو کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے۔حالانکہ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ہم جن لوگوں کے خلاف لڑ رہے ہیں وہ اس جہاد میں رکاوٹ ہے جو براہ راست امریکہ کے خلاف ہے تو آپ جب بھی لڑیں گے تو جو آپ کے راستے کی رکاوٹ ہوگی آپ اسے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔تو رکاوٹ تو ہمارے راستے میں پاکستانی اتحادیوں کی ہے۔اور ہم جو جہاد کر رہے ہیں وہ فرنٹ لائن کے مقابلے میں ہے۔ایک شرعی مسئلہ ہے۔اگر (مسلمان) قیدیوں کو دشمن (کفار) فوج باندھ کر لاتی ہے اور مجاہدین کے خلاف نبرد آزما ہوتی ہے۔تو اب اگر مجاہدین گولی چلاتے ہیں جو لوگ مسلمان ہیں، مجبور ہیں، تو اب مجبوری میں انہیں مارا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں۔کہ ان قیدیوں پر گولی چلائی جائے گی اور انہیں قتل کیا جائے گا۔اور نیت ان کے قتل کی نہیں ہوگی۔بلکہ دشمن کے قتل کا ارادہ کیا جائے گا۔تو جو مجبوراً فرنٹ لائن پر آئیں۔انہیں مارنا اگر جہاد ہے، شریعت اسکی اجازت دیتی ہے۔تو جو لوگ از خود بڑے فخریہ اور اعلانیہ انداز میں فرنٹ لائن اتحادی بن جائیں۔تو ان کے خلاف لڑنا جہاد کیوں نہیں ہے؟ یقیناً جہاد ہے۔ہم براہ راست امریکہ سے لڑ رہے ہیں ہمارے راستے میں جو بھی رکاوٹ ہوگا ہم اس سے لڑیں گے۔دوسری بات قرآن مجید نے ایسے لوگوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے یہ بھی آپ کے سوال کا ایک حصہ تھا۔تو اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت نمبر 51 میں فرماتے ہیں۔**یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تَتَّخِذُو الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ۔**

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس بات سے روک رہے ہیں کہ تم کفار کو اپنا ساتھی اور دوست نہ بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔اب قرآن بالکل وضاحت کر رہا ہے **وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ۔** کہ تم میں سے جو بھی ان سے دوستی کریگا۔وہ انہیں میں سے شمار ہوگا۔تو اب قرآن نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا یہ تو تھا آیت کا مفہوم۔اور اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِنْکُمْ** کا مطلب یہ ہے **یعضدھم علی المسلمین** یعنی جو شخص بھی مسلمانوں کے خلاف کافروں کی قوت اور طاقت کسی قسم کی مدد فراہم کرتا ہے۔**فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ** تو وہ انہی میں شمار ہوگا۔گویا اللہ نے بہت بڑی وضاحت کے ساتھ فرما دیا اسکے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جائے گا۔جو یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔جس طرح دنیا میں یہود و نصاریٰ سے دشمنی رکھنا فرض ہے۔اسی طرح اس نام نہاد کلمہ گو مسلمان سے بھی دشمنی رکھنا فرض اور واجب ہے۔جس طرح آخرت میں وہ یہود و نصاریٰ (یہودیت اور عیسائیت پر مرنے کی صورت میں) لازمی طور پر جہنم کی آگ کے مستحق قرار پائیں گے بالکل اسی طرح یہ کلمہ گو نام نہاد مسلمان بھی جہنم کی آگ کا مستحق قرار پائے گا۔الغرض وہ اب ان یہودیوں اور عیسائیوں کی سوسائٹی کا ایک فرد بن چکا ہے۔مفسرین نے بڑی وضاحت کیساتھ یہ بات کہہ دی کہ اگر کوئی کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے مقابلے میں لڑیگا۔تو اس سے ویسے ہی لڑا جائیگا، جیسا کہ ان کافروں سے لڑا جائیگا۔اب جیسا کہ آپ کا سوال ہے اسی طرح کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھے۔وہ لوگ مسلمانوں کے خلاف لڑتے بھی کفار سے تعلق بھی رکھتے اور تعاون بھی کرتے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں بھی کرتے تھے۔اور مسلمانوں کو کہتے کہ ہم مسلمان ہیں۔اور صحابہ میں سے ایک گروہ نے کہا کہ ان خبیثوں کو پکڑو اور مارو ان کے خلاف قتال کرو۔تو کچھ صحابہؓ نے فرمایا۔کہ کیا صرف ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے ان سے لڑیں ان سے لڑنا تو درست نہیں ہے یہ تو کلمہ گو مسلمان ہیں۔نبی کریم ﷺ اس بحث کو سن رہے تھے۔اور اللہ کے محبوب پیغمبر اس معاملے میں خاموش رہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں وحی اتار دی۔اور سورۃ النساء آیت نمبر 89 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔**وَدُّوْ لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْ فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰی یُھَاجِرُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْ فَخُذُوْھُمْ وَقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔**

کہ ان منافقین کی دلی خواہش یہ ہے کہ تم بھی کفر کرو جیسا کہ انہوں نے کفر کیا سو تم برابر ہو جاؤ گے ان کے۔لہٰذا تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ہجرت نہ کریں۔پس اگر وہ اپنے ان کرتوتوں سے باز نہ آئیں اپنے ان اعمال کو نہ چھوڑیں۔تو ان کو پکڑو اور انہیں قتل کرو۔جہاں بھی پاؤ۔تو یہ قرآن پاک کی اس آیت میں یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر کوئی کلمہ پڑھ کر بھی کفار کے ساتھ کھڑا ہے۔تو اللہ کا واضح حکم ہے۔کہ ان کو جہاں بھی پاؤ پکڑو اور قتل کرو۔تو اب نبی پاک ﷺ کے دور میں یہ مسئلہ واضح ہو گیا۔اس آیت کے ماقبل اور مابعد چار آیات میں بالکل وضاحت کر دی کہ جو لوگ کبھی مسلمانوں کو کہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور کبھی

کافروں کے ساتھ مل جائیں اور کبھی کافروں کی معاونت کرنے پر آجائیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔اور ہمارا لڑنا اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔ویسے تو ان لوگوں کے دو چہرے ہیں کبھی مسلمانوں کے ساتھ کبھی کافروں کے ساتھ لیکن اب ان کا چہرہ واضح ہے کہ یہ کفار کے ساتھ ہیں۔اس طرح سورۃ ال عمران کی آیت نمبر 28 میں فرماتے ہیں۔**لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔کہ مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے علاوہ اور جس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔امام شوکانیؒ تفسیر میں فرماتے ہیں۔**ای من ولایته شی من الاشیاء بل هو منسلخ عنه بکل حال**۔یعنی اللہ تعالیٰ سے اسکا کوئی تعلق نہیں،اب وہ مکمل طور پر اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔تو امام شوکانیؒ نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ جو کفار سے دوستی کریگا تو اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔اور امام طبریؒ اسی آیت میں فرماتے ہیں۔**فقد بریء من الله وبری الله منه با تداده عن دینه و دخوله فی الکفر**۔ یعنی جس نے ایسا کیا کفار سے دوستی لگائی اور وہ اللہ سے بری،اللہ اس سے بری اس کے دین سے پھر جانے اور کفر میں داخل ہو جانے کی وجہ سے۔علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔کہ مسلمانوں کی دوستی کے اصل حقدار مسلمان ہی ہیں اور مسلمانوں کی دوستی کی متضاد کافروں کی دوستی ہے۔تو کفار کی جو دوستی اور اعانت کر چکے ہیں ان کی معاونت کیوجہ سے وہ اب دشمنوں کی صف میں دشمن ہیں۔جیسا کہ صاحب ترجمان القرآن کہتے ہیں۔تو پھر ظاہر ہے۔کہ جو کوئی دشمنوں کے ساتھ ہوگا تو وہ دشمنوں میں سے ہی سمجھا جائیگا۔جس طرح جنگ میں دشمنوں سے لڑنا ہے اسی طرح ان سے بھی لڑنا ہے۔یعنی جو کلمہ پڑھ کر کافروں کے ساتھ کھڑے ہیں۔تو ہمارا موقف یہ ہے کہ فقہاء مفسرین اور تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو کوئی کافروں کے ساتھ کھڑا ہوگا اس سے لڑا جائیگا۔اس لئے کہ اب کافروں سے مل جانے اور ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کیوجہ سے اب وہ مسلمان نہیں رہا۔اب ہم جیسے نور المالکی اور کرزئی کے خلاف لڑ رہے ہیں تو پاکستان کے زرداری،گیلانی،کیانی اور کشمیر میں موجود فاروق عبداللہ میں کیا فرق ہے۔جیسا کہ یہ کفار امریکہ یا مشرکین کے ساتھ کھڑے ہیں۔ویسے ہی پاکستانی فوج بھی امریکہ کے ساتھ کھڑی ہے پاکستان کے انٹیلی جنس ادارے،ہوائی اڈے،بندرگاہیں استعمال ہو رہی ہیں پاکستان مکمل شریک ہے۔اگر پاکستان اس جنگ میں شریک نہ ہوتا تو امریکہ ایک سال میں بھاگ جاتا،دس سال سے امریکہ جو اس جنگ میں شریک ہے اسکی وجہ پاکستان ہے۔تو یہ ان کے فرنٹ لائن اتحادی ہیں،جب بھی کوئی گولی چلے گی فرنٹ لائن اتحادی کو لگے گی۔ہم مسلمانوں کے خلاف نہیں لڑ رہے بلکہ ان لوگوں کے خلاف لڑ رہے ہیں جو اپنے عمل سے کفر وارتداد اختیار کر چکے ہیں۔ہم ہر اس شخص سے لڑیں گے جو کفر کا اتحادی ہوگا۔

سوال نمبر 2: جن حملوں میں عوام الناس بازار عوامی مقامات نشانہ بنتے ہیں۔کیا مسلمان عوام کو مارنا جہاد ہے؟

جواب: یقیناً پاکستان میں ایسا جتنا پروپیگنڈا ہو رہا ہے کہ عوامی مقامات پر طالبان حملے کر رہے ہیں۔اس کا تعلق عوام کی ذہنی تبدیلی کے ساتھ ہے۔حکمران یہ چاہتے ہیں۔کہ جو کاروائیاں وہ خود کرتے ہیں۔مثلاً لاہور،پشاور وغیرہ میں جب بھی اس طرح کی کاروائی کرتے ہیں۔جس میں عوام مارے جاتے ہیں۔ان عوامی ہلاکتوں کو وہ طالبان کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ہمارے اہداف بالکل واضح ہیں۔جیسا کہ GHQ،مہران بیس،پریڈ لائن،شہباز بھٹی یا بینظیر کا قتل یا پیر چنبل کی کاروائی۔یہ سب چونکہ کفار کے آلہ کار ہیں۔ہم نے ان پر حملے کئے ہیں۔ہمارے اہداف سیکورٹی ادارے اور وہ حکمران ہیں جو امریکہ کے نمک خور ہیں۔جہاں کہیں بھی عوام پر کاروائی ہوئی ہم نے اس کی نفی کی ہے اور جہاں جہاں طالبان نے کاروئیاں کی علی اعلان قبول کیں۔اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ طالبان تردید کر رہے ہوتے ہیں اور میڈیا یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ طالبان تصدیق کر رہے ہیں۔مقصود میڈیا کا یہ ہوتا ہے کہ طالبان کو عوام کی نظروں میں غیر محبوب بنا دیا جائے۔اور عوام یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہمیں مارنے پر اتر آئے ہیں۔ہم عوامی مقامات سے بری ہیں۔البتہ جب ہم سیکورٹی اہلکاروں کو نشانہ بناتے ہیں۔تو اس میں اگر عوام میں سے ایک دو آدمی مارے جائیں تو اس کا انکار نہیں کرتے۔شریعت نے اس کے احکام بیان کئے ہیں۔ایسے حملے جو دشمن پر کئے جائیں ان کی زد میں اگر کچھ مسلمان آجائیں تو اس بارے میں امام سرخسیؒ،امام محمدؒ اور دیگر فقہاء نے یہ واضح کیا ہے۔کہ ایسے حملوں کی زد میں آنے والے مسلمانوں کا قتل جائز ہے۔ (جاری ہے)

نظام باطلہ کے دینی تحریکوں پر اثرات

مولانا زاھد اقبال

احیاء اسلام لے لیے چلنے والی سیاسی تحریکیں کس طرح خود بخودغیر شرعی عوامل کا شکار ھو جاتی ھیں؟(ایک طائرانہ جائزہ)

احیاءاسلام کیلئے جدوجہد کرنے والے حضرات خصوصاً علماء کرام بہت اخلاص، محنت اور جذبے کے ساتھ حتی الوسع تمام وسائل بروئے کار لائے لیکن جزوی کامیابیوں سے قطع نظر احیاء خلافت اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کا خواب آج تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا ہے۔اس کی وجہ سے جہاں احیاء خلافت کے راستے میں حائل رکاٹیں ہیں وہاں ان تحریکوں میں پائی جانے والی کچھ کمزوریاں بھی اسکا باعث ہیں۔ہم یہاں پہلے ایک اہم رکاوٹ، پھران تحریکوں میں پائی جانے والی مشترک کمزوریوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(ا)ایک اہم رکاوٹ

استعماری طاقتوں سے آزادی حاصل کرنے والے مسلم ممالک میں اسلامی تحریکوں کی اسلامی نظام اور آئین شریعت کے نفاذ کیلئے جدوجہد میں سب سے بڑی رکاوٹ فوج رہی ہے۔جب بھی یہ تحریکیں احتجاجی ومطالباتی یا جمہوری طریقے سے کامیابی کے قریب پہنچنے لگتیں تو فوج اقتدار پر قابض ہوکر ان جماعتوں کوخلاف قانون قرار دیتی یا اپنا اثرورسوخ اور طاقت استعمال کرتے ہوئے دستور ساز اسمبلیاں تحلیل کروادیتی اور جمہوری طریقے سے انتخابات کے ذریعے اسمبلیوں تک پہنچنے والی جماعتوں اور انکو ملنے والی عوامی حمایت کوتسلیم کرنے سے انکار کردیا جاتا۔احیاء اسلام کیلئے باقاعدہ جدوجہد کرنے والے حضرات کیلئے یہ بات قابل غور ہے کہ استعماری طاقتوں سے آزادی حاصل کرنے والے تمام ممالک میں اسلامی تحریکوں کے خلاف آخرفوج نے یہ کردار کیوں ادا کیا؟اگر گہری نظر سے تحقیق وتجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے استعماری طاقتوں کا ہاتھ ہے۔استعماری طاقتوں نے نوآبادیاتی دور میں مقامی لوگوں کو فوج میں بھرتی کیا،ان کی مخصوص نظریاتی تربیت کر کے جہاں اپنے اقتدار کو

> احیاءاسلام کیلئے باقاعدہ جدوجہد کرنے والے حضرات کیلئے یہ بات قابل غور ہے کہ استعماری طاقتوں سے آزادی حاصل کرنے والے تمام ممالک میں اسلامی تحریکوں کے خلاف آخرفوج نے یہ کردار کیوں ادا کیا؟

طول دیا اور انہیں اپنے ہم وطن مجاہدین آزادی کے خلاف استعمال کیا وہاں جاتے جاتے ایسے لوگوں کو جانشین بنایا جونہ صرف ان طاقتوں کے دیئے ہوئے نظام،افکار ونظریات،طرز معاشرت اور آئین کے محافظ تھے بلکہ نظام اسلام کیلئے ہونے والی ہر کوشش کو بھی انہوں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ناکام کیا۔انہی استعماری طاقتوں نے سول بیورکریسی کا جوطبقہ تیار کیا تھا،اس نے بھی اس میں کردار ادا کیا۔یہ دونوں طبقے (فوج اور سول بیوروکریسی) آج تک ان سامراجی طاقتوں کے ایجنڈے پرعمل پیرا ہوتے ہوئے نظام اسلام کی راہ سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔مذکورہ دونوں طبقوں کی اعلیٰ مناصب پرتقرریاں اور ترقیاں بھی اسی وعدہ پرہوتی ہیں کہ وہ اسلام پسندوں کو کبھی آگے نہیں آنے دیں گے اور نہ اسلامی نظام کو نافذ ہونے دیں گے۔نائن الیون کے بعد پاکستانی افواج سے اسلام پسندوں کی چھانٹی اسکی واضح دلیل ہے۔لہٰذا احیائے خلافت کیلئے جدوجہد کرنے والوں کواس پہلو پرغور وفکر کر کے اس بڑی رکاوٹ کو دور کرنے کیلئے لائحہ عمل اختیا کرنا ہوگا۔

(۲)لادینی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد

اسلامی تحریکوں میں دوسری قدرمشترک یہ ہے کہ ارباب تحریک نے آزادی سے پہلے یااس کے بعدغیر اسلامی بلکہ لادینی تحریکوں کے ساتھ اتحاد قائم کیا۔اتحادمیں شریک مختلف نظریات ومقاصد کی حامل جماعتوں کے اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔اگرچہ وقتی طور ایک خاص ایشو پر اتحاد ہوجاتا ہے۔لیکن کوئی بھی جماعت اپنے اساسی اصول ونظریات ترک کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتی۔غیر اسلامی اور لادینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد(ممکن ہے اس وقت یہی چیز وقت کا تقاضا یا مجبوری ہو) کا بڑانقصان یہ ہوا کہ یہی جماعتیں اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آئیں اور انہوں نے اسلامی

دستور اور آئین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ دینی جماعتوں کو لادینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کے بجائے ٹھوس بنیادوں پر مبنی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے تھا، جس میں اگر چہ وقت زیادہ لگتا لیکن منزل تک پہنچنے میں کامیابی حاصل ہوتی۔ لادینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد سے اسلامی نظام کا نفاذ تو ممکن نہ ہوا لیکن ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ ان جماعتوں کی بعض ظاہری اور باطنی کمزوریاں، خامیاں بلکہ برائیاں دینی جماعتوں کے نظم میں بھی در آئیں۔

(۳) انتخابی سیاست میں شرکت

دینی سیاسی جماعتوں میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ انہوں نے احیائے اسلام کیلئے اسوۂ رسول اکرمؐ اور منہج نبوی ﷺ کو اختیار کرنے کے بجائے باطل جمہوریت کا انتخابی راستہ منتخب کیا۔ نام نہاد مغربی جمہوریت کی بنیاد سرمایہ دارانہ نظام ہے اور جمہوریت کا ڈھانچہ ہی ایسا ہے کہ اس میں جاگیردار، تاجر، صنعتکار، امراء، وڈیرے، سردار، سابق بیوروکریٹ وغیرہ ہی ایوانِ اقتدار تک پہنچ سکتے ہیں۔ عام آدمی دولت کے انبار سے محروم شخص انتخابات میں شرکت کے لئے کاغذات نامزدگی جمع کرنے کی فیس ادا کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتا۔ چنانچہ مذکورہ طبقے کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اسمبلیوں میں کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ (اگر چہ بعض دفعہ عوامی طبقے میں سے بھی چند افراد سامنے آجاتے ہیں لیکن ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے) کوئی قانون یا بل پاس کرانے کیلئے کم از کم دو تہائی اکثریت کی حمایت ضروری ہے۔ سامراجی طاقتوں سے آزادی کے بعد سے آج تک جن مسلم ممالک میں جمہوری نظام ہے، دینی جماعتوں کو مرکز میں دو تہائی اکثریت کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ اگر حاصل بھی ہوئی تو ان کا مینڈیٹ تسلیم کرنے سے انکار کر کے حکومت تشکیل دینے پر پابندی لگا دی گئی یا اسمبلیاں برخاست کر دی گئیں۔ متعدد مسلم ممالک میں دینی جماعتیں کئی دہائیوں سے انتخابات میں شریک ہو رہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں چند امیدوار منتخب ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظم کا خواب تو شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا البتہ مسلسل انتخابی راستے کو اختیار کئے رکھنے اور منہج نبوی ﷺ کو نہ اپنانے کی وجہ سے حکومت الٰہیہ کی منزل دور ہوتی جا رہی ہے۔ دینی جماعتوں کا

غیر اسلامی اور لادینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد (ممکن ہے اس وقت یہی چیز وقت کا تقاضا یا مجبوری ہو) کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ یہی جماعتیں اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آئیں اور انھوں نے اسلامی دستور اور آئین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا

مقصد اسلامی نظام کا احیاء ہے۔ ہمارے اکابر و اسلاف رحمہم اللہ نے اسی مقصد کے پیش نظر جماعتیں تشکیل دی تھیں۔ استعماری طاقتوں سے آزادی کے بعد بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ چونکہ ملک میں جمہوری نظام رائج ہے اور دیگر سیاسی جماعتیں انتخابی راستے سے اسمبلیوں میں پہنچ کر اپنے مقاصد اور پالیسیاں منظور کرانے اور ملک کو سیکولر بنانے کیلئے کوشاں ہیں، لہٰذا ہمیں بھی اسی راستے سے اسلامی نظام کے نفاذ اور خلاف اسلام سازشوں کی روک تھام کیلئے کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے مقصد کے پیش نظر انتخابی راستہ منتخب کیا جو نسبتاً آسان اور مختصر تھا، لیکن یہی حضرات اس بات پر یقین رکھتے اور اسکا برملا اعتراف اور اظہار بھی کرتے تھے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا اصل راستہ "اسلامی انقلابی جدوجہد" ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ مقاصد اور ذرائع میں فرق ہوتا ہے۔ مقصد کے حصول کیلئے مختلف ذرائع اور طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ ہمارے اکابر و اسلاف نے اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے جمہوری سیاست اضطراراً بطور ایک ذریعے اور راستے کے اختیار کیا تھا۔ انتخابی سیاست میں شرکت ان کا مقصد تھا اور نہ منزل۔ انہوں نے اس راستے کو منزل من اللہ قرار دیا اور نہ اسے مستقل طور پر اختیار کئے رکھنے کا کہا۔ لیکن افسوس بعد میں آنے والوں نے مقصد اور ذریعہ کے اس فرق کو فراموش کرتے ہوئے انتخابی راستے کو مستقل طور پر اپنا لیا اور اسی کو حصول مقصد کا واحد ذریعہ باور کیا جانے لگا۔ در اصل سالہا سال کے تجربے اور مقصد کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے دینی جمہوری جماعتوں کی قیادت انتخابی سیاست سے خود بھی مطمئن نہیں ہے جسکا ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اور مرکزی رہنما بھی اپنی نجی مجلسوں میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ انتخابی سیاست اسلامی نظام کے نفاذ کا اصل راستہ نہیں ہے بلکہ اس کیلئے انقلابی جدوجہد ناگزیر ہے۔ بعض حضرات اس راستے

اگر احیائی تحریکیں دعوت، تعلیم و تربیت اور جہاد کے نبویؐ منہج کی اصولوں کی روشنی میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ٹھوس لائحہ عمل ترتیب دے کر عزم مصمم، اخلاص، جذبے اور محنت کے ساتھ اقامت خلافت کیلئے جدو جہد کرتیں تو اس سے مثبت نتائج ضرور سامنے آتے اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی منزل تک پہنچا جا سکتا تھا۔

کو ترک کرنا چاہتے ہیں لیکن کچھ بے جا اور من گھڑت مصلحتیں آڑے آ جاتی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انتخابی سیاست کا نظام اسلام کے نفاذ کی راہ میں حائل ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔کفریہ طاقتیں جمہوری نظام اور انتخابی سیاست کے ذریعے نظام اسلام کا راستہ روکے ہوئی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی پوری کوشش ہے کہ مسلم ممالک میں نام نہاد جمہوری جماعتوں کو انتخابی سیاست کے جھمیلوں میں پھنسا کر انقلابی جدوجہد کو پروان چڑھنے سے روکا جائے۔جب یہی صورت حال ہے تو ایسے میں کیا یہ دانشمندی نہ ہوگی کہ جب اس سے بہتر اور مناسب راستہ موجود ہے تو اسے اختیار کر کے دشمنوں کی سازشوں سے بچ کر منزل مقصود تک پہنچا جائے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ جب بار بار کے تجربے کے بعد بھی مقصد حاصل نہیں ہو رہا بلکہ اس راہ میں حیران و سرگرداں رہنے کی وجہ سے منزل دور ہوتی جا رہی ہے تو اس راستے کو ترک کر کے کوئی دوسرا ایسا راستہ اپنایا جاتا جس سے حصول مقصد ممکن ہوتا۔جمہوری راستے کو انقلابی راستے کی بنسبت آسان اور مختصر سمجھا جاتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انقلابی راستے کو محض اس لئے ترک کیا جائے کہ وہ انتخابی راستے کی بنسبت مشکل، کٹھن اور طویل ہے اور جمہوری راستے کو محض آسان اور مختصر ہونے کی وجہ سے اختیار کیا جائے، چاہے یہ منزل تک نہ پہنچتا ہو بلکہ اس کی وجہ سے قافلہ اصل راستے سے بھٹک کر (وادی تیہ) میں حیران و سرگردان پھرتا رہے؟ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے راستے کو ترک کر دیں جو بظاہر سیدھا، آسان اور مختصر معلوم ہوتا ہے جبکہ درحقیقت یہ راستہ منزل کو جاتا ہی نہیں اور ایسی راہ منتخب کریں جو اگرچہ نسبتاً طویل، کٹھن اور مصائب و آلام سے بھری ہو لیکن آخر کار اس کے ذریعے قافلہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہو۔جس راستے پر کئی دہائیوں تک چلنے کے باوجود ہم آج بھی نقطۂ آغاز پر کھڑے ہیں بلکہ ہمارے دشمن ہمیں اس سے بھی دور لے جانا چاہتے ہیں تو کیا ہم اس کے بجائے ایسا راستہ منتخب نہ کریں جس کے ذریعے ہم گرتے پڑتے منزل مقصود کو پالیں؟

(4) جامع منصوبہ بندی کا فقدان

بیشتر احیائی تحریکوں میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ انہوں نے نظام اسلام کی منزل کیلئے ٹھوس بنیادوں پر مبنی کوئی لائحہ عمل اور جامع منصوبہ بندی نہیں کی۔مطالباتی، احتجاجی، ہڑتالی سیاست اور جلسے جلوس کی راہ اپنائی گئی۔حقیقت یہ ہے کہ نظام اسلام کے نفاذ کیلئے نبوی ﷺ منہج کو ترک کیا گیا۔جس نہج پر رسول اللہ ﷺ نے دعوت شروع کی اور صحابہ کرامؓ کی اعتقادی ،نظریاتی وفکری اور روحانی تربیت کی، ان کی معاشرتی زندگی کو تبدیل کیا، انہیں جان و مال کی قربانی کا خوگر بنایا، ان میں دشمنان دین کے ظلم وستم کو صبر و استقامت کے ساتھ جھیلنے کا مادہ پیدا کیا، انہیں باقاعدہ جماعت کی شکل دی۔جماعتی نظم ونسق اور اصولوں کا پابند بنایا اور انہیں کو لے کر پہلے مدینہ پھر پورے جزیرہ عرب میں حکومت الٰہیہ تشکیل دی۔افسوس! آج اس نہج کے مطابق نہ رجال کار کو تیار کیا اور نہ ان کی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ نظم قائم کیا گیا بلکہ اس نہج کو ترک کر کے جمہوری انتخابی سیاست کو اپنا لیا گیا ہے۔اگر احیائی تحریکیں دعوت، تعلیم وتربیت اور جہاد کے نبویؐ منہج کے اصولوں کی روشنی میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ٹھوس لائحہ عمل ترتیب دے کر عزم مصمم ،اخلاص، جذبے اور محنت کے ساتھ اقامت خلافت کیلئے جدوجہد کرتیں تو اس سے مثبت نتائج ضرور سامنے آتے اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی منزل تک پہنچا جا سکتا تھا۔

(بقیہ جمہوریت کیا ہے)

He says" The plain on which the spiritual battle is to be fought is neither military nor social nor economic, nor intellectual. The critical questions and problems confronting man are all religious." ''وہ کہتا ہے کہ وہ سطح جس پر روحانی جنگ لڑی جاتی ہے نہ فوجی ، نہ سماجی، نہ معاشی، نہ فکری ہے بلکہ تمام فیصلہ کن سوالات اور مسائل جن کا انسان کو سامنا ہے سب مذہبی ہیں۔'' "In his opinion this spiritual vacuum will not last long i.e., western souls will not find it bearable to live without a religion for long." ''ان کے نظریہ کے مطابق یہ روحانی خلا زیادہ دیر نہیں رہے گا یعنی مغربی افراد کیلئے مذہب کے بغیر زیادہ دیر رہنا ناقابل برداشت ہوگا۔'' ہماری اس تحریر کے چند اہم نکات سے جمہوریت کا مذہب اور اسلام مخالف چہرہ ظاہر ہوگیا۔(۱) جمہوریت میں وہی حیثیت آئین کو حاصل ہے۔جو حیثیت اسلام اور قرآن وسنت کو حاصل ہے۔(معاذ اللہ)

(۲) جمہوریت میں قانون (حلال وحرام کرنے) کا حق پارلیمنٹ کو ہے اسلام میں یہ تصور کفر ہے

(۳) جمہوریت حکومت اور مذہب کو الگ الگ کرتی ہے۔جبکہ شریعت اسلامیہ میں حکومت مذہبی احکام کے تابع ہوتی ہے۔بلکہ احکام شریعت کی تنفیذ کیلئے ہی حکومت وجود میں آتی ہے۔(۴) جمہوریت اخلاقیت کا جنازہ ہے۔جبکہ اسلامی معاشرے کا حسن ہی اخلاق ہے۔گویا جمہوریت اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

شیطانی پھندے

ان کے بدلتے روپوں کو بھانپتے ہوئے حضرت عمرؓ کا تھپڑ ان کے گھناؤنے چہرے پر ماریں
تاکہ یہ مجاہدین کے سائے سے بھی ڈریں۔مجاہدین کو دیکھتے ہی اپنا راستہ بدل دیں

آج پوری دنیا قتل وغارت گری، افراتفری اور انتشار کا شکار ہے۔کہیں معاشی بالادستی ،کہیں فوجی بالادستی ،کہیں سیاسی بالادستی اور کہیں صلیبی یلغار یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہو رہا ہے۔اس سارے منظر کے کچھ پس منظر ہیں۔جو بظاہر نظر تو نہیں آتے ،مگر پس پردہ رہتے ہوئے کچھ قوتیں اپنی بالادستی قائم کرنے کیلئے کسی خطے، ملک یا پوری دنیا کے نظام کو اپنا تابع کرنا چاہتی ہیں۔دشمن ہمیشہ وہی خطرناک ہوتا ہے ،جو چھپ کر وار کرتا ہے۔اپنے سامنے والے دشمن سے تو ہر ایک مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوتا ہے۔لیکن پیچھے سے حملہ کرنے والے دشمن کی وار سے بچنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔دنیا میں یہ کھیل بڑے منظم طریقے سے کھیلا جا رہا ہے۔ایک عام آدمی جو اس کھیل سے کوسوں دور رہتے ہوئے بھی غیر حسی پر طور اس کھیل کا حصہ بن جاتا ہے۔چونکہ دنیا میں طاغوتی نظام رائج ہے۔اور طاغوت کے اہلکار وہی حربے استعمال کرتے ہیں، جو وہ انسانوں کو ورغلانے کیلئے استعمال کرتا ہے۔شیطان ازل سے بنی آدم کا دشمن ہے۔اس نے تو قسم کھا رکھی ہے۔کہ میں ہر ایک کو ورغلا کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے انکار کراؤنگا۔اس کا حکم ماننے سے روکونگا۔اس کے لئے وہ نت نئے طریقوں سے راہ راست سے ہٹانے کے حربے اختیار کرتا ہے۔وہ پینترے بدل کر وار کرتا ہے۔کبھی نیکی کے خیال سے کبھی نفس کی تابعداری کی صورت میں، چونکہ وہ بہت تجربہ کار ہے کسی بھی فیلڈ میں جتنا آدمی تجربہ کار ہوتا ہے۔اُتنی ہی اسکی اس فیلڈ میں مہارت زیادہ ہوتی ہے۔شیطان تو کروڑ ہا سال پرانا تجربہ کار ہے۔وہ نیک کو نیکی ، بد کو بدی کی شکل میں ،عالم اور جاہل کو علیحدہ علیحدہ طریقوں سے ورغلائے گا۔قدم قدم پر رکاوٹیں ڈالے گا۔اس ضمن میں ایک واقعہ ذکر کئے جاتا ہوں۔حضرت عمرؓ نماز کیلئے جا رہے تھے۔راستے

> وہ عوام کے اندر ،عوام کے مزاج اور وقت کی شیطانی ضرورت کے مطابق روپ دھار کر اپنا کام کرتے ہیں۔یہود و نصاری دنیا میں بالادستی قائم کرنے کیلئے اس خفیہ ہاتھ کے ذریعے پوری دنیا میں حکومتیں بدلتے ہیں۔اپنی مرضی کے لوگوں کو عوام کے اوپر حکمران مسلط کرتے ہیں

میں ایک بوڑھا ملا۔اس نے کہا میں فلاں جگہ تک جا رہا ہوں ۔مجھے سہارے کی ضرورت ہے۔مجھے آپ وہاں تک چھوڑ آئیں۔حضرت عمرؓ اسکو وہاں تک لے گئے۔اگلے دن پھر وہی واقع پیش آیا۔جب دو تین مرتبہ ایسے ہی ہوا۔تو حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے اس بوڑھے کا ذکر کیا۔حضورؐ نے فرمایا۔یہ شیطان ہے جو تجھے تکبیر اولیٰ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔اگلے دن جب حضرت عمرؓ نماز کے لیے جا رہے تھے۔پھر وہی بوڑھا نظر آیا۔تو حضرت عمرؓ نے زور سے اسکو تھپڑ رسید کیا۔اور وہ غائب ہوگیا۔اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔عمرؓ شیطان تمہارے سائے سے بھی ڈرتا ہے۔اس واقعہ سے اندازہ کیجئے۔کہ شیطان کیسے کیسے حربوں سے انسانوں کو حق کے راستے سے ہٹاتا ہے۔ایسے ہی دنیا میں آج خفیہ ایجنسیوں کا نیٹ ورک قائم ہے۔وہ عوام کے اندر،عوام کے مزاج اور وقت کی شیطانی ضرورت کے مطابق روپ دھار کر اپنا کام کرتے ہیں۔یہود و نصاری دنیا میں بالادستی قائم کرنے کیلئے اس خفیہ ہاتھ کے ذریعے پوری دنیا میں حکومتیں بدلتے ہیں۔اپنی مرضی کے لوگوں کو عوام کے اوپر حکمران مسلط کرتے ہیں۔جو ان کے ایجنڈے کی تکمیل کر سکتے ہوں۔وہ تو اسلام کے دشمن ہیں۔اور دنیا میں اسلام کو مغلوب دیکھنا چاہتے ہیں۔اس لئے ان کے کئی فلاحی ادارے مشن کی تکمیل کر رہے ہیں۔جب دنیا میں کوئی بھی ناگہانی آفات آتی ہیں۔جیسے زلزلے،سیلاب،وبائی امراض، جنگ زدہ علاقوں میں لوگوں کی امداد کرنا ،جیسے جنگی قیدیوں کی امداد کیلئے ریڈ کراس کا ادارہ اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔اور بے بس ولاچار قیدیوں سے ہمدردی جتلا کر ان سے پوری معلومات حاصل کر لینا۔ان کے ایڈریس اور فون نمبر نوٹ کرنا۔ایسے ہی انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی این جی اوز جو کہیں پر کسی

مظلوم کی دادرسی کیلئے پہنچ کر اس کی ہمدردی حاصل کر لیتی ہے۔مصیبت زدہ لوگ انہیں اپنا مسیحا اور نجات دہندہ سمجھ لیتے ہیں۔لوگوں کی اس پریشانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے اصل مقاصد کیلئے سرگرداں رہتے ہیں۔جیسے دنیا بھر میں یہ کھیل منظّم طریقے سے کھیلا جارہا ہے۔ویسے ہی پاکستان میں خفیہ ایجنسیاں شیطان کی بہترین گولڈ میڈلیسٹ ایوارڈ یافتہ ہیں۔انکا بنیادی مقصد پاکستان میں نفاذ شریعت کے راستے میں بند باندھنا اور عالمی طاغوتی نظام کو فروغ دینا ہے۔آج دنیا بھر کی خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں کھلے عام پھر کر اپنے مشن پر کام کر رہی ہیں۔لیکن پاکستانی ایجنسیاں ان کا پیچھا کرنے کے بجائے اپنے ہی لوگوں کے پیچھے پڑ کر انہیں ہراساں کرتی ہیں۔اغوا کر کے ظلم کے پہاڑ توڑتی ہیں۔زیر حراست ٹارچر سیلوں میں تشدد کے ذریعے شہید کر کے لاشیں بھیجتی ہیں۔یہ کیسے اپنے ہدف تک پہنچتی ہیں۔چونکہ میں نے مضمون کے شروع میں عرض کیا۔کہ یہ شیطان کے اہلکار ہیں۔اور یہ ویسے ہی چال چلتے ہیں جیسے کہ وہ چال چلتا ہے۔پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے ہر محکمے اور ادارے میں اپنے اہلکاروں کو گھسایا ہوا ہے۔
پاکستان کی سیاسی جماعتیں جمہوریت کا راگ الاپتے ہوئے نہیں تھکتیں۔ان کی اپنی کوئی آزادانہ پالیسی نہیں ہے۔اور نہ وہ اپنے فیصلے خود کرتے ہیں۔ہر سیاسی جماعت کے اندر' ISI' اور' MI' کے تنخواہ دار ملازم سیاسی رہنماء عوامی نمائندے بن کر پارٹی میں موجود ہیں۔جو سیاسی جماعتوں کے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کیلئے کافی ہیں۔ GHQ کے اندر ISI کے مختلف شعبے قائم ہیں۔جیسے سیاسی ونگ،مذہبی ونگ،میڈیا ونگ وغیرہ وغیرہ۔ہر ونگ اپنے مطلوبہ ٹارگٹ کے حصول کیلئے مصروف عمل ہے۔جیسے میں نے بتایا کہ ہر سیاسی جماعت میں ایک مناسب نمائندگی ایجنسیوں کے لوگ کر رہے ہیں۔ویسے ہی مذہبی لوگوں کو کنٹرل کرنے کیلئے مذہبی ونگ سے بریفنگ لے کر علماء اور دیندار طبقے کے پاس آنے والے اہلکار مکمل مذہبی روپ میں آتے ہیں۔اپنے آپ کو ایک دیندار علماء اور مذہب سے محبت کرنے والا ثابت کرتے ہیں۔بظاہر دیندار اور اندر سے شیطان کے مشن پر کام کرتے ہوئے علماء کی مخبری کرتے ہیں۔اور انہیں طریقے سے طے شدہ پالیسی پر گامزن کرتے ہیں۔ایسے ہی دینی مدارس کے طلباء کی سرگرمیاں چیک کرنے کیلئے طلباء کے روپ میں اپنا مشن مکمل کرتے ہیں۔کالجز اور یونیورسٹیوں میں اُسی روپ میں کام کرتے ہیں۔جہادی تنظیمیں جو ISI ہی کی قائم کردہ ہیں۔انکے رہنماؤں کو ان کے مسلک کے مطابق افسر ڈیل کرتا ہے۔لشکر طیبہ کو ڈیل کرنے والا افسر لمبی داڑھی،ننگے سر،شلوار پنڈلیوں تک اپنے آپ کو اہل حدیث بنا کر پیش کریگا۔حزب المجاہدین سے ڈیل کرنے والا افسر اپنے آپ کو جماعت اسلامی کا بنا کر پیش کریگا۔ایسے ہی جیش محمدؐ اور حرکت المجاہدین کو ڈیل کرنے والا دیوبندی بن کر اکابر علماء دیوبند کو اپنا پیر،رہبر اور رہنماء مانتے ہوئے اپنی ہمدردیاں جتلائے گا۔جس کی وجہ سے یہ سرکاری جہادی تنظیمیں ایسے افسروں کو اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھ رہی ہیں۔جس کی وجہ سے اب وہ مکمل طور پر ان کے چنگل میں پھنس چکی ہیں۔بلکہ ابھی یہ ISI کا ذیلی ادارے کا کام کر رہی ہیں۔جو جہادی مشن سے ہٹ کر وطنیت اور پاکستانیت کے نعرے پر گامزن ہو چکی ہیں۔اور پاکستان میں نفاذ شریعت کیلئے چلنے والی تحریکوں کو کچلنے کیلئے ان معروف جہادی تنظیموں سے کام لیا جارہا ہے۔کارکنوں اور دیندار طبقے کو مطمئن کرنے کیلئے ان کے رہنماؤں سے جہاد پر پُر جوش تقریریں بھی کروائی جاتی ہے۔جس میں وہ ایجنسیوں کے خلاف بھی تقریر کرتے ہیں۔یہ بھی ایجنسیوں کی ایک پالیسی ہے۔جس سے یہ تاثر دیا جاتا ہے۔کہ یہ ایجنسیوں سے آزاد لوگ ہیں۔اس سے مخلص کارکن اور دیندار طبقہ دھوکے میں رہتا ہے۔یہ فنڈز کا استعمال زیادہ تر سول اداروں کے ذریعے کرتے ہیں۔بہت ساروں کو براہ راست بھی کرتے ہیں۔لیکن جس سے عوام میں یا کسی جماعت کے کارکنوں کو شک ہو سکے اس سے بچنے کیلئے سول اداروں کے ذریعے اپنا کام کرتے ہیں۔جیسے جہاد کشمیر میں فنڈز تقسیم کرنے کا ایک بڑا ذریعہ کشمیر لبریشن سیل تھا۔جو بظاہر ایک سول ادارہ قائم کیا ہوا تھا۔جس میں سیاسی تقرریاں کی جاتی تھیں۔لیکن اصل میں جہادی تنظیموں کو ISI کی طرف سے دیے جانے والے فنڈز کو تقسیم کرنے کا ایک ادارہ تھا۔ایک عام مخلص مجاہد کبھی بھی یہ نہیں جان سکتا کہ یہ فنڈز کشمیر لبریشن سیل نہیں دے رہا، بلکہ ISI اس کے ذریعے سے پہنچا رہی ہے۔جیسے میں نے پہلے کہا۔کہ فلاحی کاموں کے ذریعے سے جاسوسی کی جاتی ہے۔اس کی ایک مثال زلزلہ زدگان کی امداد کے حوالے سے مختلف فلاحی تنظیموں نے حصہ لیا غیر ملکی ہوں یا ملکی فلاحی تنظیمیں۔انہوں نے لوگوں کی فلاحی امداد کے ساتھ ساتھ مکمل معلومات بھی حاصل کی اور جاسوسی کا مربوط نیٹ ورک بھی مکمل کیا۔ایسے ہی ایرا اور سیرا کے نام پر بننے والے حکومتی اداروں میں کام کرنے والے فوجیوں کا تعلق ISI سے ہے۔ایرا کا آزاد کشمیر میں اور سیرا کا خیبر پختون خواہ میں تعمیر و ترقی کا کام کرنا ہے۔سڑکوں،زلزلہ سے گرے ہوئے سکولوں اور ہسپتالوں کے تعمیرات کا ٹھیکہ ایرا کے ذریعے سے دیا جاتا ہے۔میرے ایک دوست نے

مجھے بتایا۔کہ اس کا تعلق ایرا میں ایک میجر سے بن گیا۔میجر نے اس سے راہ و رسم بڑھاتے ہوئے ٹھیکوں کی پیشکش کی۔کہ کہیں بھی کسی تعمیراتی کام کا ٹھیکہ لینا ہو یا کسی دوست کو دلوانا ہو۔تو میں تمہیں دلوا دونگا۔اسی دوران ایک دن میجر نے اسے کھانے کی دعوت دی اور میجر نے اس کو کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ کام کریں تو آپ کو معقول معاوضہ بھی دینگے اس نے کام کی نوعیت پوچھی۔تو میجر نے کہا کہ آپ کو کچھ ٹارگٹ دینگے ان کی معلومات آپ حاصل کریں جب یہ سلسلہ آگے بڑھا اس نے جن لوگوں کی جاسوسی کرنے کو کہا۔انکا تعلق مجاہدین سے تھا۔اس نے جان چھڑانے کیلئے ملک سے باہر جانے کا بہانہ بنایا قارئین کرام!اس سے آپ اندازہ کریں کہ کس کس ادارے میں یہ لوگ موجود ہیں۔اور کس طرح مجاہدین کا تعاقب کر رہے ہیں۔عام طور پر مجاہدین کی نظر ان کے کیمپوں پر ہوتی ہے۔لیکن یہ اب کیمپ میں نہیں بلکہ پاکستان کے ہر ادارے کو اپنا کیمپ بنا چکے ہیں اب میں میڈیا کا ذکر کرونگا۔میڈیا اس وقت ذرائع ابلاغ کا اہم ترین ذریعہ ہے اور اس کے مکروہ پروپیگنڈہ سے لوگ بے حد متاثر ہوتے ہیں۔بظاہر یہ کہا جاتا ہے کہ میڈیا آزاد ہے۔لیکن یہ کس طرح کی آزادی ہے۔جس میں عالمی طاغوتی پالیسیاں تو بیان کی جاتی ہیں۔لیکن مجاہدین کی یا مظلوم طبقے کی آواز کو دبا لیا جاتا ہے۔ عالمی، طاغوتی پالیسیاں ہوں یا پاکستانی طاغوتی قوتوں کی پالیسیاں صحافیوں کی ایک بڑی تعداد اس پر عمل پیرا ہے۔جہاں غیر ملکی ایجنسیوں کے اہلکار پاکستانی صحافی موجود ہیں۔وہیں پر ایک بڑی تعداد ISIاور MI کا تنخواہ دار صحافتی طبقہ پاکستانی میڈیا پر اپنی دسترس قائم کئے ہوئے ہے۔ ہیں۔جس طرح آپ نے دیکھا۔کہ سوات آپریشن

میں عوامی حمایت حاصل کرنے کیلئے ایجنسیوں نے اپنے تنخواہ دار صحافیوں کو ٹارگٹ دیا۔کہ وہ طالبان کو ظالم اور وحشی بنا کر پیش کریں۔جن سے عوام خوفزدہ ہوکر آپریشن کی حمایت کریں اور ان سے متنفر ہو جائیں۔اگر آج بھی نظر دوڑائیں تو کالم نگاروں کے قلم کی نوک اور ان کی زبان سے نکلنے والے الفاظ ان کی تنخواہ داری کا منہ بولتا ثبوت پیش کر رہے ہوتے ہیں۔پھر یہ صحافت کے روپ میں مجاہدین تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔اور جاسوسی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔جیسے کچھ سال قبل CIA کا ایجنٹ صحافی ڈینیل پرل جاسوسی کر رہا تھا۔جو مجاہدین کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔ایجنسیوں کا نیٹ ورک اداروں سے لیکر بازاروں اور روڈوں تک اس طرح پھیلا ہوا ہے۔کہ آپ اس کے تصور سے حیران رہ جائیں گے۔آج کل مجاہدین کی معلومات حاصل کرنے کیلئے بجلی، گیس ، ٹیلی فون کے بل تقسیم کرنے والے یا میٹر چیک کرنے کے بہانے لوگوں کے گھروں میں جاتے ہیں۔نام پوچھتے ہیں۔ٹیلی فون نمبر حاصل کرتے ہیں۔یا معلومات حاصل کرنے کیلئے پراپرٹی ڈیلر بن کر مکان دکھانے یا کرایے پر مکان لینے کے بہانے جاسوسی کرتے ہیں۔اس کے علاوہ موبائیل پر فون کر کے کہیں گے۔آپ کا نمبر بہت اچھا ہے۔آپ یہ نمبر مجھے دے دیں۔پھر آپ سے پوچھیں گے۔آپ کہاں پر ہیں۔اور کیا کرتے ہیں۔یا فرضی نام پوچھیں گے۔آپ کہیں گے کہ میرا یہ نام نہیں ہے۔تو طریقے سے آپ کا نام پوچھیں گے، یا آپ خود ہی کہیں کہ میں وہ نہیں ہوں فلاں ہوں۔اور میں اس جگہ کا نہیں رہنے والا بلکہ فلاں جگہ کا ہوں۔اس طرح آپ سے معلومات حاصل کر لی جائیگی۔اسی طرح ٹیکسی پر سفر کرنے کا آپ کو کئی مرتبہ اتفاق ہوا ہوگا۔مزید بھی ہوتا رہیگا۔اگر

آپ نے کبھی غور کیا ہو۔تو بعض ٹیکسی والے بار بار آپ سے کوئی موضوع چھیڑیں گے۔اور آپ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے گفتگو کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگ گفتگو میں حکومت کے خلاف باتیں کرینگے۔آپ کی وضع قطع دیکھ کر علماء اور مجاہدین کی حمایت کی بات کریں گئے۔اگر آپ اس کی چرب زبانی کا شکار ہوگئے تو آپ غیر محفوظ ہیں۔اسی طرح کہیں یہ پیر اور فقیر، پاگل اور دیوانہ بن کر اپنے ٹارگٹ کے حصول کیلئے گامزن ہیں۔اگر آپ کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہیں تو آپ کے قریب والے ٹیبل پر آکر پاگل بیٹھ جائیگا یا سگریٹ کی کش میں گُم سُم بیٹھا آپکی حرکات وسکنات کو نوٹ کر رہا ہوتا ہے۔سفر کے دوران کئی مرتبہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ آپ کے ساتھ بیٹھنے والی سواری آپ سے گفتگو کرنے کیلئے بے تاب ہے۔اس کے لیے وہ آپ کو دو روپے کے چنے کی تھیلی پیش کرے گا۔پھر آپ سے گفتگو کا آغاز کرے گا۔اس طرح شیطان کے اہلکاروں کا نیٹ ورک اتنا وسیع وعریض ہوگیا۔کہ حجام کی دکان سے لیکر چوک میں بیٹھے ہوئے جوتے پالش کرنے والے موچی تک۔انہوں نے اپنا ایجنٹ بٹھا دیا ہے۔یہ سب مجاہدین کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں ۔غرض یہ کہ اس وقت ''CIA، موساد، را'' ہو یا پاکستانی شیطانی گولڈ میڈلسٹ ISIاور MI ان سب کا یک نکاتی مشترکہ ایجنڈا ہے۔جس پر یہ متفق اور ہم آہنگ ہیں۔وہ ایجنڈا مجاہدین اسلام کا گھیرا تنگ کرنا اور احیائے اسلام کیلئے چلنے والی تحریکوں کو کچل کر طاغوتی نظام کو دوام بخشنا ۔ان کے پھندے سے بچنے کیلئے انکی داڑھی تسبیح،اور پیشانی پر بنے محراب سے کبھی بھی دھوکہ نہ کھائیں۔ان کی چالوں اور حربوں پر گہری نظر رکھیں۔ان کے بدلتے رویوں کو بھانپتے ہوئے حضرت عمرؓ کا تھپڑ ان کے گھناؤنے چہرے پر ماریں تاکہ یہ مجاہدین کے سائے سے بھی ڈریں۔مجاہدین کو دیکھتے ہی اپنا راستہ بدل دیں۔اپنی صفوں میں کوئی ایسا خلا نہ پیدا کیا جائے جس سے یہ فائدہ اٹھاتے ہوئے ہماری صفوں میں داخل ہوسکیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان شیطانی پھندوں سے محفوظ رکھے۔آمین

پیشہ ور قاتل

یوں تو پاکستان بننے کے بعد سے ہی چند خاندانوں پہ مشتمل انگریز کی غلامی میں مبتلا ایک مخصوص طبقہ ایک تسلسل سے ملک کے اقتدار پر قابض رہا ہے۔جس نے نہ صرف ملکی وسائل کو بے دردی سے لوٹا بلکہ وسائل اور طاقت کے بل بوتے پر اپنی شیطانی روح کو تسکین دینے کے لیے وطن عزیز کی عوام پر ظلم وستم ڈھائے۔اگر چہ کئی گم نام معزز شہری خاص کر علماءِ حق اور مجاہدین عرصہ دراز سے وحشیوں کا نشانہ بنے رہے خاص کر امریکی اتحاد میں لڑی جانے والی جنگ میں تو پاکستانی خفیہ ایجنسیوں اور حکومتی اداروں نے تو ہلاکو اور چنگیز کی تاریخ دہرائی۔پاکستانی فوج نے امریکی ایما پر کیے جانے والے متعدد آپریشنز میں اسلام اور وطن سے محبت کرنے والے غیرت دین سے سرشار قبائل کی بستیوں کی بستیاں روند ڈالیں قبائل کی باحیا اور پاکدامن خواتین کو چادر اور چار دیواری سے محروم کیا اُن کی جوان سال اُولادوں کو ان کے سامنے تڑپا دیا اور بیٹیوں کو ڈالروں کے عوض بیچ ڈالا۔اور کئی ابھی تک پاکستانی فوج کے خفیہ عقوبت خانوں میں بے بسی اور بے چارگی کے عالم میں اپنی زندگی کے آخری سانس گن رہے ہیں۔اگر پاکستان کے انتظامی علاقوں میں کبھی ظلم کا کوئی ایک واقعہ پیش آجائے تو میڈیا، سیاستدان اور عدلیہ اس پر خوب شور شرابہ کرتے ہیں۔لیکن قبائل میں جاری جنگ میں ناپاک فوج جن جرائم کا ارتکاب کر رہی ہے۔میڈیا، سیاستدان اور عدلیہ ان تمام واقعات سے بے خبر ہیں۔اگر کوئی واقعہ منظر عام پر آجائے تو یہ حضرات اس پر چشم پوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔یہ

> میڈیا کی آنکھ سے اوجھل کچھ انسان ایسے بھی ہیں جن کے ہاتھوں پر لگی ہوئی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں گوشت کے اندر پیوست ہو چکی ہیں۔

بات یاد رہے کہ پاکستان کے قبائلی اور انتظامی علاقوں میں موجود خفیہ جیلوں میں مسلمان قیدیوں پر نماز ،روزے،غسل اور قرآن مجید پڑھنے پر پابندی ہے۔کئی ایک قیدیوں کو آنکھوں پر مہینوں تک پٹیاں باندھ کر رکھا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے کئی قیدی بینائی سے محروم ہو چکے ہیں۔میڈیا کی آنکھ سے اوجھل کچھ انسان ایسے بھی ہیں جن کے ہاتھوں پر لگی ہوئی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں گوشت کے اندر پیوست ہو چکی ہیں۔جن کی وجہ سے ہونے والے زخموں میں کیڑے پڑ چکے ہیں۔مگر علاج معالجہ کی کوئی سہولت میسر نہیں۔قیدیوں کو مادرزاد ننگا کر کے کوڑے برسائے جاتے ہیں۔جس سے جسم کا چمڑا تک ادھڑ جاتا ہے اور اسی طرح دماغ میں گہرے زخم لگنے کیوجہ سے کئی قیدی دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں۔اور سینکڑوں قبائلی دوران حراست تشدد کر کے قصداً شہید کر دیئے گئے۔جیسا کہ سوات اور اس سے ملحقہ علاقوں میں ایک ایک دن میں بیسیوں مسخ شدہ لاشیں پائی گئیں۔جو پاکستان کے شہری تھے۔اور انھیں سکیورٹی اداروں نے مختلف جگھوں سے حراست میں لیا تھا۔جبکہ فوج نے بعد میں یہ دعویٰ بھی کیا کہ یہ لوگ مسلح جھڑپوں میں مارے گئے۔یہی سلسلہ بلوچستان میں بھی جاری ہے اسی طرح سوات آپریشن کے دوران کم از کم سات طالبان قیدیوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر پاکستانی فوج نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے مختلف پہاڑوں پر ڈالا۔اس کے علاوہ چند دل دہلا دینے والی ویڈیوز بھی میڈیا

تک پہنچ چکی ہیں۔جن میں ناپاک فوج کے اہلکار سفید ریش بزرگوں پر کوڑے برسا رہے ہیں۔اس کے علاوہ زیرِ حراست افراد کو گولیاں مار کر شہید کرنے والی ویڈیو ظلم کا منہ بولتا ثبوت جواب نہیں ہے سوائے اس کے وہ امریکہ کے اُجرتی قاتل ہیں۔اگرچہ یہ ایک عرصے سے بے بس اور مجبوروں پر ظلم ڈھانے میں جری تھے۔لیکن مظلوموں کی آہوں اور سسکیوں نے ان کو بدحواس پر سپریم کمانڈر ڈھیر ہو جاتا ہے۔اور اپنی ہی قوم کے خلاف لامتناہی جنگ کا آغاز کر دیتا ہے۔اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ فدائی بمبار وزیرستان اور دیگر قبائل میں نہیں بلکہ ان ظالموں کہ خفیہ ٹارچر

ملک دشمن ریمنڈڈیوس کو پروٹوکول سے رخصت کرنیوالوں کے تانے بانے کہاں جاملتے ہیں

ہے۔اگرچہ آئی ایس پی آر کا کہنا ہے کہ یہ ویڈیوز جعلی ہیں۔عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔لیکن ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں۔کہ کیا لال مسجد میں جلائی جانے والی طلباء وطالبات کی لاشوں والی ویڈیوز اور خروٹ آباد کوئٹہ میں بے دردی سے قتل کیے جانے والے چیچن مسلمانوں کی ویڈیو بھی جعلی ہیں؟ کیا سیالکوٹ میں پولیس کی موجودگی میں چند مخصوص افراد کا دو سگے بھائیوں کو قتل کرنا اور اسی طرح سرفراز شاہ کا دن دیہاڑے رینجرز سے اپنی زندگی کی بھیک مانگنا اور اس کا گولیوں سے چھلنی ہو جانا کیا یہ سب کچھ ایک ڈراؤنا خواب ہے یا پھر حقیقت؟ یہاں یہ بات بھی یاد رہے۔کہ فوج نے قبائل میں گھناونے جنگی جرائم کا ارتکاب کیا۔مگر میڈیا اور عوام الناس کے سامنے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہاں غیر ملکی ہیں را اور موساد کے ایجنٹ ہیں۔میڈیا اور عوام الناس کو چاہیے کہ وہ آئی ایس پی آر سے پوچھیں کہ لال مسجد والے کیا غیر ملکی تھے،سرفراز شاہ کس ملک کا باشندہ تھا کس ایجنسی کا آلہ کار تھا،سلیم شہزاد اور اخروٹ آباد میں شہید ہونے والے کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔یقیناً پیشہ ور قاتلوں کے پاس اس کا کوئی

کر دیا ہے۔وہ ظلم جو مخفی تھا اب ظاہر ہو چکا ہے۔اب یہ بدمست ہاتھیوں کی طرح بھرے بازاروں میں عوام کا قتل عام کرنے لگے ہیں۔واللہ پاکستانی سکیورٹی اداروں پر ہونے والے فدائی حملوں میں کوئی بیرونی ہاتھ ملوث نہیں ہے۔یہ صرف اور صرف ان کی ظالمانہ اور امریکہ نواز پالیسیوں کا ردعمل ہے۔فدائی بمبار

لال مسجد والے کیا غیر ملکی تھے، سرفراز شاہ کس ملک کا باشندہ تھا کس ایجنسی کا آلہ کار تھا، سلیم شہزاد اور اخروٹ آباد میں شہید ہونے والے کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

پاکستان کے بیٹے اور محبِّ وطن پاکستانی ہیں۔مگر ملک کے اقتدار اور وسائل پر قابض امریکی ایجنٹوں کے ناپاک وجود کو پاک دھرتی پر برداشت نہیں کرتے۔جو قوم کا ۸۰ فیصد بجٹ ہڑپ کرنے کے بعد بے گناہ عوام پر بندوقیں تانتے ہیں۔جبکہ دشمن کے مقابلے میں ان کی تاریخ یہ ہے۔۹۰ ہزار کا ایک بڑا ریوڑ ہندو بنیے کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔بش کی ایک کال

سیلوں میں تیار ہوتے ہیں۔جب یہ لوگ غیرت مند مسلمان کو بے آبرو کرتے ہیں۔تو وہی فدائی بمبار بن جاتا ہے۔اے اہل میڈیا ملک تاریخ کے نازک ترین موڑ پر کھڑا ہے۔آپ اپنے فرض منصبی کو پہچانیں اور خطرات کی پروا کیے بغیر با نگ دھل ظالموں کے ظلم کو بے نقاب کر دیں۔یقیناً ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے۔لہذا وقت کی پکار پر لبیک کہیں اور عوام الناس پر ان ظالموں کی حیثیت واضح کریں۔کہ یہ کون ہیں۔ملک دشمن ریمنڈ ڈیوس کو پروٹوکول سے رخصت کرنیوالوں کے تانے بانے کہاں جاملتے ہیں۔دونوں ہاتھوں سے ملکی خزانہ لوٹنے والوں کی حب الوطنی کو واضح کریں۔اگر اب بھی آپ نے اپنے منصب کو نہ پہچانا اور اپنا فرض ادا نہ کیا تو قریب ہے کہ ملک اپنا وجود کھو بیٹھے۔کیونکہ عوام تک اصل صورت حال پہنچانے کا واحد اور موثر ذریعہ صرف میڈیا ہی ہے

۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق

ایک طرف میرے کان میں مولوی صاحب نے اذان اور دوسرے میں تکبیر کہی ۔ اللہ کا بے حد شکر ہے ۔ کہ یہ اذان اور تکبیر ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق اور جمہوری روایات کا خیال کرتے ہوئے دی گئی

عرصہ دراز کے بعد آج پھر شاہ جی خیال خان کے خیالات سے لطف اندوز ہونے انکی مجلس میں جا پہنچا۔ کیوں نہ ہو کہ قارئین کو بھی ڈائریکٹ خیال خان کی مجلس میں لے جایا جائے ۔خواتین وحضرات میں اپنی پیدائش کے چند گھنٹوں بعد خود کو آزاد شہری سمجھنے لگا تھا ۔کیونکہ دادا جی کے ریڈیو پر پاک سرزمین شاد باد کے ترانے کی ذہن اور موسیقی پر مبنی آواز نے مجھے خوب خوب آزادی کا احساس دلایا ۔ ایک طرف میرے کان میں مولوی صاحب نے اذان اور دوسرے میں تکبیر کہی ۔ اللہ کا بے حد شکر ہے ۔ کہ یہ اذان اور تکبیر ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق اور جمہوری روایات کا خیال کرتے ہوئے دی گئی وجہ صاف ظاہر تھی کہ ہمارے محلّہ کے مولانا صاحب ایک دینی سیاسی جماعت کے متحرک اور فعال رکن تھے اور وہ ۱۹۷۳ء کے آئین اور جمہوری روایات کو خوب خوب سمجھتے تھے ۔میرے والد صاحب کا نکاح بھی مذکورہ مولوی نے پڑھایا تھا آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ نکاح بھی جمہوری روایات اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے عین مطابق تھا۔ میرے نام رکھنے کا موقع آیا۔ تو والد محترم نے قومی روایات کے مطابق خیال خان رکھ دیا۔ مگر میری پھوپھی جو کٹر مذہبی سوچ کی حامل تھی عورتوں کی مخصوص سیٹ پر ممبر پارلیمنٹ بھی رہ چکی تھی۔ ماشاء اللہ با پردہ خاتون تھیں ۔انھوں نے جمہوریت سے والہانہ عقیدت اور وابستگی کی وجہ سے میرا نام 'بچہ جمہورا' رکھ دیا۔ اہل محلّہ مجھے پیار سے 'بچہ جمورا' کہتے تھے ۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ملک میں جمہوریت کا دور دورہ تھا ۔اس کے اثرات میری صحت پر اچھے تھے ۔نزلہ زکام کھانسی کا تصور بھی نہیں تھا۔ سخت سردیوں کیباوجود مجھے سردی محسوس بھی نہیں ہوتی تھی ۔ کیونکہ ۱۹۷۳ء کا آئین سلامت

> یہ ان دنوں کی بات ھے جب ملک میں جمہوریت کا دور دورہ تہا ۔اس کے اثرات میری صحت پر اچھے تہے ۔نزلہ زکام کہانسی کا تصور بہی نہیں تہا سخت سردیوں کیباوجود مجھے سردی محسوس بہی نہیں ھوتی تہی ۔ کیونکہ ۱۹۷۳ء کا آئین سلامت تہا

تھا۔ میں نے چلنا پھرنا شروع کیا تو دادا جان مجھے 'مدرسہ علوم الاسلامیہ جمہوریہ' میں داخل کرانے جا پہنچے ۔ میں نے نورانی قاعدہ عین جمہوری روایات کے مطابق پڑھا۔ اور قرآن ناظرہ مکمل کر لیا۔ اب میری سماعت کے ساتھ میری عقل میموری بھی کام کرنے لگی تھی ۔ کہ ایک دن ایک دوست مجھے ایک جلسہ گاہ لے گیا۔ وہاں ایک خطیب صاحب غیر جمہوری خطاب کر رہے تھے ۔آیات واحادیث کا تسلسل تھا ۔انھوں نے عجیب وغریب تقریر کر ڈالی ۔جمہوریت کو اسلام اور عقل سے متصادم قرار دیا۔ تم سچ مانو کہ وہ مولوی پوری تقریر میں ایک لفظ بھی انگلش کا نہ بول سکا۔ مجھے اس کی علمی پسماندگی کا خوب احساس ہوا۔ خطیب صاحب کی تقریر میں نہ صدر کو استثنیٰ حاصل تھا ۔نہ وفاق کی علامت وزیر اعظم صاحب کو انھوں نے معاف کیا۔ بلکہ اسمبلی کو جاگیرداروں' وڈیروں' چوروں' ڈکیتوں کی قرارگاہ کہہ ڈالا اگر چہ مجھے خطیب صاحب کی تقریر پسند تو نہ آرہی تھی مگر کئی سوال میرے ذہن میں پیدا ضرور کر گئی ۔ میں الجھن کا شکار ہو گیا میرے اکابر خاص کر 'پھوپھی جان' کیا میرے بڑے سب غلط ہیں ۔ وہ یہ سب کچھ بھی تو شریعت کی بالادستی کے لیے کر رہے ہیں ۔انکی محنت بھی نظامِ اسلام کی بالادستی کے لیے ہے بہر حال میری الجھن اسوقت اور بڑھی جب میں نے صرف عقل پر ہی بھروسہ کرنے سے دِل ہی دِل میں انکار کر دیا۔ 'قرآن و حدیث' اجماع وقیاس کی کھلی راہوں سے راہنمائی حاصل کرنے کا میں نے فیصلہ کیا۔ کیونکہ اب ایک طرف ۱۹۷۳ء کی میرے ذہن میں بچپن سے بٹھائی گئی عزت وتکریم تھی ۔تو دوسری طرف سورج کی طرح روشن دلائل کا انبار، خطیب صاحب کی یہ بات کہ ہمارے اور ہندو

ہندوستان کے نظام میں کیا فرق ہے ؟ صرف یہ کے ہمارے آئین میں لکھا ہے کہ یہ قرآن وحدیث سے متصادم نہ ہوگا مگر ہرسمت اور ہر جہت سے اس بات کی کھلی نفی ہوتی ہے یہ تو سراسر جھوٹ پر مبنی اور عامۃ المسلمین کو بے وقوف بنانے والی بات ہے کہ شراب کی بوتل پر زم زم لکھ دینے سے شراب کیسے پاک ہوسکتی ہے؟ صرف آئین میں یہ درج کرلینے سے کہ قرآن وحدیث سے متصادم نہ ہوگا۔مگر سب کچھ وہ ہورہا ہے،جس پر دین اسلام کی سخت تنبیہات موجود ہیں مثلاً سود آئین پاکستان کے تحت قانونی (حلال) قرار دیا گیا ہے۔کیونکہ اسلام حلال اور حرام کی اصلاح متعارف کرواتا ہے جمہوری نظام میں حلال کو قانونی اور جسے حرام قرار دینا ہوا سے غیر قانونی قرار دے دیا جاتا ہے۔جب کوئی شخص یا ادارہ اللہ کیکسی بھی حرام کردہ چیز کو حلال اور حلال کردہ چیز کو حرام قرار دے تو از روئے شریعت بالا جماع امت ایسا شخص یا ادارہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔پھر خطیب صاحب اپنی بات کی طرف لوٹے۔کہ ہندوستان اور پاکستان کا عدالتی نظام ایک جیسا ہے حتیٰ کہ تمام عدالتی اصطلاحیں بھی مشترک ہیں ۔ہندوستان اور پاکستان کی پولیس کا نظام بھی ایک جیسا ہے۔اصطلاحیں دونوں کی ایک ہی ہیں۔جیلوں کا نظام بھی ایک جیسا ہے۔فوجی نظام' فوجی عہدے' فوجی تربیت' فوجی سزائیں' تمام اصطلاحیں ایک جیسی ہیں۔وہاں شراب اور جزوی زنا کی اجازت ہے۔یہاں جزوی شراب اور زنا قانونی ہے۔کیونکہ تمام بڑے اور چھوٹے شہروں میں شراب کی فیکٹریوں اور کارخانوں کی موجودگی قانونی (حلال) ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو بنانے' بیچنے' اور پینے والوں پر لعنت فرمائی ہے جس کام پر اللہ کی لعنت ہے وہ یہاں قانونی ہے۔زنا کے باقاعدہ اڈے ہیں لاہور تو پورے پاکستان میں اپنے تعارف میں یکتا و تنہا ہے۔ہندوستان میں بھی مسجدیں اور مدرسے قائم ہیں وہاں بھی نمازی حاجیوں پر کچھ قدغن نہیں۔یہاں کے نام نہاد مسلمان وزراء مدرسوں کے اجتماع میں شریک ہوتے ہیں وہاں کی سونیا گاندھی،منموہن سنگھ دیگر حکومتی زعما علی گڑھ' دیوبند' بریلی' ندوا' بٹالہ کے تمام علمی مراکز کے اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ساتھ ہی ساتھ فنڈز کے اعلانات اور پیشکش بھی کرتے ہیں۔آخر ۶۴ سال کی آزادی میں ہم نے کیا علیحدہ کر دکھایا۔بس اتنا ہی کہ انگریزی سے جان چھڑوا کر انگریز کے روحانی فرزندوں کے دسترس میں چلے گئے۔خطیب صاحب کی ایک ایک بات گیارہ ہزار وولٹ کے جھٹکے دے رہی تھی کیا میرے اکابر غلط ہیں جو جمہورت کے ترانے پڑھتے سوتے جاگتے ہیں۔دادا جی صرف ایک سائیکل کے مالک تھے۔اب میرے ابا محترم کے پاس جمہوریت کی برکت سے اچھی گاڑی' اچھا خاصا

اسلام نے تو بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کے رب کی غلامی میں لایا ہے۔جبکہ جمہوریت بندوں کو بندوں کے لیے بندوں پر حکمرانی کا نام ہے۔خیال خان ایک لمبی سائنس لیکر بات ختم کرتا ہے اور آخری فیصلہ سناتا ہے۔

مکان' بینک بیلنس' سرکاری پروٹوکول' پشاور' اسلام آباد کے پلاٹ یہ سب ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق ہے۔جبکہ میرے سامنے غیر جمہوری مولویوں کا حشر نشر بھی تھا۔جو دو وقت کی روٹی کے لیے بھی پریشان و سرگردان رہتے ہیں ۔جنہیں ہمیشہ حلال وحرام کی تمیز کے بکھیڑوں سے نجات ہی نہیں ملتی تھی۔جنہیں وزراء جرنیل تو در کنار علاقے کا S.H.O بھی نہیں جانتا جھوٹ اور سچ کے فلسفوں پر ڈٹ جانے والی اس مخلوق کو کیا پتہ کہ اپنے مخالف کو ناکام کرنے کے لیے بہتان' الزام' گالم گلوچ' جھوٹی پروپیگنڈہ مہم کی لذت ہی کیا ہے۔اور یہی تو جمہوریت کا حسن ہے۔کہ نہ یہاں جھوٹ کا کوئی گناہ ہے نہ سچ کا کوئی ثواب خیال خان خیالوں میں کھو گیا۔اچانک اُسے یاد آیا کہ وہ ایک مرتبہ ڈیموکریٹک مولانا کے مدرسہ میں موجود تھا قریب حضرت جمہوریت کا گھر بھی واقع تھا۔کہ اچانک بجلی چلی گئی جلد ہی مولانا کا گھر روشن ہوگیا کیونکہ وہاں سرکاری جرنیٹر سرکاری ڈیزل پر دستیاب تھا۔مگر مدرسہ اُسیطرح اندھیرے میں ڈوبا رہا۔کیونکہ یہی تو جمہوریت کا حُسن ہے کہ دیار علم وعمل بھلے اندھیروں میں ڈوبے رہیں مگر گھر یار کا روشن ہی رہے میرے سوال کرنے پر بتایا گیا کہ جرنیٹر مع اپنے اخراجات کے جمہوری رزق سے چل رہا ہے۔جبکہ مدرسہ کو یہ حرام دیگر طلباء کی آخرت تو برباد نہیں کی جاسکتی اب ایسا اجتہاد مسائل جدیدہ سے عدم واقفیت رکھنے والا بنیاد پر ست ملا کیسے سمجھ سکتا ہے یہ تو جمہوری فضاؤں میں بال و پر نکالنے والے علماء ہی سمجھ سکتے ہیں۔مگر خطیب صاحب تو قر آن وحدیث فقہاء ومجتہدین کی بات کر رہے ہیں۔وہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن مجید سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے اکثر یت کی بات ماننے کو گمراہی بتایا ہے۔جبکہ جمہوریت تو اکثر یت کی بات کو قبول کرنے کا نام ہے۔اسلام نے تو بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر بندوں کے رب کی غلامی میں لایا ہے۔جبکہ جمہوریت بندوں کو بندوں کے لیے بندوں پر حکمرانی کا نام ہے۔خیال خان ایک لمبی سائنس لیکر بات ختم کرتا ہے اور آخری فیصلہ سناتا ہے۔جسے صرف آخرت اور جنت کی ضرورت ہے نہ اسے ۱۹۷۳ء کے آئین کا کچھ خیال رکھنا ہے نہ جمہوری روایات کے گن گانے ہیں نہ ہی جمہوری حسن کی زلف کا اسیر بننا ہے اور جو دنیا میں کچھ اپنا حصہ چاہتا ہے۔فوڈ سٹریٹ کے کھانے اور فالودے' میکڈونلڈ' کے برگر اور پیپسی' ہالی ڈے ان ہوٹل کی روشن راتیں پرل کانٹیننٹل ہوٹل پر غروب آفتاب کے نظارے' فراٹے بھرتیمر سڈیز کے آرام دہ سفر' پروٹوکول پر کھڑی فوج ظفر موج کی لذتیں بس اسے ضرور دنیا کے قدم بقدم چلنا ہوگا ۱۹۷۳ء کے آئین کا دم بھرنا ہوگا ۔جمہوری روایات کی مدح میں رطب اللسان رہنا ہوگا۔

امید ہے آپ نے بھی خیال خان کے اس فیصلے کو قبول کرلیا ہوگا۔

شاہ جی کو دوا جازت اپنے زرداری کا خیال رکھیے گا۔

مولانا سعد صدیقی کے بیان سے اقتباس

گھر کی مرغی کے دفاع کے لیے کوئی دلیل کیوں نہیں مانگتا، یہاں رب کا گھر آگ میں جل رہا تھا،
سینکڑوں قرآن پاک کے نسخے شعلوں کا رزق بن رہے تھے۔زخمی حفاظ قرآن کراہ رہے تھے،
معصوم فاطمہ و عائشہ فاسفورس بارود سے جلائی جارہی تھی۔۔۔

علماء وطلبا کا لہو، طالبات کے کٹے بدن، اور قرآن پاک کے جلے اوراق، جی سکس کے گندے نالے سے برآمد ہورہے تھے۔مگر یہ سوال اب بھی باقی تھا کہ طریقہ کار غلط ہے۔

افسوس ہے تمہاری فکری پستی اور کوتاہ عملی پر اگر آپ کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے تو رب کے دربار میں اعتراف جرم ہی کر لیتے۔

جب خون سفید ہو جائے، دنیاوی خواہشات، دینی ضروریات بن جائیں۔عمل ختم قول قرار میں ہی جنت ڈھونڈلی جائے۔تو کیا پرواہ امت کی معصوم بچیوں کی۔۔۔امت کے مظلوم بیٹوں کی۔۔۔خدا کے گھر مساجد کی۔۔۔خدا کے کلام قرآن پاک کی۔۔

اے نوجواں

میں تجھے بلاتا ہوں۔۔۔دامن میں شہیدوں کا لہو لے کر۔۔۔میں تجھے پکارتا ہوں۔۔۔تیرے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔تیرے پاؤں پکڑتا ہوں۔۔۔تجھے غازی عبدالرشید شہیدؒ نہ جگا سکے۔

ان کے مبارک لہو سے جاگ جا

کالے برقعوں میں ملبوس پردہ دار بیٹیاں تو تجھے نہ جگا سکیں، مگر فاسفورس سے جلی کالی لاشیں تجھے جگانے کے لیے کافی کیوں نہیں۔

قرآن پاک کے خاموش لفظوں سے تو تُو بیدار نہ ہوا، مگر قرآن کے اوراق سے بلند ہوتے آگ کے شعلوں پر بھی تو غفلت سے بیدار کیوں نہیں ہوتا۔

ہاں یاد رکھ

جامعہ حفصہ و لال مسجد کی زمین کا ٹکڑا، قرآن پاک کے اوراق، مظلوم شہید طلباء و طالبات، روز محشر تجھ سے تیرے کردار کے بارے میں جب رب سے سوال کریں گی۔

اس دن کے لیے جواب ڈھونڈ کر مرنا،

تُو اٹھ جا

میرا ساتھ دے،

قاتلوں کے لیے زمین تنگ کر دے

ان کے دامن میں انگارے بھر دے،

ان کے آنگن میں شعلے اتار دے،

شریعت یا شہادت کا پرچم بلند کر،

پھر ایک بدر سجا دے،

پھر ایک تبوک اٹھا دے،

پھر ایک تحریک جگا دے،

دینی غیرت کا ثبوت دے،

کچھ کر گزر،

کہ اب اک حشر بپا ہونے کو ہے۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے

جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا

آہ وہ!

مجبور۔۔۔بے بس۔۔۔بے قصور۔۔۔صنف نازک۔۔۔ناتواں۔۔۔محبوس۔۔۔لاچار۔۔۔قیدو بند۔۔۔کوٹھری۔۔۔تنہائی۔۔۔

آزادی سے محروم۔۔۔اندھیرے میں۔۔۔اکیلی۔۔۔

تو دوسری طرف۔۔۔

سفاک۔۔۔وحشی۔۔۔حاسد۔۔۔ظالم۔۔۔قاتل۔۔۔جابر۔۔۔درندے۔۔۔اور انسانیت کے نام پہ بدنما داغ۔۔۔

کیا؟؟؟ جوڑ ہے۔۔۔اس۔۔۔بے وقعت۔۔۔بے مجم۔۔۔بوجھل تصور کا۔۔۔

ہاں۔۔۔میرے تخیل میں اگر اچانک یہ خیال کروٹ لے لے۔تو درد بھری آہ پورے جسم کو شراروں سے بھر دیتی ہے۔میرا وجود آگ کا شعلہ بن جاتا ہے۔

کپکپاہٹ محسوس ہی نہیں۔۔۔پورے لاشے کو تڑپا دیتی ہے۔

لیکن یہ کیا۔؟؟؟

کہ آنکھوں سے چھم چھم سیلاب کی طرح بہنے والے آنسو رخسار و سینہ کو یوں شرابور کر رہے ہیں۔جیسے میرے مذہب میں انتقام کا نام۔۔

آنسو۔۔۔آنسو۔۔۔آنسو یا واویلا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جگر کو کشید کر دینے والی۔۔۔آہوں اور سسکیوں سے بھری۔۔۔آواز سنائی دی۔

۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں،

یہ

بے حسی ہے۔۔۔

غیر سنجیدگی ہے۔۔۔

بزدلی ہے۔۔۔

منافقت ہے۔۔۔

کیونکہ

میرے نام پہ صرف۔۔۔واویلا ہے۔

میرے لیے نام نہاد احتجاج سیاست ہے۔۔۔حقیقت نہیں ہے۔

میرے نام پہ کھوکھلی تقریریں، جلسے، جلوس میرے مسئلے کا حل نہیں ہے

جی بہن عافیہ آپ نے سچ کہا ہم شرمندہ ہیں۔

اے اہل اسلام کیا؟؟

قید و بند کی صعوبتوں میں جکڑی بہن کی آواز تمہیں غفلت سے بیدار نہیں کر پا رہی۔؟

اُٹھو۔۔۔آؤ۔۔۔بڑھیں۔۔۔چلیں۔۔۔

عافیہ اور اُن جیسی ہزاروں بہنوں کو خون خوار پنجوں سے آزاد کروائیں

ورنہ

خاک ہوجاؤ گے خبر ہونے تک